www.kitabmart.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تائب حبیب اللہ

حضرت آیت اللہ العظمٰی مرجع جہانِ تشیع فقیہِ اہل بیتؑ

عصمت وطہارت

الشیخ بشیر حسین نجفی (دام ظلہ الوارف)

مترجم

سید نذر عباس حسنی نجفی

www.kitabmart.in

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:.................. نائب حبیب اللہ

مؤلف:............حضرت آیت اللہ العظمیٰ مرجع جہان تشیع فقیہ اہل بیت عصمت وطہارت الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

مترجم:........................سید نذر عباس حسنی نجفی

ناشر:........................مؤسسہ انوار النجفیہ نجف اشرف

تعداد:........................ ۱۰۰۰

تاریخ طبع:.................. ۲۰۱۱ء

مطبع:........................الھمام

www.kitabmart.in

بسم الله الرحمن الرحيم

www.kitabmart.in

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيّكَ الحُجّة ابن الحَسَن صَلَوٰتُكَ

عَلَيهِ وعَلَى آبائِهِ فِى هٰذِهِ السّاعَةِ وَفِى كُلّ سَاعَةٍ

وَلِيّا وَ حَافِظاً وَقَائِداً وَ نَاصِراً وَ دَلِيْلاً وَ عَيْناً حَتّٰى

تُسْكِنَهُ اَرْضَكَ طَوْعاً وَ تُمَتّعَهُ فِيْها طَوِيْلاً...

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ

www.kitabmart.in

انتساب

میری یہ عبادتی کاوش.....

پھولوں کی پتیوں پہ پڑی شبنم سے بھی لطیف اور شفاف ترین محبت کرنے والے .....

انگلی پکڑ کر زندگی کے راستوں پہ چلنے کا سلیقہ سکھانے والے.....

پُر آشوب دنیا میں صحیح ترین پرورش اور تربیت کرنے والے.....

کسی سایہ دار درخت کی طرح دنیا کی سختی اور تپش سے بچانے والے.....

اور کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر میرے اندر محبتِ اہل بیتِ عصمت وطہارت علیہم السلام کی روح پھونکنے والے اپنے والد سید مظفر حسین اور اپنی والدہ کے نام !

سید نذر عباس حسنی

www.kitabmart.in

فہرست مطالب

تمہید	۱۰
توبہ کا مفہوم اور اس کی طرف دعوت	۱۵
توبہ کے شرائط	۲۰
نوٹ (تنبیہ)	۳۲
گناہوں کی اقسام	۴۲
نوٹ (تنبیہ)	۵۳
طلب مغفرت کے مراحل	۷۳
طلب مغفرت کے اوقات	۷۹
عقلی و شرعی اعتبار سے توبہ کا وجوب	۸۱
توبہ واجب فوری ہے	۹۶
توبہ ہر ایک پر واجب ہے	۱۱۵
توبہ کرنے میں موانع اور رکاوٹیں	۱۳۰
گناہان کبیرہ	۱۵۲
جن گناہوں سے انسان غافل رہتا ہے	۱۶۵
دنیا کے نظام اور شرعی احکام میں ارتباط	۱۷۶
نصیحت	۱۸۱

www.kitabmart.in

عرض ناشر

حضرت آیت اللہ العظمیٰ الشیخ بشیر حسین النجفی دام ظلہ الوارف کی شہرہ آفاق کتاب نائب حبیب اللہ کا اردو ترجمہ شائع کرتے ہوئے مؤسسہ انوار النجفیہ کا ادارہ خدائے بزرگ برتر کے حضور حمد وثناء اور تسبیح وتقدیس کا نذرانہ پیش کرتا ہے اور خدمتِ دین اور مشنِ خاندانِ رسالت کو آگے بڑھانے کے لیے مزید ایک قدم اٹھانے پہ جبینِ شکر زمین پہ رکھے ہوئے خدا کی سب سے افضل واعلیٰ مخلوق پہ درود وسلام بھیجتا ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہر مسافرِ آخرت کے لیے تو شمعِ ھدایت ، گناہوں سے ٹھوکر کھانے والے ہر متزلزل کے لیے سہارا اور نفسِ امارہ کے بے لگام گھوڑے سے منہ کے بل گرنے والے ہر بے بس کے لیے نجات دھندہ قرار پائے گی۔

والسلام

ادارہ مؤسسہ انوار النجفیہ

نجف اشرف عراق

www.kitabmart.in

عرض مترجم

زندگی کے پر پیچ راستوں سے گزرتے ہوئے ہر عام انسان کبھی نا کبھی صحیح راستے سے بھٹک ہی جاتا ہے.....کھائیوں کے کناروں سے گزرتے ہوئے پاؤں کے پھسلنے کا خطرہ تو ہر انسان کو ہی لاحق رہتا ہے.....ظاہری خوبصورتی سے ڈھکی ہوئی گناہوں کی دلدل میں آدمی کا پھنس جانا تو معمولاتِ زندگی کا حصہ بن چکا ہے.....دلفریب اور دلنشیں دنیا کے دھوکہ اور فریب سے شاید ہی کوئی بندہ محفوظ ہو.....ازل سے حیاتِ انسانی شیطان کے پھیلائے ہوئے جالوں سے بری طرح پریشان نظر آتی ہے.....گناہ، خطا، غلطی، نسیان اور بھول چوک تو عام انسان کی فطرت میں شامل ہیں.....

لیکن ہر گناہ و غلطی اور ہر خطا انسان کو رحمتِ الٰہی کی دہلیز سے گھسیٹ کر دور غلیظ ترین گڑھوں میں ڈال دیتی ہے لہٰذا ہر گناہ کے بعد ہمیں ایسی چیز کی ضرورت ہے جو ہمیں ان گڑھوں سے نکال کر واپس رحمتِ الٰہی کی آغوش میں پہنچا دے، ہم سے چھین لیے گئے قُربِ الٰہی کے رتبوں کو ان تک واپس لٹا دے.....

اور وہ چیز جو گناہوں کے زہر کو کھانے کے بعد موت سے بچا سکتی ہے اور رحمتِ الٰہی کی ٹھنڈی آغوش میں لوٹا سکتی ہے وہ فقط اور فقط توبہ ہے.....

توبہ کے موضوع پہ لکھی گئی کتابیں تو بہت ہیں لیکن اس سلسلہ میں حضرت آیۃ اللہ العظمٰی الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف کی کتاب تائب حبیب اللہ اپنے طرزِ بیاں اور اسلوب کے اعتبار

www.kitabmart.in

سے سب سے منفرد اور مختلف ہے.....لہٰذا اس کتاب کی انفرادیت اور اہمیت کے پیشِ نظر میں نے اس کتاب کا عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے کی توفیق کو خدا سے طلب کیا اور اہل بیت اطہار علیھم السلام کے صدقے اس سعادت کے حصول میں موفق ہو گیا۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ کرنے اور قارئین تک پہنچانے میں سماحۃ الشیخ محمد عبدالغنی الصباغ محترم برادر سید مرتضیٰ شاکر برادر عزیز سید ذوالقرنین رضا، جناب عقیل عباس جعفری اور محترم سید دلاور زمان نے ہر موقع پہ پُر خلوص تعاون سے نوازا کہ جس پہ میرے لیے ان کا شکریہ ادا کرنا کسی واجب سے کم نہیں۔

خداوندِ متعال اس کتاب کو تمام مؤمنین اور میرے لیے آخرت کا ذخیرہ قرار دے۔

سید نذر عباس حسنی

www.kitabmart.in

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی أنزل علی عبدہ الکتاب لیکون للعالمین نذیراً و الصلاۃ و السلام علی من أُرسل رحمۃ للعالمین و علیٰ آلہ البررۃ المیامین و اللعنۃ علیٰ شانئیھم الیٰ یوم الدین

خالق کا اپنے بندوں پر یہ لطف وکرم ہے کہ اس نے انھیں وجود کی نعمت سے نوازا تا کہ ان کے لئے بلند مراتب کی طرف ترقی اور قرب الٰہی کی کامیابی کی راہ ہموار ہو سکے۔ پس پروردگار نے انبیاء اور رسولوں کو بھیجا، کتابیں اور صحیفے نازل کیے تا کہ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ان اعمال کی تعلیم دے اور ان راستوں کی طرف رہنمائی کرے کہ جو بندوں کو اپنے پروردگار کے قریب لے جاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

(سورۃ الذاریات آیت ۵۶)

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے خلق کیا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جو بندوں کی عبادت سے بے نیاز ہے، ایسی بلند وبالا کہ جس تک نہ تو بندوں کی خطاؤں کے چھینٹے پہنچتے ہیں اور نہ اس کو گناہ گاروں کے گناہوں سے کوئی نقصان ہوتا ہے۔ پس یہ اُس ذات کا لطف وکرم اور مہربانی ہے کہ اُس نے انھیں اس دنیا میں بسایا اور انھیں مختلف فرائض اور تکالیف کی آزمائشوں میں مبتلا کیا تا کہ ان کے ذریعہ ان کا امتحان لے،

www.kitabmart.in

ان کے نفوس کو پاک کرے اور ان کے دلوں کو طاہر و پاکیزہ بنائے ۔خدا کی طرف سے عائد کردہ یہ فرائض اس کی عظیم حکمت کا نمونہ ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندے جہاد بالنفس اور روحانی ریاضت کے ذریعہ اس کے قریب ہو جائیں اور اس کی وسیع رحمت میں داخل ہو کر اس کی رضا کے حصول کے ذریعہ کامیابی حاصل کریں ۔

پس کچھ ایسے فرائض ہیں کہ جن کے تحت بندے کے لیے کچھ معین عقائد ضروری قرار دیے گئے ہیں کہ جن میں خدا کی وحدانیت وعبودیت ،اس کی طرف سے بھیجی گئی کتابوں، رسولوں ،اولیاء اور اس کی جانب سے معین کردہ آئمہ علیہم السلام پر ایمان رکھنا شامل ہے ۔اسی طرح کچھ فرائض ایسے اعمال پر بھی مشتمل ہیں جن کا تعلق اعضاء وجوارح سے ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور انبیاء تک وحی کے ذریعہ پہنچایا اور آئمہ طاہرین علیہم السلام نے اپنے شاگردوں کے سامنے ان کی وضاحت اور تفصیل بیان کی اور اُن علماء نے ان اعمال کی تشریح وتوضیح بتائی کہ جنھوں نے آئمہؑ اور ان کے شاگردوں کے نور ہدایت سے استفادہ کیا ۔

اسی طرح بعض اعمال اور فرائض کچھ چیزوں کے حرام اور ممنوع ہونے کا تقاضہ کرتے ہیں کیونکہ ان میں ایسے نقصانات ، مشاکل اور مولا اور اس کے بندے کے درمیان حائل ہونے والے حواجز ہوتے ہیں کہ جن کا علم خدا کی ذات کو ہے ۔پس جب پروردگار نے خیر ونیکی کو شرو برائی سے ممتاز کر کے ظاہر کر دیا اور خیر ونیکی تک پہنچنے کے راستوں کی وضاحت کر دی اور اس کو ایسے حرام کاموں اور مفاسد کے بارے میں مطلع ومتنبہ کر دیا کہ جو اس کو خدا سے دور کرتے ہیں تو اس کے بعد پروردگار نے اپنی حکمت کے تحت اپنے بندے کو مکمل حریت وآزادی دے دی اور اسے مکمل خود مختار قرار دے دیا اور اس کو ہدایت کے راستے کی رہنمائی کر دی تا کہ بندہ خود

www.kitabmart.in

اپنی مرضی واختیار اور اپنے کردار کے ذریعہ اپنے پروردگار کا شکر ادا کرے یا اپنے قبیح کردار اور گھٹیا سیرت کے ذریعہ کافر ہو جائے اور ہدایت کے راستے کی موجودگی کے باوجود جو گمراہی کی ہلاکت میں پڑے ہلاک ہو جائے اور جو ہدایت کی زندگی اختیار کرنا چاہے وہ زندہ ہو جائے۔ پس پاک ہے وہ خالق، ہادی اور رحم و کرم کرنے والا کہ جس کی عطا کا سمندر کبھی خشک نہیں ہوتا اور جس کی عطا کی کثرت اس کے جود و کرم اور سخاوت میں اضافہ کرتی ہے بے شک وہی سب سے زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

جن لوگوں کو ان کے نفسوں نے لاغر و اسیر کر دیا، جن کے قدموں نے انھیں پھسلا دیا، جن کے شکموں نے انھیں رذیل گڑھوں میں گرا دیا اور جن کے برے اختیار نے انھیں شیطان کے جال میں پھنسا دیا، پس خدا کی وسیع رحمت ان لوگوں کے اس حال میں باقی رہنے پر نہ تو راضی ہوتی ہے اور نہ ہی انھیں ان کی حالت پر چھوڑنا چاہتی ہے بلکہ خدا کی وسیع رحمت کو ان لوگوں کی حالتِ زار بدلنے کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی ہے۔ پس جب یہ لوگ عقائد اور فروعی واجبات سے روگردانی کی وجہ سے گناہوں کی تاریک کھائیوں میں پھسلتے ہیں تو اس وقت خدا ان کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور ان کے لیے اپنی رحم و کرم اور لطف و مہربانی کی آغوش میں لوٹنے کا راستہ ہموار کرتا ہے۔ ان کے لیے توبہ کے چشمے جاری کر دیتا ہے اور گناہوں کے بھنور سے نکلنے کے لئے استغفار کی کشتی فراہم کرتا ہے تاکہ بندہ اس کشتی کے ذریعہ اس کی جود و سخاوت کے ساحل پر آ جائے۔

پس توبہ ایسا دروازہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کے لیے کھولا ہے کہ جنھوں نے اپنی روح کو گمراہی اور سیدھے راستے سے انحراف کے ذریعے گندا کر دیا، جنھوں

www.kitabmart.in

نے اپنے چہروں کو گناہوں کی تاریکی سے سیاہ کر دیا، پس رحمتِ الٰہی ان گناہگاروں کو پکارتی ہے تاکہ ان کو مایوسی کی دلدل سے نکالا جائے اور ان کے دلوں میں خدا کے عذاب کے خوف کو کم کیا جائے اور انھیں خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں واپسی کے لیے آمادہ کیا جائے اور بارگاہِ ایزدی کی طرف سفر کی تھکاوٹ کو ان سے ختم کیا جائے۔ پس اس مقصد کے لیے رحمت خداوندی پکار پکار کر کہتی ہے: **﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾**

(سورۃ الزمر آیت ۵۳)

ترجمہ: اے رسول! کہہ دو کہ اے میرے وہ بندو کہ جنھوں نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے رحمتِ خدا سے مایوس نہ ہونا اللہ تمام گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور یقیناً وہ بہت زیادہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

پس خدا کی رحمت نے فقط معافی اور بخشش کا وعدہ ہی نہیں کیا بلکہ اس سے بڑھ کر وہ ایسی منزل پر جلوہ افروز ہے کہ جہاں نہ تو کسی کریم کا کرم پہنچ سکتا ہے، نہ کسی رحیم کے رحم کی وہاں تک رسائی ہے اور نہ ہی کسی بخشنے والے کی بخشش کی وہاں تک پہنچ ہے۔ پس اللہ نے گناہگاروں پر توبہ و استغفار کو واجب قرار دیا ہے تاکہ یہ لوگ اس کی مقدس بارگاہ کے قریب آجائیں اور ان کے دلوں میں توبہ کی فکر و رغبت پیدا ہو اور وہ بارگاہِ ایزدی میں لوٹنے کی قدرت و صلاحیت اور اس کے لیے درکار وسائل مہیا کرنے کی فکر ان کے دامن گیر ہو۔ پس خدا اپنے گناہگار بندوں کو اس مقصد کے لیے درکار قوت و صلاحیت عطا کرتا ہے، اس کے لیے وسائل مہیا کرتا ہے اور ان رکاوٹوں اور حواجز کو دور کر دیتا ہے جو اس کو بارگاہِ الٰہی میں پہنچنے سے روکتے

www.kitabmart.in

ہیں۔

بلند و بزرگ تر ہے اس کی ذات کہ جس کی بلندیوں تک پہنچنے کی کسی سوچنے والے کی سوچ کی مجال نہیں اور نہ وہاں تک کسی فکر کرنے والے کی فکر کی پرواز ہے۔

www.kitabmart.in

توبہ کا مفہوم اور اس کی طرف دعوت

توبہ کا لفظی مفہوم ''رجوع اور لوٹنا'' ہے۔ پس بندے کا خدا کی بارگاہ کی طرف رجوع کرنا توبہ کہلاتا ہے، اسی طرح خدا کی طرف سے رجوع کے فعل سے مراد یہ ہے کہ خدا کا خاص لطف و کرم اپنے بندے پر پھر سے ہونے لگے اور خدا کی رحمت و عنایت اس کے شامل حال ہو جائے اور خدا اپنے گناہگار بندے کو پھر سے ان بندوں کی فہرست میں قبول کر لے کہ جو خدا کے اوامر اور نواہی پر ہمیشہ کے لیے سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب بندہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ خدا کی مقدس بارگاہ سے بہت دور گہری کھائی میں جا گرتا ہے اور کبھی کبھی مسلسل آنے والے رزق کی فراوانی اور نعمتوں کا استمرار اس بندے کے تکبر اور بارگاہِ ایزدی سے دوری میں مزید اضافہ کر دیتا ہے، پس جب وہ بندہ اپنے امور و کاموں کو جاری و ساری دیکھتا ہے، دنیا کی خواہشات اور رغبات میں کسی قسم کی رکاوٹ محسوس نہیں کرتا اور برے حالات کی ٹھوکر سے محفوظ رہتا ہے تو اس کی سرکشی اور خدا کے دروازے سے دوری میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس وہ اس بات سے غافل ہو جاتا ہے کہ اس کے پاس موجود یہ نعمتیں صحت، مال، اولاد اور اس کے امور و کاروبار میں ترقی یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ کبھی کبھی یہ چیز اس بندے کے لیے خدائی ڈھیل اور عذاب کی طرف پیش قدمی ہوتی ہے جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے:

﴿ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (سورة القلم آیت ۴۴)

ترجمہ: عنقریب ہم ان کو تدریجی طور پر اس طرح عذاب میں مبتلا کریں گے کہ ان کو علم ہی نہ

www.kitabmart.in

ہوگا۔

پس جب بندہ اپنی بغاوت وسرکشی میں مستمر اور گمراہی میں مسلسل باقی رہتا ہے اور اس شیطانی راستہ سے اجتناب نہیں کرتا تو وہ بندہ ایسا نوالہ بن جاتا ہے کہ جس کو موت اسی حالت میں ہی نگل لیتی ہے اور اسی جانب متوجہ کرنے کے لیے ارشادِ قدرت ہوتا ہے:

﴿فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ٥ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(سورۃالانعام۴۴،۴۵)

ترجمہ: پس جب وہ ان نصیحتوں کو بھول گئے کہ جو یاد دلائی گئی تھیں تو ہم نے امتحان کے طور پر ان کے لئے ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ ان نعمتوں سے خوش حال ہو گئے تو ہم نے اچانک انھیں اپنی گرفت میں لے لیا اور وہ مایوس ہو کر رہ گئے پھر ظالموں کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور ساری تعریف اس خدا کے لیے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے۔

بندے کا دنیاوی زندگی کی کھوکھلی مسرتوں سے فریب کھانا قابلِ تعریف نہیں ہے لیکن دنیا کی نعمتوں کی ظاہری فریفتگی، کشش اور جاذبیت بندے کی عقل وحواس کو اپنا اسیر بنا لیتی ہے اور اس کے سامنے سرکشی اور گمراہی کے راستوں کو اس طرح مزین اور خوبصورت بنا کر دکھاتی ہے کہ وہ اس سے دھوکہ کھا جاتا ہے۔لیکن اس کے باوجود بھی خدا اپنے بندے سے محبت کرتا ہے،خدا نے اپنے اس بندے کو وجود کی نعمت سے نوازا، پھر اسے صحت وسلامتی عطا کی، اسے ظاہری اور باطنی حواس دیئے، اس کو اپنے افعال میں خود مختار قرار دیا کہ وہ جو چاہے اپنی مرضی سے کرے اور یہ سب کچھ کسی سابقہ استحقاق کے تحت نہیں تھا اور نہ ہی بندہ اس کا حقدار تھا، بلکہ

www.kitabmart.in

خدا کی طرف سے اپنے بندے پر یہ سب مہربانیاں اس کی اپنے بندے سے بے انتہا محبت کی دلیل ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دنیا کے تاریک سائے میں شہوات اور خواہشات کی آندھیوں کا لقمہ بننے کے لیے تنہا نہیں چھوڑا کہ رغبات وخواہشات کے طوفان جیسے چاہیں اس بندے کے ساتھ کھیلیں اور جہاں چاہیں اٹھا پھینکیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندے کو عقل کی عظیم نعمت سے نوازا تا کہ وہ اس کے ذریعہ خیر اور شر میں تمیز پیدا کرلے اور جو چیزیں اس کے لیے فائدہ مند ہیں اور جو چیزیں اس کے لیے نقصان دہ ہیں ان کو پہچانے۔

پس خدا نے رسولوں کو مبعوث کیا، کتابیں نازل کیں بلکہ روزمرہ زندگی کے ہر موڑ پر ایسی نشانیوں اور اشاروں کو نصب کیا جو بندے کو بتاتے ہیں کہ اس کی اصل راہ کیا ہے مثلاً صحت ومرض، ولادت وموت پس انسان ہر روز اس دنیا میں آنے والے قافلوں کو بھی دیکھتا ہے اور اس دنیا سے کوچ کرنے والے قافلوں کو بھی الوداع کہتا ہے اور یہ سب کچھ ایسی نصب شدہ علامات اور نشانیاں ہیں کہ جو بندے کو اپنے پروردگار کی یاد دلاتی ہیں اور اس کو بتاتی ہیں کہ بندے کے لیے خدا کی گرفت سے بچ نکلنا ناممکن ہے، ہر بندہ اس کی طرف لوٹنے والا ہے، ہر شخص نے اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے اور یہ سب چیزیں بندے کو ان امور کی یاددہانی کرواتی ہیں کہ جن کو وہ دنیا کی پرکشش مسرتوں میں بھول چکا ہے۔

عقل سلیم اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ ہر قبیح اور نقصان دہ چیز سے دوری اختیار کی جائے اور ہر اچھی اور فائدہ مند چیز کو حاصل کیا جائے اور اس تک پہنچا جائے لہذا بندے کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحیح اور سیدھے راستے پہ کاربند اور خدا کی اطاعت سے ہمیشہ متمسک رہے۔ اسی طرح عقلِ سلیم اس بات کا بھی تقاضہ کرتی ہے کہ بندہ عبودیت کے میدان کی

www.kitabmart.in

طرف لوٹ جائے اور اطاعت گزار بندوں کی صف میں جا کھڑا ہوتا کہ ظلمتوں سے نکل کر نور کے احاطے میں آسکے۔ پس اسی بنا پر بندے پر عائد کردہ واجبات اور فرائض میں سے سب سے اہم اور بڑا فریضہ اس کا توبہ کرنا ہے۔

توبہ کوندامت سے تعبیر کرنا

کبھی کبھی توبہ کی تفسیر میں کہا جاتا ہے کہ توبہ سے مراد ''ندامت اور شرمندگی'' ہے لیکن شاید توبہ کوندامت سے تعبیر کرنا اور اس کی تفسیر ندامت سے کرنا ایسے امر کے ذریعہ توبہ کی تشریح کرنا ہے کہ جو امر انسان کو توبہ کے لیے آمادہ اور تیار کرتا ہے۔ پس جب بھی کوئی عقل مند انسان اپنے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ اپنے اندر گمراہی، سرکشی اور اس نقصان اور خسارے کو دیکھتا ہے کہ جو اس نے خواہشات کی اطاعت اور نفس امارہ کی فرمانبرداری کی وجہ سے اٹھایا ہے اور یہ سب خدا تعالٰی کی جانب سے اپنے بندے کو مسلسل یاد دہانی اور اس پر اس لطف و کرم کا نتیجہ ہوتا ہے کہ جس کے تحت خدا اپنے بندے کو گمراہی کی تاریک اور گہری کھائیوں سے نکالنا چاہتا ہے۔ پس انسان جب اپنے آپ میں گمراہی و سرکشی سے حاصل شدہ خساروں کو دیکھتا ہے تو اس کے اندر ندامت اور شرمندگی کا احساس جاگ اٹھتا ہے جو اسے رحمتِ الٰہی کے سامنے، بارگاہِ ایزدی میں کوتاہیاں کرنے اور اپنی زندگی خدائے مہربان سے دور گناہوں میں ضائع کرنے پر حسرت و افسوس کرنے پہ مجبور کرتا ہے۔

پس قوتِ عقل کے اس الارم اور دھچکے کی وجہ سے وہ بندہ ایسی چیز کی تلاش میں لگ جاتا ہے کہ جو اسے اس کی کھوئی ہوئی منزلت لوٹا دے، جو اسے اس مقام کے قریب دوبارہ سے

www.kitabmart.in

کردے کہ جس سے وہ دور ہو چکا ہے ۔پس ندامت، شرمندگی، حسرت اور افسوس ایسے وسائل ہیں کہ جو اسے خدا کی رحمت اور لطف و کرم کی طرف لوٹنے پر مجبور کر دیتے ہیں ۔پس اصل اور بنیادی وسیلہ کہ جو انسان کو توبہ پر مجبور کرتا ہے وہ بندے کا اس خسارے کا ادراک کرنا ہے کہ جو اس نے خواہشات و شہوات کی پیروی کرنے سے اٹھایا ہے ۔لہذا اس ادراک کے بعد انسان اپنے خسارہ و نقصان کی تلافی اور اپنی منزلت پہ واپسی کے بارے میں فکر کرنا شروع کر دیتا ہے۔

www.kitabmart.in

توبہ کی شرائط

گزشتہ گفتگو سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ توبہ سے مراد: انسان کا راہِ بندگی کی طرف رجوع، عبودیت کی آغوش میں واپسی اور نئے سرے سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے اطاعت گزاروں کی صف میں شامل کرنا ہے اور یہ بات چند امور سے ہی وجود میں آسکتی ہے کہ جن کو ہم "توبہ کی شرائط" بھی کہہ سکتے ہیں، یہ شرائط بہت زیادہ ہیں لیکن ہم فقط ان میں سے ان اہم شرائط کو ذکر کرتے ہیں کہ جن کی حیثیت توبہ کے لئے حقیقی بنیاد اور درکار ستونوں کی ہے۔

پہلی شرط: توبہ کی پہلی شرط ندامت ہے ان خطاؤں پر کہ جو اس سے صادر ہوئیں، ان گناہوں پر کہ جن کا اس نے ارتکاب کیا اور ان ٹھوکروں پر جن کے ذریعے نفسِ امارہ نے اسے سرکشی کی دلدل میں منہ کے بل گرادیا۔

ندامت سے مراد انسان کے دل کا حسرت وافسوس اور غم وحزن سے تنگ ہوجانا اور غم والم اور حسرتوں کا دل کی گہرائیوں میں اٹک کر رہ جانا ہے پس جب یہ چیزیں انسان کے دل پر تسلط حاصل کرلیتی ہیں تو اس سے آرام وسکون، راحت اور استقرار ختم ہوجاتا ہے اور پھر ایسی صورتِ حال میں انسان کی ساری امیدیں اس بات سے وابستہ ہوجاتی ہیں کہ خدا اس کو اپنے دروازے پر ان سوالیوں کے ساتھ کھڑا ہونے کی اجازت دیدے کہ جو اس کے لطف وکرم

www.kitabmart.in

کے امیدوار، اس کی رحمت کے آرزومند اور اس کے اوامر اور احکام پر سرِ تسلیم خم کیے ہوئے عمل کرنے والے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے فرمایا: "**ان الندم علی الشر یدعو الی ترکه**"

یعنی: شر و بدی پر ندامت اس کو چھوڑنے کی دعوت دیتی ہیں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: "**کفی بالندم توبة**"

یعنی: توبہ کے لئے نادم و شرمندہ ہونا کافی ہے۔

ندامت کے اسباب:

ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ ندامت چار چیزوں کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی ہے:

اول: گناہوں کی وجہ سے انسان لوگوں کے دلوں میں اپنے مقام و مرتبہ کے فقدان اور معاشرے میں اپنی قدر و منزلت کو ختم و معدوم ہوتا ہوا محسوس کرتا ہے، پس جب اسے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ لوگ اس سے دور ہو چکے ہیں اور جب وہ دیکھتا ہے کہ وہ لوگوں کی نظروں میں اس طرح بے کار اور فضول ہو چکا ہے کہ عنقریب لوگ اسے معاشرے کا ناکارہ اور گھٹیا پرزہ شمار کرنے لگیں گے تو اس کے اندر ندامت و شرمندگی کا احساس جاگ اٹھتا ہے وہ اپنے آپ کو اپنی قدر و منزلت کھو دینے کے خسارے کے دباؤ میں محسوس کرتا ہے اور اسے یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ لوگوں کی زبانوں کی چکی تلے پسا جا رہا ہے جس طرف بھی رخ کرتا ہے چکی اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

www.kitabmart.in

لیکن اس قسم کی ندامت انسان کو خدا سے مزید دور کر دیتی ہے کیونکہ اس ندامت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص لوگوں کے دلوں میں جاہ و حشمت اور دنیا کی محبت میں غرق ہے، اور اپنی ہوا و ہوس کی اطاعت میں ریاکاری کی وجہ سے فساد کے غلیظ گڑھے کی گہرائی میں پہنچ چکا ہے اور ریاکاری شرک کی ایک قسم ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام فرماتے ہیں: **"اقل الریاء شرک"**

یعنی: ریاکاری کی کم سے کم مقدار بھی شرک ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: **"کل ریاء شرک انہ من عمل للناس کان ثوابہ علی الناس و من عمل للہ کان ثوابہ علی اللہ"** (کتاب **الکافی جلد ۲ ص / ۲۹۳**)

یعنی: ہر ریاکاری شرک ہے۔ جس نے لوگوں کی خاطر کوئی عمل سرانجام دیا اس کا ثواب لوگوں کے ذمے ہے اور جس نے اللہ کی خاطر کوئی عمل سرانجام دیا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔

ارشاد قدرت ہے: **﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴾ (سورہ الکھف آیت ۱۱۰)**

ترجمہ: پس جو بھی اپنے پروردگار کی ملاقات کا امیدوار ہے اسے چاہیے کہ وہ عمل صالح انجام دے اور کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت میں شریک نہ بنائے۔

پس امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں: **"الرجل یعمل شیئا من الثواب لا یطلب بہ وجہ اللہ و انما یطلب تزکیۃ الناس یشتھی ان یسمع بہ الناس فھذا اشرک بعبادۃ ربہ"**

www.kitabmart.in

یعنی: اگر انسان کوئی ثواب کا کام سر انجام دیتا ہے اور اس کام کے ذریعے خدا کی رضا نہیں چاہتا بلکہ اس کا مقصد لوگوں کی تعریف و مدح ہوتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ اس کے ذریعے سے لوگوں میں اس کی شہرت ہو تو اس شخص نے خدا کی عبادت میں کسی کو اس کا شریک قرار دیا۔

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: **" ما من عبد أسر خیراً فذھبت الایام ابدا حتی یظھر اللہ لہ خیرا وما من عبد یسر شرا فذھبت الایام ابدا حتی یظھر اللہ لہ شرا " (کتاب الکافی جلد ۲ ص / ۲۹۴ ، ۲۹۳)**

یعنی: جو شخص بھی کوئی نیکی کا کام چھپا کے کرتا ہے خدا اس کے لئے طویل ایام و عرصہ گزرنے کے بعد بھی اس کی نیکی کو ظاہر کر دیتا ہے اور جو شخص کوئی برا کام چھپا کے کرتا ہے خدا طویل ایام و عرصہ گزرنے کے بعد بھی اس کے لئے اس کی بدی کو ظاہر کرتا ہے۔

ایک مقام پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **" سیأتی علی الناس زمان تخبث فیہ سرائرھم و تحسن فیہ علانیتھم طمعا فی الدنیا لا یریدون بہ ما عند ربھم یکون دینھم ریاء لا یخالطھم خوف یعمھم اللہ بعقاب فیدعونہ دعاء الغریق فلا یستجیب لھم " (کتاب الکافی جلد ۲ ص / ۲۹۶)**

یعنی: عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں لوگ اندر سے خبیث اور ظاہر میں دنیا کی لالچ میں اچھے ہوں گے اچھائی سے وہ اس (انعام) کو نہیں چاہیں گے جو (اس کے بدلے میں) خدا کے پاس ہے، ان کا دین ریا کاری ہوگا، ان میں (خدا کا) خوف نہیں ہوگا، جب خدا ان سب کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے گا تو وہ اس طرح سے دعا کریں گے کہ

www.kitabmart.in

جیسے غرق ہوتے ہوئے کوئی کرتا ہے، لیکن ان کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

اس قسم کی قبیح اور گھٹیا ندامت اور شرمندگی کا نتیجہ انسان کی حسرتیں ہوتی ہیں جو شخص اپنے کیے پر اس لیے شرمندہ ہو کہ اس کی وجہ سے اسے دنیاوی حکمرانی کے چھن جانے کا ڈر ہو چاہے یہ حکمرانی دینی لبادے میں ہی کیوں نہ ہو تو حضرت علی ابن ابی طالب علیھما السلام ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں: **"ما ذئبان ضاریان فی غنم قد تفرق رعاؤھا بأضر فی دین المسلم من الرئاسة"** **(کتاب الکافی جلد ۲ ص ۲۹۷)**

یعنی: حکمرانی (کا شوق) مسلم کے دین کے لئے اس بات سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہے کہ دو خونخوار بھیڑیے کسی ایسے ریوڑ میں داخل ہو جائیں کہ جس کے چرواہے اسے تنہا چھوڑ کے چلے گئے ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: **"ایاکم وھؤلاء الرؤساء الذین یترأسون فو اللہ ما خفقت النعال خلف رجل الا ھلک و اھلک"** **(کتاب الکافی جلد ۲ ص ۲۹۷)**

یعنی: ان حکمرانوں سے خبردار رہو کہ جو حکمرانی (کی دوڑ) میں ایک دوسرے سے سبقت چاہتے ہیں خدا کی قسم! آدمی کے پیچھے آنے والی جوتیوں کی ہر آواز (یعنی حکمرانوں کی پیروی کرنے والا ہر آدمی) خود بھی ہلاک ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی ہلاک کرتا ہے۔

مذکورہ بالا ان دونوں روایتوں میں اس شخص کی مذمت کی گئی ہے کہ جو بغیر استحقاق کے حکومت و ریاست چاہتا ہے مثال کے طور پر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیھما السلام فرماتے ہیں: **"اما و اللہ لقد تقمصھا ابن ابی قحافة و انه لیعلم ان محلی**

www.kitabmart.in

منها محل القطب من الرحی ..... " (نهج البلاغه خطبه شقشقیه)

یعنی: خدا کی قسم! ابن ابی قحافہ نے خلافت کی قمیص پہن لی حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ میرا خلافت کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے کہ جیسا چکی کا اس کے مرکز کے ساتھ ہوتا ہے ...۔

جو ریاست و حکومت کے حقدار ہوتے ہیں وہ حکومت کو پسند نہیں کرتے لیکن حق کے قیام اور باطل کی بیخ کنی کے لئے وہ حکومت فقط وسیلہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں جیسا کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام کا یہ کلام اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے:

" و الذی خلق الحبة و برأ النسمة لولا حضور الحاضر و قیام الحجة بوجود الناصر وما اخذ الله علی العلماء ان لا یقاروا علی کظة ظالم، ولا سغب مظلوم لا لقیت حبلها علی غاربها ، لسقیت آخرها بکأس او لها ، لا لفیتم دنیاکم هذه از هد عندی من عفطة عنز "(نهج البلاغه خطبه شقشقیه)

یعنی: اس ذات کی قسم کہ جس نے دانہ پیدا کیا اور روح کو خلق کیا اگر حاضرین کی موجودگی اور مددگاروں کے وجود سے دلیل و حجت قائم نہ ہوگئی ہوتی اور خدا نے علماء سے یہ وعدہ نہ لیا ہوتا کہ وہ ظالم کے پیٹ بھرنے اور مظلوم کے بھوکا رہنے پر سکون سے نہ بیٹھیں گے تو میں خلافت کی رسی کو اسی کے اوپر ڈال دیتا (کہ جہاں جانا چاہتی ہے چلی جائے) اور میں اس کے آخر کو اس کے پہلے والے کے ہی پیالے سے سیراب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ میری نظر میں تمھاری یہ دنیا بکری کی چھینک سے بھی زیادہ بے قیمت ہے۔

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۳۳ کی ابتدا میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ میں مقام ذی وقار میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ اپنا

www.kitabmart.in

جوتا سی رہے ہیں، پس آپؑ نے پوچھا: اس جوتے کی کیا قیمت ہوگی؟ تو میں نے کہا: اب تو اس کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ تو اس وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم یہ جوتا مجھے تمھاری حکومت سے کہیں زیادہ پسند ہے مگر میرے پیش نظر اس حکومت کے ذریعے حق کا قیام اور باطل کا خاتمہ ہے۔

دوم: جن چیزوں سے انسان کے اندر ندامت اور شرمندگی پیدا ہوتی ہے اس میں سے دوسری یہ ہے کہ گناہوں کے سمندر میں غرق ہونے، خدا کی نافرمانی کی قباحت سے اپنی زندگی کو سیاہ کرنے اور اپنی پیشانی پر سرکشی کی مہر لگانے کے بعد انسان متوجہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے غضب اور عذاب وعقاب کا مستحق ہو چکا ہے۔ پس جب وہ کسی عذاب کی خبر دینے والی آیت کو پڑھتا ہے یا کسی نصیحت کرنے والے واعظ کی گفتگو سنتا ہے یا کسی ہدایت دینے والے صالح مرشد کی بات پر کان دھرتا ہے تو اس کی آنکھوں کے سامنے جہنم کی آگ کے شعلے بھڑکنے لگتے ہیں اور وہ اپنی بصیرت کی آنکھ سے انھیں دیکھنے لگتا ہے، وہ اپنے لاشعور میں جہنم کی آگ کی تپش محسوس کرتا ہے اور اپنے چہرے کو اس کی حرارت میں جھلستا ہوا پاتا ہے، اسے یوں لگتا ہے کہ جیسے عذاب کے فرشتے اپنے ہاتھ میں لوہے اور آگ کے گرز لیے ہوئے نہایت غصے سے اسے جھڑک رہے ہیں، پس وہ موت کو اپنے چاروں طرف پاتا ہے اور ہر جانب سے اپنے آپ کو موت کی گرفت میں محسوس کرتا ہے حالانکہ وہ مردہ نہیں ہوتا۔ اس طرح سے اسے اپنے گناہوں اور خدا کی نافرمانی پر شرمندگی اور افسوس ہوتا ہے، حزن وملال سے اس کا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور اس پر اپنی بری عاقبت کا خوف سوار ہو جاتا ہے۔

www.kitabmart.in

بے شک اس طرح کی ندامت قابلِ تعریف ہے لیکن جن امور کے نتیجہ میں اس کے اندر یہ ندامت پیدا ہوتی ہے اور جن امور کے ذریعے وہ خدا کا اطاعت گزار بندہ بنتا ہے ان کے تحت اس انسان کا شمار ان غلاموں میں ہوتا ہے کہ جو اپنے آقا کے ڈر اور برے انجام سے بچنے کے لئے اپنے آقا کی اطاعت گزاری کرتے ہیں۔پس یہ ندامت قابلِ تعریف اور ممدوح ہے اور اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام متقین کی صفات میں فرماتے ہیں:'' **فھم و النار کمن قد رآھا فھم فیھا معذبون** ''(نہج البلاغہ)

یعنی: پس جہنم کے بارے میں انھیں اس طرح یقین ہے کہ گویا انھوں نے اس کو دیکھا ہے اور وہ اس کے عذاب میں مبتلا ہیں۔

اسی خطبے میں امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:" **فاذا مروا بآیة فیھا تخویف اصغوا الیھا مسامع قلوبھم ، و ظنو ان زفیر جھنم و شھیقھا فی اصول اذانھم فھم حانون علی او ساطھم ، مفترشون لجباھھم و اکفھم و رکبھم ، و اطراف اقدامھم یطلبون الی اللہ تعالیٰ فی فکاک رقابھم** " (**نھج البلاغہ**)

یعنی: (قرآن پڑھتے ہوئے) جب کسی ایسی آیت سے گزرتے ہیں کہ جس میں جہنم سے ڈرایا گیا ہے تو اپنے دل کے کانوں کو اس طرف لگا دیتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ گویا جہنم کی آوازیں ابتداء سے انتہا تک ان کے کانوں کے اندر سنائی دے رہی ہیں، پس وہ رکوع میں اپنی کمریں جھکائے ہوئے اور سجدہ میں اپنی پیشانیاں، ہتھیلیاں، گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے اور انگلیاں) زمین پر بچھائے ہوئے رہتے ہیں اور اللہ سے اپنی گردنوں کو (آتشِ جہنم) سے آزاد کر دینے کی التجائیں کرتے ہیں۔

www.kitabmart.in

ارشادِقدرت ہے: ﴿ **قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ** ﴾ **(سورة التحريم آيت ٦)**

ترجمہ: اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ کہ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

قرآن میں بہت سی آیتیں ہیں کہ جو گناہوں کے برے اور ہیبت ناک انجام کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

سوم : جن امور کے نتیجہ میں انسان کے اندر ندامت اور شرمندگی جنم لیتی ہے ان میں سے تیسرا یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں کی وجہ سے ثواب اور خدائی انعام کے فقدان کو محسوس کرنے لگتا ہے اسے اس بات کا یقین ہونے لگتا ہے کہ وہ جنت، وہاں کی نعمتوں، حور و غلمان، نہروں، باغات، لذات اور رغبات سے دوری کا مستحق ہو چکا ہے کیونکہ یہ سب نعمتیں اور انعام متقین کے لئے ہیں۔ پس وہ ان نعمتوں کی عظمت کو دیکھتا ہے۔ ارشادِقدرت ہے:

﴿ **وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا** ﴾ **(سورة الانسان آيت ٢٠)**

ترجمہ :اور جب تم دیکھو گے **اور** پھر دوبارہ دیکھو گے تو نعمتیں اور ایک بہت بڑا ملک نظر آئے گا۔

اس بات کی طرف حضرت امیر المومنین علیہ السلام متقین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اشارہ فرماتے ہیں: " **فهم و الجنة كمن قد رآها فهم فيها منعمون** "

(نهج البلاغه)

www.kitabmart.in

یعنی :ان کو جنت کا اس طرح سے یقین ہے کہ گویا انھوں نے اپنے آپ کو اس میں نعمتوں سے سرفراز دیکھا ہے۔

پس وہ خدا کی طرف سے انسان پر معین کردہ حجت یعنی بصیرت اور عقل سے اس بات کا ادراک کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس نے گناہوں سے بہت بڑا گھاٹا اور نقصان اٹھایا ہے وہ اپنے آپ کو ان عظیم نعمتوں سے محروم پاتا ہے کہ جن کے حصول کی بجائے اس نے دنیا کی ان فانی نعمتوں کو ترجیح دی ہے کہ جن کی لذت کا وقت انتہائی کم ہے لیکن اس کے بعد اس کے نتیجہ میں حسرت وافسوس بہت طویل ہے۔پس یہ فکر اس کو حزن وملال کے پنجرے میں بند کر دیتی ہے اسے سمجھ نہیں آتی کہ کس طرح سے وہ ان محرومیوں سے نکل کر جنت کی عظیم نعمتوں کا مستحق ہو جائے، وہ نہیں جانتا کہ اس کا یہ طویل گریہ اور حزن اس کو کوئی فائدہ پہنچائے گا یا نہیں ؟ ندامت اگر چہ توبہ کی بنیاد ہے اور خدا نے توبہ کے قبول کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے خدا اپنے وعدے کی مخالفت بھی نہیں کرتا لیکن معلوم نہیں کہ اس کی توبہ قبول ہوگئی ہے یا نہیں؟ جس طرح سے توبہ کرنے کا حق تھا اس نے اس طرح سے توبہ کی بھی ہے یا نہیں؟ پس اس گناہگار کا دل مطمئن نہیں ہوتا، اس کے بہتے ہوئے آنسو خشک نہیں ہوتے، اس کا افسوس اور غم والم ختم نہیں ہوتا۔نجانے کتنے خدا کے بندے ایسے بھی ہیں کہ جب ان کا پاؤں کسی گناہ کی طرف پھسلتا ہے تو وہ ساری عمر اس پر حسرت وافسوس کرتے رہتے ہیں اور ہمیشہ یہ سوچ کر گریہ وزاری کرتے رہتے ہیں کہ جو شخص اس گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا وہ اس سے افضل ہے کہ جو اس گناہ سے اپنے چہرہ کو سیاہ کر دے پس وہ ہمیشہ اپنے گناہ پر معافی مانگنے اور توبہ کرتے رہتے ہیں ۔

www.kitabmart.in

چہارم: جن امور کے تحت انسان گناہوں پر نادم و پشیمان ہوتا ہے ان میں سے چوتھا امر سب سے اعلیٰ و اشرف ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جب اپنے آپ کے بارے میں اور ان گناہوں کے بارے میں غور و فکر کرتا ہے کہ جن کا اس نے ارتکاب کیا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ ان نافرمانیوں کی وجہ سے اس کو خدا کے دروازے سے دھتکار دیا گیا ہے، وہ خدا کے قرب اور اس کی رضا سے محروم ہو چکا ہے، اس کو خدا کی رحمت کے دروازے پر دستک دینے سے روک دیا گیا ہے، اسے بارگاہِ ایزدی کے قریب جانے سے منع کر دیا گیا ہے۔ پس جب وہ دیکھتا ہے کہ خدا کے مخلص بندوں کو قربِ الٰہی کے عظیم مراتب سے نوازا گیا ہے تو حسرت و افسوس، حزن و ملال اور غم و الم کے دباؤ سے اس کا دل پھٹنے لگتا ہے، گناہوں کے سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے وہ تکلیف اور درد سے تڑپتا اور کروٹیں بدلتا ہے اسے کسی صورت سکون و قرار نہیں آتا وہ کیونکہ وہ خدا کی بارگاہ میں اپنے آپ کو مردود اور بابِ الٰہی سے دھتکارا ہوا دیکھتا ہے۔ اسے نظر آتا ہے کہ گناہوں نے اپنے پروردگار کے ساتھ مناجات کی لذت کو اس سے چھین لیا ہے رحمتِ الٰہی تک پہنچنے کے وسائل کو سلب کر لیا ہے اور وہ رضائے الٰہی اور پروردگار کی خوشنودی سے محروم ہے کہ جو خدا کے نیک بندوں کے لئے جنت سے بھی زیادہ عزیز اور محبوب ہوتی ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشادِ قرآنی ہے:

﴿ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللهِ أَكْبَرُ ﴾ (سورة التوبه آیت ۷۲)

ترجمہ: خدا کی رضا و خوشنودی سب سے بڑی چیز ہے۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام فرماتے ہیں: " **الجلوس في**

www.kitabmart.in

المسجد احب الیّ من الجلوس فی الجنة لان الجلوس فی الجنة فیه رضا نفسی و الجلوس فی المسجد فیه رضا ربی وهو احب الیّ من رضا نفسی " ۔

یعنی: جنت میں بیٹھنے کی نسبت مجھے مسجد میں بیٹھنا زیادہ پسند ہے کیونکہ جنت میں بیٹھنا میری ذات کی رضا ہے جب کہ مسجد میں بیٹھنے میں خدا کی رضا ہے اور مجھے خدا کی رضا اپنی ذات کی رضا سے زیادہ پسندیدہ ہے ۔

اس بات کا جاننا بہت ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا سب سے قریبی ذریعہ اور سب سے مختصر راستہ انسان کے اندر خدا کی محبت ہے ۔ محبت کو محبوب کی طرف میلان سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز محبت کی صفات میں سے ہے کیونکہ محبت کی صفت یہ ہے کہ وہ محبوب کی طرف میلان اور اس کے قرب کا تقاضہ کرتی ہے ۔ حقیقت میں محبت ''محبّ اور محبوب کے درمیان ایک ایسا خاص واسطہ اور تعلق'' ہوتا ہے کہ جو کبھی تو بعض اعمال اور ریاضتوں سے پیدا ہوتا اور کبھی یہ خدا کی طرف سے تحفہ میں ملتا ہے کہ جس کی وجہ سے محبّ اور محبوب دونوں ایک دوسرے کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں یا پھر محبّ، محبوب کی طرف کھینچا چلا آتا ہے ۔ محبوب کے کمال اور افضلیت کا ادراک اس جاذبیت میں مزید اضافہ کرتا ہے اور یہ بھی ایک ایسا مرحلہ ہے کہ جو اصل محبت سے بعد کا ہے ۔ کبھی کبھی کوئی مقناطیسی قوت محبّ کو کسی خاص شخص یا کسی خاص جانب کھینچتی ہے لیکن اسے اس کا سبب معلوم نہیں ہوتا اور نہ ہی اپنے محبوب کی مکمل معرفت ہوتی ہے پس وہ اپنے محبوب کے بارے میں جاننے کی کوشش شروع کر دیتا ہے ۔

پس فطری طور پر اپنے وجود میں محتاج انسان اور اسے وجود عطا کرنے والی ذات کے

www.kitabmart.in

درمیان ایک خاص تعلق اور رشتہ ہوتا ہے اور اس ذات باری کی جانب سے انسان پر نعمات اور احسانات کی بارش خدا کی طرف لوٹنے ، جاذبیت اور اس سے محبت کا تقاضہ کرتی ہے لیکن انسان ان تمام نعمات اور فیض کے منبع اور اصل مصدر سے جاہل یا غافل ہونے کی وجہ سے ان نعمتوں کو اپنے ہی جیسے انسانوں کی طرف منسوب کرتا ہے اور کبھی تو اپنی جہالت کی وجہ سے نعمتوں کے دینے والے پروردگار کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتا ہے اور گمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے لگتا ہے۔

پس اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر خیر اور ہر شرف کے اصل منبع اور مصدر کی معرفت اور انسان کے درمیان اس قسم کے بہت سے اشتباہات حائل ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ محبت کی تعریف اور اس کے اصل مرکز کو بیان کرتے ہوئے بھی وہم اور اسی قسم کے اشتباہات سے کام لیا گیا ہے۔

نوٹ:

کبھی کبھی انسان اور اس کی عقل پر نفسانی خواہشات غالب آجاتی ہیں یا پھر وقتی جذبات اور جاذبیت کی دہلیز اور زائل ہونے والی لذات کے اندھیرے میں قوتِ رائے پر اس کے خیالات تسلط حاصل کر لیتے ہیں پس اس کے خیالات ہر اس چیز کو اس کے لئے منبعِ محبت بنا دیتے ہیں کہ جو ظاہری لذات کے مطابق اور نفسانی خواہشات کے مناسب ہو مثلاً خوبصورت شکل، سریلی اور میٹھی آواز، کوئی اچھا منظر اور جنسی خواہشات کی تسکین کا کوئی ذریعہ وغیرہ لہٰذا وہ ان چیزوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ لیکن جب رات سامانِ سفر باندھ کر تمام امور دن کے

www.kitabmart.in

حوالے کرتی ہے تو نفسانی اور جنسی خواہشات پر مبنی محبت کی خواب آور گولیوں کا اثر ختم ہو جاتا ہے، اس کے سامنے حقیقت روشن ہو کر واضح ہو جاتی ہے، خواہشات کا اندھیرا اچھٹ جاتا ہے اور پھر انسان کو اس چیز کی قباحت اور بدصورتی کا علم ہو جاتا ہے کہ جس کو وہ بہت ہی جمیل اور خوبصورت سمجھتا تھا، جس چیز کو وہ اپنے لئے مناسب اور فائدہ مند سمجھتا تھا اس کو اپنے لیے نہایت نقصان دہ اور مضر سمجھنے لگتا ہے، پس وہ جان لیتا ہے کہ جس چیز کو پانی سمجھتا تھا وہ حقیقت میں سراب ہے۔

خیالات کی رسیوں اور نفسانی خواہشات کے جال سے بچنا فقط خدا کی مدد اور توفیق سے ہی ممکن ہے یا پھر انسان ان سے اسی صورت میں بچ سکتا ہے کہ جب وہ قربِ الٰہی کے انتہائی بلند مرتبے پر فائز ہو کہ جیسے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ذاتِ اقدس ہے، پس امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: " **الیک عنی یا دنیا فحبلک علی غاربک قد انسللت من مخالبک و افلت من حبائلک واجتنبت الذهاب الی مداحضک أین القوم الذین غررتهم بمداعبک این الأمم الذین فتنتهم بزخارفک هاهم رهائن القبور و مضامین اللحود والله لو کنت شخصاً مرئیا وقالباً حسیاً لأقمت علیک حدودالله فی عبادٍ غررتهم بالأماني وأمم ألقیتهم فی المهاوي و ملوک أسلمتهم الی التلف و اوردتهم موارد البلاء اذ لا ورد ولا صدر هیهات من وطأ دحضک زلق و من رکب لججک غرق و من ازور عن حبائلک وفق والسالم منک لا یبالی ان ضاق به مناخه والدنیا عنده کیوم حان انسلاخه اعزبي عني فوالله لا اذل لک فتستذلیني**

www.kitabmart.in

ولا أسلس لک فتقودیني و ایم اللہ یمیناً استثني فیھابمشیئۃ اللہ لأروضنّ نفسي ریاضۃ تھش معھا الی القرص اذا قدرت علیہ مطعوماً و تقنع بالملح مأدوماً و لأدعنّ مقلتي کعین ماء نضب معینھا مستفرغۃ دموعھا تمتلیء السائمۃ من رعیھا و تبرک و تشبع الربیضۃ من عشبھا و تربض و یأکل علي من زادہ فیھجع قرت اذن عینہ اذا اقتدیٰ بعد السنین المتطاولۃ بالبھیمۃ الھائمۃ والسائمۃ المرعیۃ طوبیٰ لنفس أدت الی ربھا فرضھا و عرکت بجنبھابؤسھا و ھجرت في اللیل غمضھا حتی اذا غلب الکری علیھا افترشت أرضھا و توسدت کفھا في معشر أسھر عیونھم خوف معادھم و تجافت من مضاجعھم جنوبھم و ھمھمت بذکر ربھم شفاھھم و تقشعت بطول استغفارھم ذنوبھم أولئک حزب اللہ الا أن حزب اللہ ھم المفلحون ۔

یعنی: اے دنیا میرا پیچھا چھوڑ دے، تیری باگ ڈور تیرے کاندھے پر ہے، میں تیرے پنجوں سے نکل چکا ہوں، تیرے پھندوں سے باہر ہو چکا ہوں اور تیری پھسلنے کی جگہوں میں بڑھنے سے قدم روک رکھے ہیں ۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تو نے کھیل اور تفریح کی باتوں سے چکمے دیئے؟ کدھر ہیں وہ جماعتیں جنہیں تو نے اپنی آرائشوں سے ورغلائے رکھا؟ وہ تو قبروں میں جکڑے ہوئے اور خاکِ لحد میں دبکے پڑے ہیں ۔ اگر تو دکھائی دینے والا مجسمہ اور سامنے آنے والا ڈھانچہ ہوتی ہو تو بخدا میں تجھ پر اللہ کی مقرر کردہ حدیں جاری کرتا کہ تو نے بندوں کو امیدیں دلا دلا کر بہکایا، قوموں کی قوموں کو (ہلاکت کے) گڑھے میں لا پھینکا اور تاجداروں کو تباہیوں

www.kitabmart.in

کے حوالے کر دیا اور سختیوں کے گھاٹ پر لا اتارا جن پر اس کے بعد نہ سیراب ہونے کے لئے اترا جائے گا اور نہ سیراب ہو کر پلٹا جائے گا۔ پناہ بخدا جو تیری پھسلن پر قدم رکھے گا وہ ضرور پھسلے گا، جو تیری موجوں پر سوار ہو گا وہ ضرور ڈوبے گا، اور جو تیرے پھندوں سے بچ کر رہے گا وہ توفیق سے ہمکنار ہو گا۔ تجھ سے دامن چھڑا لینے والا پرواہ نہیں کرتا اگرچہ دنیا کی وسعتیں اس کے لئے تنگ ہو جائیں، اس کے لئے تو دنیا ایک دن کے برابر ہے کہ جو ختم ہوا چاہتا ہے۔ مجھ سے دور رہ، میں تیرے قابو میں آنے والا نہیں کہ تو مجھے ذلتوں میں جھونک دے اور نہ میں تیرے سامنے اپنی باگ ڈھیلی چھوڑنے والا ہوں کہ تو مجھے ہنکا لے جائے۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں ایسی قسم کہ جس میں اللہ کی مشیت کے علاوہ کسی چیز کا استثناء نہیں کرتا کہ میں اپنے نفس کو ایسا سدھاؤں گا، کہ وہ کھانے میں ایک روٹی کے ملنے پر خوش ہو جائے اور اس کے ساتھ صرف نمک پر قناعت کر لے اور اپنی آنکھوں کے ڈھیلے کو اس طرح خالی کر دوں گا جس طرح وہ چشمۂ آب کہ جس کا پانی تہ نشین ہو چکا ہو۔ جس طرح بکریاں پیٹ بھرنے کے بعد سینہ کے بل بیٹھ جاتی ہیں اور سیر ہو کر اپنے باڑے میں گھس جاتی ہیں کیا اسی طرح علیؑ بھی اپنے پاس کا کھانا کھا لے اور بس سو جائے؟ اس کی آنکھیں بے نور ہو جائیں اگر وہ زندگی کے طویل سال گزارنے کے بعد کھلے ہوئے چوپایوں اور چرنے والے جانوروں کی پیروی کرنے لگے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے اللہ کے فرائض کو پورا کیا، سختی اور مصیبت میں صبر کیے پڑا رہا، راتوں میں اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور جب نیند کا غلبہ ہوا تو ہاتھوں کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرشِ خاک پر پڑا رہا کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار، پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ ذکرِ خدا میں دھیمی آواز کے ساتھ متحرک رہتے ہیں اور کثرتِ استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے

www.kitabmart.in

ہیں یہی اللہ کا گروہ ہے اور بے شک اللہ کا گروہ ہی کامران ہونے والا ہے (نہج البلاغہ بصرہ کے گورنر عثمان بن حنیف کے نام لکھے گئے خط کا ایک حصہ)

جب یہ بات واضح ہو چکی کہ محبت ایک ایسا تعلق اور واسطہ ہے کہ جو محبّ کے لئے محبوب میں جاذبیت اور کشش پیدا کرتا ہے تو آپ کو اس کے ذریعے اس بات کا بھی علم ہو گیا ہو گا کہ محبت کی تشریح و تعریف میں جو کچھ بھی کہا جاتا ہے وہ سب کے سب ایسے امور ہیں کہ جو اس رشتہ اور تعلق کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ کتاب ''ریاض السالکین'' میں مذکور ہے کہ علم کلام کے تمام ماہرین کے نزدیک ''محبت ارادہ کی ایک قسم ہے'' اور آپ یہ بات جانتے ہیں کہ ارادے کا تعلق افعال سے ہوتا ہے لہذا اس بنا پر بندوں کی اپنے خدا سے محبت سے مراد اس کی اطاعت اور اس کی رضا کے حصول کا عزم اور ان کاموں سے اجتناب کا ارادہ ہے کہ جو اس کے غضب اور عذاب کا موجب بنتے ہیں۔ اور اسی طرح خدا کی اپنے بندوں سے محبت سے مراد: ''بندوں کو انعام و اکرام اور جزا دینے، ان سے راضی ہونے اور انھیں گناہوں سے بچانے کا ارادہ ہے'' (کتاب ریاض السالکین جلد۲ ص ۲۵۴)۔

مندرجہ بالا تمام امور ایسے ہیں کہ جو محبت کے نتیجہ میں رونما ہوتے ہیں۔ محبت کی اس طرح سے بھی تفسیر و تعریف کی جاتی ہے کہ ''محبت فضل و کمال کا ایسا ادراک ہے کہ جو انسان پر اثر انداز ہوتا ہے اور جیسے جیسے فضل و کمال کا ادراک بڑھتا جاتا ہے اس کے اثر انداز ہونے میں بھی شدت واقع ہوتی جاتی ہے''۔ لیکن محبت کی یہ تعریف و تشریح بھی محبت کی وجہ سے رونما ہونے والی چیزوں پر مشتمل ہے کیونکہ کسی کے کمال کا ادراک کرنا بھی فعل ہے اور ہر فعل کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں وہ فعل واقع ہوتا ہے اور اس ادراک کا سبب محبت ہے۔

www.kitabmart.in

اسی طرح محبت کی اور بھی بہت سی تعریفات کی گئی ہیں مگر وہ سب بھی گزشتہ تعریفات کی مانند وہ چیزیں ہیں کہ جو محبت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں ان تعریفات میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ محبت سے مراد "دل کا محبوب کے علاوہ ہر چیز کو مٹا دینا اور زائل کر دینا ہے" اور یہ تعریف واضح طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ محبت پہلے ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں دل اپنے اندر سے محبوب کے علاوہ ہر چیز کو مٹا دیتا ہے۔

۲۔ محبت ایسی آگ ہے جو محبوب کی خواہش کے علاوہ ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔

۳۔ محبت تمام حالات میں راضی رہنا ہے۔

۴۔ محبت مکمل سخاوت ہے جب کہ حبیب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

۵۔ محبت سے مراد پہلے آپ کا کسی کی طرف مکمل میلان ہے اور پھر اس کو اپنی روح وجان پر ترجیح دینا ہے اور پھر اس کے بعد ہر اس بات پر ظاہری اور باطنی طور پر رضامند رہنا ہے جس کے ذریعے وہ آپ کو خوشی یا دکھ دیتا ہے اور پھر اس بات کا یقین ہونا چاہیے آپ نے ان تمام امور کے باوجود اپنے محبوب کے ساتھ محبت کا حق ادا نہیں کیا۔

۶۔ محبت ایسی چیز ہے کہ جس کو محبوب کی زیادتی کم نہیں کرسکتی اور نہ ہی اس کا احسان اسے بڑھا سکتا ہے۔

www.kitabmart.in

بعض افراد کا کہنا ہے کہ محبت معرفت اور ادراک کے تابع ہوتی ہے اور درک شدہ اشیاء کی حواس کے اعتبار سے مختلف قسمیں ہیں۔تمام حواس میں کسی نا کسی چیز کو درک کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے لہذا دیکھنے کی حس، سننے کی حس، سونگھنے کی حس، چکھنے کی حس اور چھونے و لمس کی حس دنیا میں موجود چیزوں کو درک کرتی ہیں اور ہر حس کسی نا کسی چیز کو درک کرنے میں لذت محسوس کرتی ہے اور فطری طور پر اس لذت کی وجہ سے وہ حس اس چیز کی طرف میلان بھی رکھتی ہے اور انسانی طبیعت کو وہ چیز اچھی بھی لگتی ہے۔پس آنکھ کو ان اشیاء کے دیکھنے اور درک کرنے میں لذت محسوس ہوتی ہے کہ جو خوبصورت اور دلکش ہوں ، کان اچھی آواز اور خوبصورت نغموں کو سن کر لذت محسوس کرتے ہیں، سونگھنے کی حس اچھی خوشبو میں لذت محسوس کرتی ہے، چکھنے کی حس لذیذ کھانوں میں لذت محسوس کرتی ہے، اور چھونے کی حس نرم و ملائم اشیاء کے لمس میں لذت محسوس کرتی ہے۔پس جو چیز بھی ہمارے حواس کو لذت بخش لگے گی وہ ہی انسانی طبیعت کے لئے محبوب ہوگی۔

انسان کے مختلف اشیاء کی طرف میلان اور رغبت کے بہت سے اسباب ہیں ان میں انسان کی ہمیشہ باقی رہنے کی خواہش اور موت سے نفرت بھی شامل ہے لہذا جو چیز بھی اسے زیادہ سے زیادہ زندہ رکھنے اور اسے موت سے بچانے کے لئے مؤثر ہوسکتی ہے انسان اس کی طرف میلان و جھکاؤ رکھے گا۔اسی طرح کسی کا احسان بھی انسان کو اس کی جانب جھکا دیتا ہے کیونکہ انسان احسان کا غلام ہے پس جو شخص بھی انسان پر احسان کرتا ہے فطری طور پر ہر انسان کا دل اپنے محسن سے محبت کرنے لگتا ہے۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مذکور ہے:

" **اللهم لا تجعل لفاجر عليّ يدا فيحبه قلبي (مسند الفردوس)** "اے اللہ مجھ پر

www.kitabmart.in

کسی فاجر کا احسان نہ ہونے دینا کہ جس کی وجہ سے میرا دل اس سے محبت کرنے لگے۔

کسی کی طرف جھکاؤ اور میلان کی وجہ اس کی خوبصورتی اور حسن و جمال بھی ہوسکتا ہے بعض اوقات اس میلان کا سبب محبّ اور محبوب کے درمیان کوئی پوشیدہ رشتہ ہوسکتا ہے اور کبھی کبھی دو افراد کے درمیان محبت کی وجہ ان کی روحوں کا ایک دوسرے کے لئے مناسب اور متعارف ہونا بھی ہے۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب روایت میں مذکور ہے:

" الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها اختلف "

یعنی :روحیں جمع شدہ لشکر ہیں پس ان میں سے جو ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں وہ آپس میں محبت کرتی ہیں اور جو ایک دوسرے کو نہیں پہچانتی وہ آپس میں اختلاف رکھتی ہیں۔

کسی کی طرف میلان، جھکاؤ اور رغبت کے جتنے بھی اسباب ہیں اگر ہم غور کریں تو یہ سب کے سب خدا تعالی کی ذات میں موجود ہیں لہذا اگر کوئی کسی سے محبت کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ خدا کی ذات اقدس سے محبت کرے کہ جو اس کی سب سے زیادہ حقدار ہے کیونکہ خدا ہی سب کا حقیقی محسن ہے، خدا ہی ہے کہ جس نے دنیا میں چیزوں کو حسن و جمال سے نوازا، خدا ہی ہے کہ جس کی وجہ سے ہمارا وجود باقی ہے اسی نے ہمیں وجود کی نعمت سے نوازا اور وہی ہمیں ہمیشہ باقی رکھ سکتا ہے اور ہر فیض کا سرچشمہ وہی خدا ہے۔

محبت کی وجہ انسان کا کسی کی جانب میلان ہونا ہے اور میلان اس لذت کا نتیجہ ہوتا ہے کہ جو حواس کو مختلف اشیاء کے درک کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا ساری گفتگو ان لوگوں کے نظریات پر مشتمل ہے کہ جو محبت کو معرفت، ادراک اور لذات کے تابع قرار دیتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت اس کے

www.kitabmart.in

برعکس نظر آتی ہے کیونکہ محبت کے معنی ومفہوم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ادراک کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی لذت محبت کے تابع ہے یہ لذت محبت کا سبب نہیں ہے اور پھر حواس سے حاصل شدہ محبت کو چاہے آپ کسی بھی معنی ومفہوم سے تعبیر کریں انسان اس لذت کے نتیجہ میں خدا سے حقیقی محبت کس طرح کرسکتا ہے۔لہذا محبت کا وہی معنی اور مفہوم درست ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں کہ محبت ایک ایسا رشتہ، تعلق اور واسطہ ہے کہ جو انسان کو کسی جانب جھکاؤ، میلان اور رغبت پر مجبور کرتا ہے۔خدا سے محبت ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے بعض مراتب قضا وقدر کے تحت تکوینی طور پر ہمیں ملتے ہیں اور بعض کو ہم مختلف ریاضات، عبادات اور اطاعات سے حاصل کرتے ہیں۔چونکہ ہم ایسی ریاضات اور عبادات کو نہیں جانتے کہ جو ہمیں محبت کے مراتب کے حصول میں کامیاب بناسکتی ہیں لہذا ضروری ہے کہ ہم ایسی عبادات وریاضات کو خدا تعالیٰ کی ذات اقدس سے سیکھیں اور عبادات کے توقیفیہ ہونے کی ایک وجہ اور حکمت بھی یہی ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: **"ما تقرب الی عبد من عبادی بشیء أحب الیّ مما افترضت علیه ، و انه لیتقرب الیّ بالنافلة حتی احبه ، فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به ، بصره الذی یبصر به ، و لسانه الذی ینطق به ، و یده التی یبطش بها ، ان دعانی اجبته ، ان سألنی اعطیته" (وسائل الشیعه باب تأکد استحباب المداومة علی النوافل و الاقبال بالقلب علی الصلاة)**

یعنی: میری طرف سے بندے پر واجب اعمال سے زیادہ میرے نزدیک کوئی ایسی محبوب چیز

www.kitabmart.in

نہیں کہ جس کے ذریعے بندوں میں سے کوئی بندہ میرے قریب آتا ہے اور وہ بندہ نافلہ کے ذریعہ میرے قریب آتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پس جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں کہ جس سے وہ سنتا ہے، اس کی بصارت بن جاتا ہوں کہ جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کی گویائی بن جاتا ہوں کہ جس سے وہ بولتا ہے، میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں کہ جس سے وہ پکڑتا ہے اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اسے قبول کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں۔

دوسری شرط : توبہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ انسان اس بات کا عزم وارادہ رکھتا ہو کہ وہ آئندہ کبھی بھی گناہ نہیں کرے گا۔

ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ گناہ کے ترک کرنے کا عزم اور دوبارہ کبھی بھی اس کے قریب نہ جانے کا ارادہ بلکہ گناہ پر ندامت بھی اس وقت تک وقوع پذیر نہیں ہوسکتی کہ جب تک انسان کو کسی فعل کے گناہ وجرم ہونے کا علم نہ ہو۔

www.kitabmart.in

گناہوں کی اقسام

گناہوں کی مجموعی طور پر دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: گناہوں کی پہلی قسم میں وہ گناہ شامل ہیں کہ جن کا گناہ ہونا ہم سب پر واضح ہے اور ہم اِن کو اُن روایات و آیات سے بھی جان سکتے ہیں کہ جن میں شریعت نے ہمیں گناہوں سے آگاہ کیا ہے اور ہمیں اِن کے ارتکاب سے منع کیا ہے، پس ان تمام گناہوں کو گناہانِ کبیرہ کا نام دیا جاتا ہے۔ ہمارے بہت سے علماء نے ان گناہانِ کبیرہ کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور ہمارے بہت سے فقہاء نے ان کی تشریح اور تفصیل میں متعدد کتب لکھی ہیں۔

دوسری قسم: دوسری قسم میں وہ گناہ شامل ہیں کہ جو انسان سے پوشیدہ ہوتے ہیں اور انسان ان کا ارتکاب اپنے باطن کی قباحت اور سیرت کے بُرے ہونے کی وجہ سے کرتا ہے۔ پس ایسا انسان اپنی قباحت کی طرف میلان اور داخلی گندگی کی بنا پر ہمیشہ ان گناہوں کا ارتکاب کرتا رہتا ہے اور بعض اوقات تو انسان ساری عمر اِن گناہوں سے غافل رہتا ہے۔ لہذا خدا ہی ہے کہ جو انسان کو ان گناہوں سے بچائے، اس کو خوابِ غفلت سے بیدار کرے، اس کی رحمت اپنے لطف و کرم کے ہاتھ سے اسے تھام لے اور اسے ٹھوکر کھانے اور گناہوں کی دلدل میں منہ کے بل گرنے سے بچا لے۔

اکثر و بیشتر انسان اپنے بارے میں سمجھتا ہے کہ وہ جس عمل میں مشغول ہے وہ عین عبادت ہے وہ اپنے آپ کو اس کے لئے تھکا بلکہ پِس کر رکھ دیتا ہے اور اس عمل کی خاطر اپنا

www.kitabmart.in

خونِ دل صرف کرتا ہے لیکن جس عمل کو وہ عبادت سمجھ رہا ہوتا ہے وہ حقیقت میں گناہ ہوتا ہے۔ لہذا ایسا عمل چاہے کتنا ہی طویل اور با مشقت ہو سوائے خدا سے دوری کے کوئی ثمرہ فراہم نہیں کرتا مثلاً اگر انسان کسی ایسے عمل یا ایسی عبادت کو انجام دے کہ جو اس پر واجب قرار دی گئی ہے اور وہ انسان اس بات کا یقین کرنے لگے یا اس گمان کا شکار ہو جائے شریعت نے اس پر جس طرح سے اس واجب عمل کو انجام دینا فرض قرار دیا ہے یا عقلی طور پر جس طرح سے اسے یہ واجب عمل کرنا چاہیے تھا بالکل اسی طرح اس نے اسے انجام دے دیا ہے اور اس کی ادائیگی کا مکمل حق ادا کر دیا ہے تو ایسی صورت میں یہ عمل عبادت کی بجائے گناہ بن جائے گا۔

اگر آپ اپنے بارے میں غور کریں تو آپ کو اپنے تمام اعمال ایسے ہی نظر آئیں گے پس آپ سمجھتے ہیں کہ وضو کرنے کا جو حق تھا وہ آپ نے ادا کر دیا یا پھر غسل جس طرح سے آپ کو کرنا چاہیے تھا آپ نے شریعت کے تمام احکامات کے مطابق اس کو کر لیا ہے، آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں نماز ادا کرتے ہیں اور آپ کو اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ آپ نے خدا کی عبادت، اس کے سامنے رکوع اور اس کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کا مکمل حق ادا کر دیا ہے۔

وہ جہالت کہ جس میں انسان زندگی بسر کر رہا ہے، وہ عمر کی فیاضیاں کہ جن میں انسان گم ہو چکا ہے، وہ گمراہیاں کہ جن میں انسان غرق ہو گیا ہے، وہ گناہوں کے گڑھے کہ جن میں انسان پھسل چکا ہے، وہ خدا کے بنائے ہوئے قوانین کہ جن کو انسان توڑ چکا ہے اور وہ نافرمانیاں جن کا انسان ارتکاب کرتا ہے انسان کو اس یقین کے عالم میں لے آتی ہیں کہ جہاں انسان اپنے بارے میں یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ اس کے اعمال بندگی کا حق ادا کرنے کے لیے کافی ہیں اور وہ ویسے ہی ہے کہ جس طرح اسے ہونا چاہیے۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ جس کا اعتقاد

www.kitabmart.in

معصوم بھی نہیں رکھتے ۔حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی بعض دعاؤں میں مذکور ہے:

" اللھم ان احد لا یبلغ فی شکرک غایة الا حصل علیه من احسانک ما یلزمه شکرا ولا یبلغ مبلغا من طاعتک وان اجتھد الا کان مقصرا دون استحقاقک بفضلک فأشکر عبادک عاجز عن شکرک و اعبدھم مقصر عن طاعتک لا یجب لاحد ان تغفر له باستحقاقه ولا ان ترضی عنه باستیجابه فمن غفرت له فبطولک ومن رضیت عنه فبفضلک " (صحیفہ سجادیہ شکر کی ادائیگی میں کوتاہی کے اعتراف کے بارے میں دعا)

یعنی: اے میرے اللہ جب بھی کوئی بندہ تیرے شکر کی کسی حد تک پہنچتا ہے تو اسے تیرا ایسا احسان حاصل ہو جاتا ہے کہ جو اس کے لئے شکر کو پھر سے لازمی قرار دے دیتا ہے، اگر کوئی کوشش کر کے تیری فرمانبرداری کی کسی منزل پر پہنچتا ہے تو تیرے فضل واحسان کی وجہ سے جو فرمانبرداری کا حق تھا اس میں خود کو کوتاہ و تقصیروار پاتا ہے، تیرے بندوں میں سے سب سے زیادہ شکر کرنے والا بندہ بھی تیرے شکر سے عاجز ہے اور سب سے زیادہ عبادت کرنے والا بندہ بھی تیری فرمانبرداری میں کوتاہ ہے، کوئی ایسا بندہ نہیں کہ جس کو تو (اس کی) بخشش کا حقدار ہونے کی بناپر معاف کرے اور نہ کوئی ایسا شخص ہے کہ جس سے تو (اس کی) اطاعت کی بناپر راضی ہو، پس تو جس کو بھی معاف کرتا ہے تو فقط اپنے احسان کی بناپر اور جس سے راضی ہوتا ہے تو فقط اپنے فضل وکرم کی بناپر۔

اور اسی معنی ومفہوم کی طرف سید الشہداء علیہ السلام بھی دعا عرفہ میں اشارہ کرتے ہیں:

www.kitabmart.in

" لو حاولت و اجتهدت مدى الاعصار و الاحقاب لو عمرتها ان اؤدى شكر واحدة من نعمائك ما استطعت ذلك الا بمنك الموجب علي به شكرك ابدا جديدا و ثناء طارفا عتيدا أجل و لو حرصت انا و العادون من انامك ان نحصي مدى انعامك سالفه و آنفه ما حصرناه عددا و احصيناه امدا هيهات انى ذلك و انت المخبر في كتابك الناطق و النبأ الصادق " و ان تعدوا نعمة الله لا تحصوها " صدق كتابك اللهم و انباؤك و بلغت انبياؤك و رسلك ما انزلت عليهم من وحيك و شرعت لهم و بهم من دينك " (مفاتیح الجنان دعاامام حسین علیہ السلام روز عرفہ)

یعنی: اگر زمانے اور دہر کے برابر میری عمر ہو اور میں تیری نعمتوں میں سے کسی ایک نعمت کا شکر ادا کرنے کی کوشش اور جدوجہد کروں تو میں ایسا نہیں کر پاؤں گا، مگر تیرے احسان کے ذریعے، کہ جس کی وجہ سے مجھ پر ہمیشہ کے لئے مسلسل تیرا نئے سرے سے شکر اور تیری حمد وثنا واجب ہو جائے گی اگر میں اور تیری مخلوق میں سے شمار کرنے والے سب مل کر ماضی اور حال میں تیری عطا کردہ نعمتوں کو شمار کرنا چاہیں تو نہ ہم ان کی تعداد معلوم کر سکتے اور نہ ہی کبھی ان کو شمار کر سکتے ہیں، میرے لئے ایسا ممکن نہیں ہے جب کہ تو نے خود اپنی ناطق کتاب اور سچی خبر میں بتایا ہے کہ: ''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم انھیں گن نہیں سکتے'' اے اللہ تیری کتاب اور تیری خبریں سچی ہیں اور تیرے انبیاء اور رسولوں نے وہ سب ہم تک پہنچا دیا ہے کہ جو تو نے ان پر اپنی وحی کے ذریعے نازل کیا اور جو تو نے اس کے ذریعے اپنے دین میں سے ان کے لیے واضح کیا۔

www.kitabmart.in

اگر آپ غور سے دیکھیں تو آپ کو اپنی تمام عبادات ابتداءیا درمیان یا انتہاء پر اس قبیح خطرے میں نظر آئیں گی آپ دیکھیں گے کہ آپ اپنی عبادات کے بارے میں مطمئن ہیں کہ گویا آپ نے عبادت کا پورا پورا حق ادا کر دیا ہے اور یہی چیز خود پسندی تکبر اور فخر کا پیش خیمہ ہے اور جو بھی اس میں مبتلا ہوتا ہے ہلاکت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ پس اگر آپ عقل کی آنکھ سے دیکھیں اور ضمیر کے ذریعے فیصلہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کی تمام عبادات اس گناہ کے سانچے میں ڈھلتی ہیں۔ پھر اس کے بعد آپ کو خدا کے اس لطف وکرم اور احسان کا اندازہ ہوگا جو کوتاہیوں پر درگزر کی صورت میں آپ کے شامل حال ہے اور اس سے بھی بڑھ کر اس خدا نے آپ کو فرمانبرداروں اور صالحین کی صفوں میں کھڑے ہونے کی اجازت دے رکھی ہے اور لوگوں کی زبانوں پر وہ القابات جاری کر رکھے ہیں اور ان کے دلوں میں ایسا احترام بنا رکھا ہے کہ جس کے آپ بالکل بھی مستحق نہیں، لوگ آپ کو نمازی، روزہ دار، عالم پرہیز گار کے ناموں سے یاد کرتے ہیں، جب کہ خدا تو جانتا ہے کہ آپ کی حقیقت کیا ہے آپ ان القابات کے کس حد تک حقدار ہیں۔ پس خود پسندی اور اپنے اعمال کو صحیح اور اطاعت کے عین مطابق سمجھنا سرکشی اور گمراہی پر اصرار کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا کے صالح بندے اس قسم کے خیالات اور عقیدے سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والی گمراہی کے گڑھوں سے بچنے اور ان سے نجات کی دعائیں مانگتے ہیں۔

اسی بات کی طرف سید الاوصیاء حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:" **حتی اذا زکی احدھم خاف مما یقال لہ فیقول انا اعلم بنفسی من غیری و ربی اعلم بی منی بنفسی اللھم لا تؤاخذنی بما یقولون و**

www.kitabmart.in

اجعلنی افضل مما یظنون و اغفر لی ما لا یعلمون " (نہج البلاغہ خطبہ المتقین کہ جو امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے صحابی ھمام کے کہنے پر ارشاد فرمایا تھا اس میں مولا نے متقین کی صفات بیان فرمائی ہیں)

یعنی: جب ان میں سے کسی کو (پرہیزگاری کی بنا پر)سراہا جاتا ہے تو وہ اپنے حق میں کہی ہوئی باتوں سے لرز اٹھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں دوسروں سے زیادہ اپنے آپ کو جانتا ہوں اور میرا خدا مجھ سے بھی زیادہ میرے بارے میں جانتا ہے، خدایا ان کی باتوں پر میری گرفت نہ کرنا اور میرے متعلق جو یہ حسن ظن رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر قرار دے اور میرے ان گناہوں کو بخش دے جو ان کے علم میں نہیں۔

یہ بات تو پہلے ذکر ہو چکی ہے کہ توبہ کا لفظی معنی رجوع اور لوٹنا ہے یعنی گناہوں کی دنیا کو چھوڑ کر ستار العیوب اور علام الغیوب کی طرف رجوع کرنا توبہ ہے لیکن رجوع کا طریقہ بھی گناہوں کے مختلف ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے ۔پس وہ گناہ کہ جس کا تعلق فقط خدا اور بندے کے درمیان ہوتا ہے مثلاً نماز کا ترک کرنا ،روزہ نہ رکھنا یا پھر ان واجبات کو ادا نہ کرنا کہ جن کا تعلق فقط خدا کی ذات سے ہے تو اس طرح کے گناہوں میں رجوع کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے کیے پر نادم ہو اور جو کچھ وہ کر چکا ہے اس پر شرمندگی کے ساتھ ساتھ اس بات کا عزم کر لے کہ آئندہ اس گناہ کا دوبارہ کبھی بھی ارتکاب نہیں کرے گا۔

پس وہ گناہ کہ جن کا تعلق فقط خدا کی ذات سے ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ ہے کہ جس میں گناہ کی وجہ سے کسی عمل کی قضا اور اس کی بجا آوری واجب نہ

www.kitabmart.in

ہوئی ہو۔تو ایسی صورت میں رجوع کے لئے فقط ندامت، دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم اور استغفار کافی ہے۔

دوسری قسم: وہ ہے کہ جس میں گناہ کی وجہ سے کسی عمل کی قضا اوراس کی بجا آوری واجب ہوگئی ہو مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ پس تو جو بھی ان واجبات میں سے کسی کو ترک کرتا ہے تو اس کی توبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کے ترک کرنے پر نادم اور شرمندہ ہو اور آئندہ کے لیے اطاعت کے راستے پر کاربند رہنے اور جو کچھ اس سے قضا ہوگیا ہے ان کو بجالانے کا مکمل عزم رکھتا ہو۔

پس وہ گناہ کہ جن کا تعلق خدا اوراس کے بندے کے درمیان ہوتا ہے تو اگر یہ گناہ شرک نہ ہو تو اس میں مغفرت اور معافی کی امید بہت زیادہ اور بخشش کا پروانہ بہت ہی جلد ملتا ہے۔پس امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

" الذنوب ثلاثة فذنب مغفور و ذنب غیر مغفور و ذنب نرجو لصاحبه و نخاف علیه " .

یعنی: گناہوں کی تین قسمیں ہیں: (۱) وہ گناہ جو بخشا جائے گا (۲) ایسا گناہ جو بخشا نہیں جائے گا (۳) ایسا گناہ کہ جس کا ارتکاب کرنے والے کے بارے میں بخشش کی امید ہے اور ساتھ ہی اس کے نہ بخشے جانے کا خوف بھی ہے۔

ایک شخص نے کہا یا امیر المومنینؑ ان کی وضاحت فرمائیں: تو اس کے جواب میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

www.kitabmart.in

" نعم اما المذنب المغفور فعبد عاقبه الله علی ذنبه فی الدنیا فالله احلم و اکرم من ان یعاقب عبده مرتین و اما الذنب الذی لا یغفر فظلم العباد بعضهم لبعض ان الله تبارک و تعالیٰ اذا برز لخلقه اقسم قسما علی نفسه و قال و عزتی و جلالی لا یجوزنی ظلم ظالم ولو کف بکف ولو مسحة بکف ولو نطحة ما بین القرناء الی الجمّاء فیقتص للعباد بعضهم من بعض حتی لا تبقی لاحد علی احد مظلمة ثم یبعثهم الله للحساب و اما الذنب الثالث فذنب ستره الله علی خلقه و رزقه التوبه منه فاصبح خائفا من ذنبه راجیا لربه فنحن له کما هو لنفسه نرجو له الرحمة و نخاف علیه العذاب " (الکافی باب الذنوب ثلاثۃ، گناہ تین ہیں)

یعنی: ہاں تو بخشا جانے والا گناہ وہ ہے کہ جس گناہ کے ارتکاب پر خدا نے اپنے بندے کو دنیا میں ہی سزا دے دی، پس سب سے زیادہ حلیم اور کریم رب کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ اپنے بندے کو دو مرتبہ سزا دے اور وہ گناہ جو بخشا نہ جائے گا وہ بندوں کا دوسرے بندوں پر ظلم ہے جب خدا تعالیٰ کا عدل و انصاف قیامت کے دن مخلوق کے سامنے ظاہر ہوگا تو اس وقت خدا اپنی قسم کھا کر کہے گا: مجھے اپنی عزت وجلالت کی قسم میں کسی ظالم کے ظلم سے درگزر نہیں کروں گا اگر کسی نے ہاتھ سے ظلم کیا ہوگا تو ہاتھ کے ذریعے اس سے بدلہ لیا جائے گا اگر کسی نے ہاتھ سے کسی کو چھوا بھی تو خدا اس کا بدلہ بھی لے گا، اگر کسی سینگوں والے (طاقتور) نے بغیر سینگوں والے (کمزور) کو مارا تو خدا اس کا بدلہ بھی لے گا، پس خدا بندوں میں سے ہر ایک کا بدلہ دوسرے سے لے گا یہاں تک کہ کسی کے بھی کسی دوسرے پر کئے ہوئے ظلم کا حساب باقی نہ

www.kitabmart.in

رہے گا، پھر خدا لوگوں کو حساب کے لیے بھیجے گا۔اور تیسرا گناہ وہ ہے کہ جو خدا نے اپنی مخلوق سے چھپا دیا ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والے کو توبہ کی توفیق عطا کی ہے پس وہ شخص اپنے گناہ سے خوف زدہ اور اپنے پروردگار سے مغفرت کا امیدوار ہے۔پس ہم بھی اس کی طرح اس کے بارے میں خدا سے اس کی رحمت کے طلبگار اور اس کے بارے میں عذاب سے خائف ہیں۔

کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا تعلق بندوں اور ان کے حقوق کے ساتھ ہوتا ہے مثلاً زکوٰۃ ادا نہ کرنا، کسی انسان کو قتل کر دینا، کسی کا مال غصب کر لینا، کسی کو گالی گلوچ دینا، کسی پہ تہمت لگانا، ہر وہ چیز کھانا کہ جو کسی دوسرے کا حق ہو اور اسی طرح دھوکہ دہی، بدعت، گناہوں کی ترغیب ترویج اور ایسے وسائل و اسباب کی فراہمی کے لیے دین کو وسیلہ قرار دینا کہ جن اسباب کی وجہ سے لوگوں میں خدا پر جسارت کی جرأت پیدا ہو، جیسا کہ بعض خطیب اور ذاکرین احباب لوگوں کے سامنے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں لوگوں کے دلوں سے خوف خدا اور خدا کے غضب کا ڈر نکل جاتا ہے، ان کے دلوں میں فقط یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ خدا ہر گناہ کو معاف کر دے گا، اور ہمارا شیعہ ہونا ہی ہماری بخشش کے لئے کافی ہے۔پس اس کے نتیجہ میں لوگ خدا اور آئمہ علیہم السلام کی نافرمانی کرتے ہیں اور لوگوں کے حقوق کا لحاظ نہیں کرتے۔خطیب اور ذاکر پر فرض شدہ حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو ہدایت اور نجات کے راستے کی رہنمائی کرے لیکن جب لوگ اس کی گفتگو کی وجہ سے گمراہ ہوں گے تو وہ ان کے حقوق کا غاصب اور انھیں گمراہی کے راستے پر لگانے والا کہلائے گا۔روایت میں ہے کہ: اگر کوئی شخص کسی ایک انسان کی گمراہی کا سبب بنتا ہے تو اس وقت تک اس کی بخشش نہیں ہوگی جب تک گمراہ ہونے والا ہدایت پر نہیں آجاتا۔

www.kitabmart.in

وہ گناہ کہ جن کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے یہ گناہ بندوں پر ظلم ہیں ان گناہوں سے بھی توبہ بہت ضروری ہے تا کہ ان گناہوں کے نتائج سے دنیاو آخرت میں نجات مل سکے۔ ان گناہوں سے توبہ فقط اس صورت میں ممکن ہے کہ انسان ان حقوق کی ادائیگی کرے کہ جن کو اس نے غصب کیا ہے اور اگر اس کی وجہ سے کوئی گمراہیوں کی دلدل میں جا گرا ہے تو توبہ کے قبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس شخص کو اس گمراہی سے نکالنے کی مکمل کوشش کرے جیسا کہ گزشتہ سطور میں بیان شدہ روایت اور دیگر دوسری روایات سے یہ بات واضح ہے۔

شیخ کلینی حضرت امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ:

" الظلم ثلاثة ظلم یغفره الله و ظلم لا یغفره الله و ظلم لا یدعه الله فاما الظلم الذی لا یغفره فالشرک و اما الظلم الذی یغفره فظلم الرجل نفسه فیما بینه و بین الله و اما الظلم الذی لا یدعه فالمداینة بین العباد " (وسائل الشیعه باب ۵۲ وجوب رد المظالم المظلم الی اهلها)

یعنی: ظلم کی تین قسمیں ہیں: (۱) وہ ظلم کہ جس کو خدا معاف فرما دے گا (۲) وہ ظلم کہ جس کو خدا معاف نہیں فرمائے گا (۳) وہ ظلم کہ جس کا حساب خدا ترک نہیں کرے گا۔ پس وہ ظلم جس کو خدا معاف نہیں کرے گا وہ شرک ہے اور وہ ظلم کہ جس کو خدا معاف کر دے گا وہ انسان کا اپنی ہی ذات پر ظلم ہے کہ جو اس کے اور خدا کے درمیان ہو اور وہ ظلم جس کے حساب کتاب کو خدا ترک نہیں کرے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے۔

شیخ صدوقؒ نے اسی روایت کو امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور اس کے آخر میں اس عبارت کا اضافہ ہے: **" ما یاخذ المظلوم من دین الظالم اکثر مما**

www.kitabmart.in

یاخذ الظالم من دنیا المظلوم" (وسائل الشیعہ باب ۵۲)

یعنی: ظالم مظلوم کی دنیا سے جتنا لیتا ہے مظلوم اس سے کہیں زیادہ ظالم کے دین سے لے لیتا ہے۔

علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ قبیلہ نخع سے تعلق رکھنے والے ایک بوڑھے نے امام باقر علیہ السلام سے کہا: میں حجاج بن یوسف کے زمانے سے لے کراب تک گورنر ہوں کیا میرے لئے بھی توبہ ہے؟ تو اس کے جواب میں امام علیہ السلام خاموش رہے اس نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوسکتی کہ جب تک تم ہر اس شخص کا حق لوٹا نہ دو کہ جس کو تو نے غصب کیا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اقتطع مال مؤمن غصبا بغیر حق لم یزل اللہ معرضا عنہ ماقتا لاعمالہ التی یعملھا من البر و الخیر لا یثبتھا فی حسناتہ حتی یرد المال الذی اخذہ الی صاحبہ .(وسائل الشیعہ باب۵۳وجوب رد المظالم)

یعنی: جو شخص کسی مومن کا مال بغیر حق کے غصب کرتا ہے وہ شخص جب تک اس کا مال اس کے مالک کو واپس نہیں کرتا اس وقت تک خدا کی رحمت اس سے دور رہتی ہے خدا اس کے نیکی اور بھلائی پر مشتمل اعمال قبول نہیں کرتا اور نہ ہی ان کو اس کی نیکیوں میں درج کرتا ہے۔

www.kitabmart.in

نوٹ:

اپنے اوپر عائد حقوق کی ادائیگی اوران کے حقوق سے عہدہ برآں ہونے کے لئے کوشش وسعی کے سلسلے میں آپ کے لیے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ موجودات میں خدا کی ذات سے بڑھ کر کوئی ایسا صاحبِ حق نہیں ہے کہ جس کے احسانات کے ذریعے ہم پر حقوق کی ادائیگی فرض ہوگئی ہو۔پس خدا کا سب سے پہلا اہم پر احسان یہ ہے کہ اس نے ہمیں نعمتِ وجوداوراس سے منسلک ظاہری اورباطنی نعمتوں سے نوازااوران میں سے سب سے بڑی نعمت اوراحسان یہ ہے کہ اس نے ہمیں اپنا شکرادا کرنے کی دعوت دی اورشکرگزاروں کے راستے پر چلنے کی صورت میں مزید نعمات کا وعدہ کیا۔

ارشادِربانی ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾(سورۃ ابراھیم آیت ۷)

ترجمہ:اگرتم نےشکرادا کیاتو ہم تمھاری نعمات میں اضافہ کریں گے۔

اگرآپ خدا کی نعمتوں میں غورکریں تو آپ کومعلوم ہوگا آپ کسی چیز کا بھی شکرخدا کی مدد،توفیق اوررہنمائی کے بغیرنہیں کرسکتے اور جب کسی نعمت پرشکرادا کرنے میں خدا کی طرف سے عطا کردہ قدرت وتوفیق کے بارے میں سوچیں گےتو آپ پر واضح ہوگا اس قدرت وصلاحیت کی عطا کی وجہ سےآپ پراس ذات کا مزیدشکرادا کرنا واجب ہوگیا ہے کہ جس نے آپ کوشکر کی قدرت عطا کی۔یہی وجہ ہے کہ انبیاء،آئمہ اورصالحین شکرادا کرنے سے عاجزی کااعتراف کرتے ہوئےنظرآتے ہیں،لہذا کہا جاتا ہے ہرچیز کاشکرادا کرناممکن ہے لیکن خدا کی عطا کردہ نعمات کاشکرادا کرناممکن نہیں ہے۔خدا کی کسی بھی نعمت کےشکر کی انتہا

www.kitabmart.in

اس اعتراف پر ہوتی ہے کہ بندہ خدا کی کسی بھی نعمت کا شکریہ ادا کرنے سے عاجز ہے کیونکہ کسی نعمت پر شکر ادا کرنے کی توفیق خدا کی طرف سے اپنے بندے پر احسان وفضل وکرم ہے لہذا اس احسان کا شکر ادا کرنا بندے پر واجب ہے پس ہر شکر کے بعد شکر ادا کرنا بندے کے بس کی بات نہیں۔

شکر ادا کرتے کرتے انسان کی زندگی تو ختم ہوسکتی ہے لیکن نہ تو اس سے شکر کا حق ادا ہوگا اور نہ ہی اس شکر کی کوئی انتہا ہوگی۔ پس جس شکر کی کوئی انتہا نہ ہو اس کی انتہا اس کی ابتدا میں ہی ہے کہ انسان اپنی عاجزی کا اعتراف کرلے اور اپنی کوتاہی کو اپنے اعتراف کی بنیاد قرار دے، پس شکر ادا کرنے میں اپنی کوتاہی کو جان لینا ہی شکر ہے۔ بندہ ناچیز محتاج کس طرح سے اس رب کے شکر کی منزل تک پہنچ سکتا ہے کہ جو بے نیاز اور جواد ہے، کس طرح وقتی زندگی والے کی ازلی وہمیشہ رہنے والے خدا کے حضور مجال ہوسکتی ہے، کس طرح سے فنا ہوجانے والا ہمیشہ باقی رہنے والے کے احسانات کا شکر ادا کرسکتا ہے۔ پس ہم پروردگار کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ ہم پروردگار کے لطف وکرم کا نہ تو اطاعت وعبادت کے ذریعے حق ادا کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کے شکر کی کسی منزل پر پہنچ سکتے ہیں اور جس طرح سے ہم خدا کے حقوق کو ادا کرنے سے عاجز ہیں اسی طرح ہمارے لئے انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔

بندوں کے ایک دوسرے پر واجب حقوق میں سے کچھ مالی حقوق ہیں اور کچھ غیر مالی حقوق۔ مالی حقوق کی جانب ہم اپنی گفتگو میں مختصر طور پر اشارہ کر چکے ہیں اور جہاں تک غیر مالی حقوق کی بات ہے تو اگر آپ کی وجہ سے کوئی شخص گمراہ ہوا ہے تو آپ کے لئے ضروری ہے

www.kitabmart.in

کہ اس شخص کو وعظ و نصیحت کریں اور اپنی غلطی کا اس کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے اس سے معافی طلب کریں اور اس کو صحیح راستے کی طرف رہنمائی کریں۔ (خدا نہ کرے) اگر کسی سے کسی مومن کا قتل ہو گیا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مقتول کے وارث کو اس سے آگاہ کرے اور اس سے معافی طلب کرے اگر وہ معاف کر دیتا ہے تو صحیح ورنہ قصاص کے لیے خود کو تیار کرلے تا کہ آخرت کے دائمی عذاب سے محفوظ رہ سکے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مومن پر جھوٹی تہمت لگاتا ہے یا اسے گالی دیتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس مومن سے اس کی معافی مانگے کیونکہ جب تک وہ مومن معاف نہ کرے اس وقت تک خدا بھی اسے معاف نہیں کرے گا۔ اگر کوئی بندہ کسی مومن کی غیبت کرتا ہے تو اس وقت تک خدا کی طرف سے معافی نہیں مل سکتی جب تک وہ مومن غیبت کرنے والے کو معاف نہ کر دے۔ غیبت سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی مومن کی عدم موجودگی میں اس کے بارے میں ایسی بات کرے کہ جسے وہ مومن پسند نہ کرتا ہو اور وہ بات اس مومن میں موجود بھی ہو مثلاً اگر کوئی شخص موٹاپے کی بیماری کا شکار ہے لیکن اگر کوئی اسے موٹا کہے تو وہ اسے پسند نہ کرتا ہو تو اس کی عدم موجودگی میں اسے موٹا کہنا غیبت شمار ہوگا، اسی طرح اگر کسی مومن کی ایک آنکھ خراب ہو گئی ہو اور اگر اسے کوئی کانا کہے تو اسے برا لگتا ہو تو اس کی عدم موجودگی میں اسے کانا کہنا غیبت ہے اور وہ بات جس کا مومن کی عدم موجودگی میں کہنا غیبت ہے اس کی موجودگی میں کہنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اسی طرح غیبت وہ بات ہے جو مومن میں پائی جاتی ہے لہذا اگر کوئی کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کرتا ہے کہ جو اس میں نہیں پائی جاتی تو یہ غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔

انسان کے لئے بہتر یہ ہے کہ جن حقوق کو اس نے غصب کیا ہے ان کی ادائیگی اور

www.kitabmart.in

مومنین کے حق میں جسارت کی معافی کے لئے خالق اور قادرِ مطلق خدا سے مدد طلب کرے اس بارے میں امام زین العابدین علیہ السلام کی دعا میں مذکور ہے: **اللھم و ایما عبد من عبدک ادرکہ منی درک او مسہ من ناحیتی اذی او لحقہ بی او بسببی ظلم ففتہ بحقہ او سبقتہ بمظلمۃ فصل علی محمد و آلہ و ارضہ عنی من وجدک و اوفہ حقہ من عندک ثم قنی ما یوجب لہ حکمک و خلصنی مما یحکم بہ عدلک فان قوتی لا تستقل بنقمتک و ان طاقتی لا تنھض بسخطک فانک ان تکافنی بالحق تھلکنی و الا تغمدنی برحمتک توبقنی۔** (صحیفہ سجادیہ، طلب مغفرت اور رحمت کی دعا)

یعنی: اے اللہ اگر تیرے بندوں میں سے کسی بندے کو میری جانب سے کوئی مصیبت پہنچی ہو، یا میری طرف سے اسے کوئی اذیت ہوئی ہو، یا مجھ سے یا میری وجہ سے اس پر کوئی ظلم ہوگیا ہو کہ اس کا کوئی حق ضائع ہوگیا ہو یا میں اس کے ساتھ بے انصافی کر کے اس سے آگے بڑھ گیا ہوں، پس تو محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور اپنی عطا سے اسے مجھ سے راضی کر دے، اور اپنی جانب سے ان کا حق ادا کر دے اور پھر مجھے اس عذاب سے بچا لے کہ جسے تیرے فیصلے نے لازم قرار دیا ہے، اور اس مصیبت سے مجھے چھٹکارا عطا کر کہ جس کا فیصلہ تیرے عدل نے کیا ہے، میری قوت تیرے انتقام کو برداشت نہیں کر سکتی، میری طاقت تیرے غضب کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی، پس اگر تو میرے بارے میں عدل سے فیصلہ کرے تو مجھے ہلاک کر دے گا، اور اگر تو نے مجھے اپنی رحمت کے احاطہ میں نہ لیا تو مجھے ہلاک کر دے گا۔

مومن کے حقوق سے مراد وہ چیزیں ہیں کہ جن کا تقاضہ ایمانی بھائی چارہ کرتا ہے۔

www.kitabmart.in

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "ما عبد الله بشيء افضل من اداء حق المؤمن " (اصول الکافی)

یعنی: مومن کے حق کی ادائیگی سے افضل خدا کی کوئی بندگی نہیں ہے۔

شیخ کلینیؒ نے اپنی کتاب کافی میں "مومن کا اپنے مومن بھائی پر حق اور اس کی ادائیگی" کے عنوان سے ایک باب قرار دیا ہے ہم چند روایات کو اس باب سے ذکر کرتے ہیں:

معلّٰی بن خنیس کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا:

ما حق المسلم على المسلم؟ قال له سبع حقوق واجبات ما منهن حق الا وهو عليه واجب ان ضيع شيئاً منها خرج من ولاية الله و طاعته ولم يكن لله فيه نصيب قلت له جعلت فداك وما هي ؟قال يا معلى انى عليك شفيق اخاف ان تضيع ولا تحفظ و تعلم ولا تعمل قال قلت لا قوة الا بالله قال ايسر حق منها ان تحب له ما تحب لنفسك و تكره له ما تكره لنفسك و الحق الثاني ان تجتنب سخطه و تتبع مرضاته و تطيع امره و الحق الثالث ان تعينه بنفسك و مالك و لسانك و يدك و رجلك والحق الرابع ان تكون عينه و دليله و مرآته والحق الخامس ان لا تشبع و يجوع ولا تروى و يظمأ ولا تلبس و يعرى والحق السادس أن يكون لك خادم و ليس لا خيك خادم فواجب عليك ان تبعث خادمك فيغسل ثيابه و يصنع طعامه و يمهد فراشه والحق السابع ان تبر قسمه و تجيب دعوته و تعود مريضه و تشهد جنازته و اذا علمت ان له حاجة تبادر الى قضائه ولا تلجئه الى ان

www.kitabmart.in

یسألکها ولکن تبادره مبادرة فزاذا فعلت ذلک وصلت ولایتک بولایته وولایته بولایتک"(الکافی ج۲ ص ۱۶۹ حدیث ۲)

یعنی: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ مسلمان کا مسلمان پر کیا حق ہے؟

تو امامؑ نے فرمایا: اس کے لئے سات حق واجب ہیں، ان حقوق میں سے کوئی بھی ایسا حق نہیں ہے کہ جو اس پر واجب نہ ہو، اگر ان میں سے ایک حق کو بھی ترک کر دے تو وہ خدا کی ولایت و اطاعت سے خارج ہو جائے گا، اور خدا کے یہاں اس کے بارے میں کوئی جزا نہیں ہے۔

معلیٰ کہتا ہے میں نے امام علیہ السلام سے کہا: میری جان آپ پر قربان ہو وہ حقوق کیا ہیں؟

تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اے معلیٰ میں تم پر شفیق ہوں، میں ڈرتا ہوں کہ تم ان حقوق کو ضائع کر دو گے اور ان کی حفاظت نہیں کرو گے، ان کو جان تو لو گے اور ان پر عمل نہیں کرو گے۔

معلیٰ کہتا ہے میں نے کہا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ (یعنی خدا ہی مجھے ان پر عمل کی قوت دینے والا ہے ہر طاقت وقوت خدا کے پاس ہے)۔

تو امامؑ نے فرمایا: ان میں سے سب سے **پہلا آسان حق** یہ ہے کہ جس چیز کو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو اس کو (اپنے مسلمان بھائی) کے لئے بھی پسند کرو اور جس چیز کو اپنے لئے برا سمجھتے ہو اس کو (اپنے مسلمان بھائی) کے لئے بھی برا سمجھو اور **دوسرا حق** یہ ہے کہ اس کے غصہ و ناراضگی سے بچو اور اس کی رضا کو حاصل کرو اور اس کے حکم کی تعمیل کرو۔ **تیسرا حق** یہ ہے کہ اپنی جان، مال، زبان، ہاتھ اور قدموں سے اس کی مدد کرو۔ **چوتھا حق** یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اس کے لئے محافظ، رہنما اور آئینہ قرار دو۔ **پانچواں حق** یہ ہے کہ تم سیر نہ ہو جب کہ وہ بھوکا ہو اور تم سیراب نہ ہو جب کہ وہ پیاسا ہو اور تم لباس نہ پہنو جب کہ وہ بے لباس ہو۔ **چھٹا حق** یہ ہے کہ

www.kitabmart.in

اگر تمھارے پاس کوئی خادم ہے اور تمھارے (مسلمان) بھائی کے پاس خادم نہیں ہے تو تمھارے لئے واجب ہے کہ تم اپنا خادم اس کے پاس بھیجو کہ وہ اس کے کپڑے دھوئے، اس کا کھانا بنائے اور اس کے لئے بستر بچھائے۔ **ساتواں حق** یہ ہے کہ اس کی قسم کو قبول کرو، اس کے بلانے پر جاؤ، اس کے مریض ہونے کی صورت میں اس کی عیادت کرو، اس کے جنازے میں شرکت کرو، اگر تمھیں پتا چلے کہ اس (مسلمان بھائی) کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو اس کو مہیا کرو اور اس کو اپنی حاجت کے بارے میں سوال کرنے کی مہلت نہ دو بلکہ (سوال کرنے سے پہلے ہی) اس کی حاجت روائی کر دو۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو تمھاری ولایت اس کے ساتھ اور اس کی ولایت تمھارے ساتھ مل جائے گی۔ (الکافی باب مومن کا مومن پر حق اور اس کی ادائیگی حدیث نمبر۲)

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: **"من حق المؤمن علی اخیہ ان یشبع جوعتہ و یواری عورتہ و یفرج عنہ کربتہ و یقضی دینہ و اذا مات خلفہ فی اھلہ و ولدہ" (المصدر السابق حدیث ۱)**

یعنی: مومن کے اپنے مومن بھائی پر حق میں سے یہ بھی ہے کہ اگر وہ بھوکا ہو تو اس کو سیر کرے، اس کے عیبوں کو چھپائے، اس سے اس کی پریشانی و مصیبت کو دور کرے، اس کے قرض کو ادا کرے، اور جب وہ مر جائے تو اس کے جانشین کی صورت میں اس کے اہل وعیال کی خبر گیری کرے۔ (الکافی باب مومن کا مومن پر حق اور اس کی ادائیگی حدیث نمبر۱)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: **"من حق المؤمن علی المؤمن المودۃ لہ فی صدرہ و المواساۃ لہ فی مالہ و الخلف لہ فی اھلہ و**

www.kitabmart.in

النصرۃ علی من ظلمه و ان کان نافلة فی المسلمین و کان غائباً اخذ له من نصیبه و اذامات الزیارة الی قبره و ان لا یظلمه و ان لا یغشه و ان یخونه و ان لا یخذله و ان لا یکذبه و ان لا یقول له اف اذا قال له أف فلیس بینهما ولایة و اذا قال له انت عدوی فقد کفر احدهما و اذا اتهمه انماث الایمان من قلبه کما ینماث الملح فی الماء "(الکافی ج۲ ص۱۷۰ حدیث ۷۔)

یعنی: مومن کے مومن پر حق میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے سینہ میں اس کی محبت ہو، اس کے مال کے بارے میں ہمدردی رکھتا ہو، اس کے اہل وعیال کے بارے میں اس کا جانشین ہو (یعنی ان کی دیکھ بھال کرے) جو شخص اس مومن پر ظلم کرے اس کے مقابلے میں اس (اپنے مومن بھائی) کی مدد کرے، اگر مسلمانوں میں مالِ غنیمت وعطیہ تقسیم ہو اور وہ (مومن) موجود نہ ہو تو اس کے لئے اس کا حصہ وصول کرلے، اور جب وہ مرجائے تو اس کی قبر کی زیارت کے لئے جائے، اس پر ظلم وزیادتی نہ کرے، اس کو دھوکہ نہ دے، اس کے ساتھ خیانت نہ کرے، اس کو بے یارومددگار نہ چھوڑے، اس کی تکذیب نہ کرے، اس کو اُف تک نہ کہے، اور اگر اس نے اسے اُف کہہ دیا تو دونوں کے درمیان محبت نہ رہے گی اور اگر اس نے اسے یہ کہہ دیا کہ تم میرے دشمن ہو تو دونوں میں سے جس ایک نے یہ کہا اس نے کفر کیا، اور اگر اس نے اس پر تہمت لگائی تو اس کے دل سے ایمان اس طرح ختم ہو جاتا ہے جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (الکافی باب مومن کا حق مومن پر اور اس کی ادائیگی حدیث نمبر ۷)

محمد بن عجلان کہتا ہے کہ: " **کنت عند ابی عبد الله الصادق (سلام الله علیه) فدخل رجل فسلم فسأله کیف من خلفت من اخوانک قال فاحسن**

www.kitabmart.in

الثناء و زکی و أطری فقال له فکیف عیادة اغنیائهم علی فقرائهم فقال قلیلة قال و کیف مشاهدة اغنیائهم لفقرائهم قال قلیلة قال فکیف صلة اغنیائهم لفقرائهم فی ذات ایدیهم فقال انک لتذکر اخلاقاً قلّ ماهی فیمن عندنا قال فکیف تزعم هؤلاء انهم شیعة"۔

یعنی: محمد بن عجلان کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص وہاں (مجلس میں) داخل ہوا اور اس نے سلام کیا امامؑ نے اس شخص سے پوچھا: اپنے (مومن) بھائیوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ محمد بن عجلان کہتا ہے کہ اس (آنے والے شخص) نے ان کی بہت اچھی مدح کی، ان کی پاکیزگی ءنفس کو بیان کیا اور ان کی بہت تعریفیں کیں۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کے مالداروں کی ان کے فقراء کے پاس خبر گیری کے لئے آنے کی کیا صورت حال ہے؟ تو اس شخص نے جواب میں کہا: (اغنیاء کا فقراء کے پاس خبر گیری کے لئے آنا) کم ہے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کے مالداروں کی طرف سے فقراء کی دیکھ بھال کی کیا صورت حال ہے؟ تو اس شخص نے کہا: (مالداروں کی طرف سے فقیروں کی دیکھ بھال) کم ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کے ہاں ان کے مالداروں کے فقراء کے ساتھ صلہ رحمی و تعلق کی صورت حال کیسی ہے؟ تو اس شخص نے کہا: آپ ایسے اخلاق کا ذکر فرما رہے ہیں کہ جس کے اپنانے والوں کی ہمارے ہاں کمی ہے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: تو پھر تم نے کیسے گمان کر لیا کہ یہ لوگ شیعہ ہیں۔ (الکافی باب مومن کا حق مومن پر اور اس کی ادائیگی حدیث نمبر۱۰)

شہید ثانیؒ اپنی کتاب کشف الریبۃ فی احکام الغیبۃ میں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت

www.kitabmart.in

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **للمؤمن على اخيه ثلاثون حقا لا براء ة له منها الا بالأداء او بالعفو يغفر زلته و يرحم غربته و يستر عورته و يقيل عثرته و يقبل معذرته و يرد غيبته و يديم نصيحته و يحفظ خلته و يرعى ذمته و يعود مرضته و يشهد ميته و يجيب دعوته و يقبل هديته و يكافئ صلته و يشكر نعمته و يحسن نصرته و يحفظ حليلته و يقضي حاجته و يشفع مسألته و يسمت عطسته و يرشد ضالته و يرد سلامه و يطيب كلامه و يبر انعامه و يصدق اقسامه و يواليه ولا يعاديه و ينصره ظالما و مظلوما فاما نصرته ظالما فيرده عن ظلمه وما نصرته مظلوما فيعينه على اخذ حقه ولا يسلمه ولا يخذله و يحب له من الخير ما يحب لنفسه و يكره له من الشر ما يكره لنفسه ثم قال علي (ع) سمعت رسول الله(ص) يقول ان احدكم ليدع من حقوق اخيه شيأً فيطالبه به يوم القيامة فيقضى له عليه ۔**

یعنی: مومن پر اپنے مومن بھائی کے تیس (۳۰) حق ہیں کہ جن کی ادائیگی یا (مومن بھائی کی طرف سے) معافی کے بغیر بری ذمہ ہونا ممکن نہیں:

۱۔وہ اپنے اس (مؤمن بھائی) کی خطا کو معاف کرے ۔۲۔مسافرت کے عالم میں اس سے صلہ رحمی کرے ۔۳۔اس کے عیبوں کو چھپائے ۔۴۔اس کی لغزش کو بخش دے ۔۵۔اس کی معذرت کو قبول کرے ۔۶۔اس کی غیبت کو رد کرے (یعنی غیبت کرنے والے کو اس سے روکے اور اس کی تردید کرے) ۔۷۔اسے ہمیشہ نصیحت کرتا رہے ۔۸۔اس کے ساتھ دوستی کی

www.kitabmart.in

حفاظت کرے۔۹۔اس کی عزت وحرمت کی رعایت کرے۔۱۰۔اس کی بیماری میں اس کی عیادت کرے۔۱۱۔اس کے جنازہ میں شرکت کرے۔۱۲۔اس کے بلانے پر جائے۔۱۳۔اس کے تحفہ کو قبول کرے۔۱۴۔اس کی شان کے مطابق اس سے صلہ رحمی کرے۔۱۵۔اس کے کچھ عطا کرنے پر اس کا شکریہ ادا کرے۔۱۶۔اس کی احسن طریقہ سے مدد کرے۔۱۷۔اس کی ناموس کی حفاظت کرے۔۱۸۔اس کی ضرورت کو پورا کرے۔۱۹۔اس کے مسئلہ ومشکل کے حل میں اس کی مدد کرے۔۲۰۔اس کو چھینک آنے پر اسے یرحمک اللہ کہے۔۲۱۔اس کی کھوئی ہوئی چیز کو اس تک پہنچائے۔۲۲۔اس کے سلام کا جواب دے۔۲۳۔اس کے ساتھ اچھی وزم گفتگو کرے۔۲۴۔اس کی عطا کردہ چیز پر اس کا احسان مند رہے اور اسے صحیح طرح استعمال کرے۔۲۵۔اس کی قسم کی تصدیق کرے۔۲۶۔اس سے محبت کرے۔۲۷۔اس سے عداوت نہ رکھے۔۲۸۔اس کی مدد کرے چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔اس کے ظالم ہونے کی صورت میں اس کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم کرنے سے روکے اور مظلوم ہونے کی صورت میں اس کی مدد یہ ہے کہ اسے اپنا حق حاصل کرنے میں اس کی مدد کرے۔۲۹۔اسے دشمنوں میں تنہا نہ چھوڑے اور نہ ہی اسے بے یارومددگار ہونے دے۔۳۰۔جس اچھی چیز کو اپنے لئے پسند کرتا ہے اس کے لئے بھی پسند کرے اور جس بری چیز کو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اس کے لئے بھی ناپسند کرے۔

پھر اس کے بعد حضرت علیؑ فرماتے ہیں: کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے اگر کوئی اپنے بھائی کے ان حقوق میں سے کسی چیز کو بھی ترک کرے گا تو قیامت والے دن اس کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا اور (جس مومن کی حق تلفی

www.kitabmart.in

ہوئی)اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔(کتب الریبۃ فی احکام الغیبۃ ص/۱۱۵)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے بابا سے اور وہ اپنے آباء واجداد سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے اور حضرت علی علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **ادنی الکفر ان یسمع الرجل عن اخیہ الکلمۃ فیحفظھا علیہ یرید ان یفضحہ بھا اولئک لا خلاق لھم۔**

یعنی: کفر کا ادنی درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مومن بھائی کے بارے میں کوئی بات سنے اور اس کو اس لئے یاد رکھے کہ اس بات کے ذریعے وہ اس کو رسوا کرے گا تو یہ ایسے افراد ہیں کہ جن کا کوئی نصیب وٹھکانہ نہیں ہے۔(کشف الریبہ فی احکام الغیبۃ ص/۱۳۰)

یہ وہ معانی ومفاہیم ہیں کہ جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی اس دعا میں واضح نظر آتے ہیں:" **اللھم انی اعتذر الیک من مظلوم ظلم بحضرتی فلم انصرہ ومن معروف اسلی الیّ فلم اشکرہ ومن مسیء اعتذر الی فلم اعذرہ ومن ذی فاقۃ سألنی فلم اوثرہ ومن حق ذی حق لزمنی لمؤمن فلم او فرہ ومن عیب مؤمن ظھر لی فلم استرہ ومن کل اثم عرض لی فلم اھجرہ** "۔

یعنی: اے اللہ میں تجھ سے اس مظلوم کے بارے میں معذرت چاہتا ہوں کہ جس پر میرے سامنے ظلم کیا گیا اور میں نے اس کی مدد نہ کی، اور ان اچھی چیزوں کے بارے میں معذرت چاہتا ہوں کہ جو مجھے عطا کی گئیں اور میں نے ان کا شکر ادا نہ کیا، اور اس بات کی بھی معافی طلب کرتا ہوں کہ میرے حق میں جسارت کرنے والے نے مجھ سے معذرت کی اور میں نے اس کی معذرت کو قبول نہ کیا، اور میں اس بات پر بھی معافی چاہتا ہوں کہ مجھ سے فاقہ کش نے

www.kitabmart.in

سوال کیا اور میں نے اسے کچھ عطا نہ کیا، اور میں اس صاحب حق کے حق کے بارے میں بھی معافی کا طلبگار ہوں کہ جو کسی مومن کا مجھ پر واجب تھا اور میں نے اسے ادا نہ کیا اور مومن کے اس عیب کے بارے میں بھی معافی طلب کرتا ہوں کہ جو مجھ پر ظاہر ہوا اور میں نے اسے نہ چھپایا اور ہر اس گناہ کے بارے میں بھی معافی چاہتا ہوں کہ جو مجھے عارض ہوا اور میں نے اسے ترک نہ کیا۔ (صحیفہ سجادیہ بندوں کی حق تلفی اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اور آتش جہنم سے نجات کے لئے دعا)

توبہ کی تیسری شرط:

توبہ کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اپنے گناہوں کو نہ بھولے اور انھیں ہمیشہ یاد رکھے تا کہ وہ اس خوف اور ڈر میں مبتلا رہے کہ اگر کسی کوتاہی یا توبہ کا حقیقی حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے اس کی توبہ قبول نہ ہوئی تو خدا اس سے اس گناہ کا مواخذہ کرے گا۔ پس اس طرح ندامت وحسرت اس کے دل میں ایک درد کی صورت باقی رہتی ہے کہ جو اسے شیطان کی چالوں اور نفسِ امارہ کے جال سے دور رکھنے میں بہت مدد دیتی ہے۔

شیخ کلینیؒ لکھتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: **ان الرجل لیذنب الذنب فیدخله الله به الجنة قلت یدخله الله بالذنب الجنة ؟ قال نعم انه یذنب فلایزال خائفاً ماقتاً لنفسه فیرحمه الله فیدخله الجنة ۔**

یعنی: ایک شخص ایسا بھی ہے کہ جو گناہ کرتا ہے اور خدا اسے اس کے گناہ کی وجہ سے جنت میں داخل کردیتا ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا: خدا اسے گناہ کرنے پر جنت میں داخل کرے گا؟

www.kitabmart.in

تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ گناہ تو کرتا ہے (لیکن اس کے بعد) وہ ہمیشہ اس گناہ کی وجہ سے خوفزدہ رہتا ہے اور اپنے نفس سے نفرت کرتا رہتا ہے پس خدا اس پر رحم کرتا ہے اور اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔(کتاب الکافی باب گناہوں کا اعتراف اور ان پر ندامت)

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کے ارتکاب کردہ گناہ سے غافل نہیں ہونے دیتا تا کہ اس کے اندر ندامت وحسرت کا احساس باقی رہے اور وہ خدا سے مغفرت کی امید کرتا رہے۔پس توبہ کے لئے ضروری ہے کہ بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرے اور خدا کی بارگاہ میں اپنی کوتاہی کا اعتراف کرے۔روایت میں ہے کہ ندامت کے ساتھ اپنے گناہ کا اعتراف اور طلبِ مغفرت خدا کی رحمت اور بخشش کا باعث ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: **"ما من عبد اذنب ذنبا فندم علیه الا غفر الله له قبل ان یستغفر"**۔

یعنی: جو بندہ بھی گناہ کرتا ہے اور اپنے ارتکاب کردہ گناہ پر نادم ہوتا ہے تو خدا اس کے استغفار کرنے سے پہلے ہی اس کو بخش دیتا ہے۔(کتاب الکافی باب گناہوں کا اعتراف اور ان پر ندامت حدیث نمبر ۸)

اسی طرح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: **"و الله لا ینجو من الذنب الا من اقر به"**

یعنی: خدا کی قسم گناہ سے فقط وہی نجات پاتا ہے جو گناہ کے ارتکاب کا اعتراف کرتا ہے۔(کتاب الکافی باب گناہوں کا اعتراف اور ان پر ندامت حدیث نمبر ۱)

www.kitabmart.in

اسی طرح ایک اور مقام پر امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: **" لا و الله ما اراد الله من الناس الا خصلتين ان يقروا له بالنعم فيزيدهم و بالذنوب فيغفرها لهم "** ۔

یعنی: خدا کی قسم خدا تعالیٰ نے لوگوں سے فقط دو خصلتوں کو چاہا ہے ۔ پہلی: نعمتوں کا خدا کی طرف سے آنے کا اقرار تا کہ وہ ان کے لئے نعمتوں کو اور زیادہ کر دے اور دوسری: گناہوں کے ارتکاب کا اعتراف تا کہ وہ ان کو بخش دے ۔ (کتاب الکافی باب گناہوں کا اعتراف اور ان پر ندامت حدیث نمبر۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:" **ان الله يحب العبد ان يطلب اليه في الجرم العظيم و يبغض العبد ان يستخف بالجرم اليسير "** ۔

یعنی: بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتا ہے کہ جو اپنے بڑے گناہ کے بارے میں خدا سے طلبِ مغفرت کرتا ہے اور اس بندے سے نفرت کرتا ہے کہ جو اپنے چھوٹے گناہ کو حقیر و معمولی سمجھتا ہے ۔ (کتاب الکافی باب گناہوں کا اعتراف اور ان پر ندامت حدیث نمبر۶)

ایک اور روایت میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:" **و الله ما خرج عبد من ذنب باصرار وما خرج من ذنب الا باقرار "** ۔

یعنی: خدا کی قسم! گناہ پر مصر رہنے سے بندہ گناہ سے خارج نہیں ہوتا بلکہ فقط گناہ کے ارتکاب کے اعتراف سے ہی وہ گناہ سے خارج ہوتا ہے ۔ (کتاب الکافی باب گناہوں کا اعتراف اور ان پر ندامت حدیث نمبر۴)

جو شخص گناہوں کے سمندر میں غرق ہو جائے اور جس کے نورِ عقل پر گناہوں کا

www.kitabmart.in

اندھیرا چھا جائے اور اس کے باطن کو سیاہ کر دے اور بڑی تعداد میں حرام کاموں کا ارتکاب اسے کسی کام کے حرام ہونے سے غافل کر دے تو وہ شخص ان لوگوں کو بھول جاتا ہے کہ جن کا اس نے مال غصب کیا، جن کی ناموس پر حملہ کیا، جن کا خون بہایا، جن کی غیبت کی، جن کو اس نے رسوا کیا، جن پر تہمت لگائی اور اسی طرح اس کو وہ گناہ بھی یاد نہیں رہتے جو اس بندے اور خدا کے درمیان ہیں۔ کبھی کبھی ایسی حالت نعمتوں کی فراوانی کی وجہ سے بھی ہوتی ہے وہ خدا کی عطا کردہ نعمات سے دن رات لطف اندوز ہوتا ہے اور اپنے انجام کو بھول جاتا ہے اور اسی بات کی طرف یہ آیتِ قرآنی اشارہ کرتی ہے:

﴿فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ﴾(سورۃالانعام۴۴)

ترجمہ: پس جب وہ ان نصیحتوں کو بھول گئے کہ جو یاد دلائی گئی تھیں تو ہم نے امتحان کے طور پر ان کے لئے ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ ان نعمتوں سے خوش حال ہو گئے تو ہم نے اچانک انھیں اپنی گرفت میں لے لیا اور وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ قدرت ہوتا ہے: **﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ﴾** (سورہ الاعراف آیت ۱۸۲)

ترجمہ: ہم عنقریب انھیں اس طرح اپنی گرفت میں لے لیں گے کہ انھیں اندازہ ہی نہ ہو پائے گا۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایسے شخص کے لئے توبہ کے دروازے بند ہو چکے ہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنے گھٹیا اختیار اور قبیح کردار کی وجہ سے خود ہی خدا کی رحمت سے منہ

www.kitabmart.in

موڑکراپنے آپ کو شیطان کے تسلط میں دے دیا ہے اور اپنی مرضی سے ہی بدبختی اور شقاوت کو اپنے اوپر مسلط کرلیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی خدا کی رحمت اس سے منقطع نہیں ہوئی بلکہ وقتاً فوقتاً اس کو ہدایت کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے تاکہ اس بندے پر اتمامِ حجت ہوسکے۔

توبہ کی چوتھی شرط:

توبہ کی چوتھی شرط یہ ہے کہ انسان اس ماحول سے دور ہو جائے کہ جس ماحول میں وہ گناہ کرتا رہا اور جس ماحول نے اسے گناہوں کے ارتکاب پر ابھارا اور گناہوں میں مدد دی اور اسی طرح ان لوگوں سے بھی دور ہو جائے کہ جن کے ساتھ مل کر اس نے گناہوں کا ارتکاب کیا تاکہ اسے وہ خیالی لذت یاد نہ آئے کہ جس کے ساتھ وہ گناہوں کی زندگی میں مانوس ہو چکا تھا اور شاید اسی مفہوم کی طرف یہ دعائیہ آیت اشارہ کرتی ہے:

﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا﴾ (سورہ نساء آیت ۷۵)

ترجمہ: اے اللہ ہمیں اس قریہ سے نکال کہ جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔

ہاں البتہ وہ لوگ کہ جن کے ساتھ انسان گناہوں کی زندگی بسر کرتا رہا ہے وہ بھی توبہ کر چکے ہیں اور خدا کی رحمت کی آغوش میں آچکے ہیں تو ایسی صورت میں ان کے ساتھ باقی رہنا کبھی کبھار توبہ پر باقی رہنے اور طلبِ مغفرت کرنے میں معاون ثابت ہوسکتا ہے۔

توبہ کی پانچویں شرط:

توبہ کی پانچویں شرط یہ ہے کہ انسان نے جن عبادات اور واجبات کو کم عمری یا گناہوں کی زندگی میں ترک کیا تھا ان کو انجام دے اور ان کی قضا کرے

www.kitabmart.in

بلکہ کوشش کرے کہ جن واجبات کو اس نے ادا کیا تھا ان کو بھی دوبارہ انجام دے کیونکہ ایک عام انسان معصوم نہیں ہوتا ممکن ہے اس نے جو اعمال سر انجام دیئے تھے وہ صحیح نہ ہوں لہذا اسے احتیاط کی بنا پر ان اعمال کو دوبارہ انجام دینا چاہیے اور ہمارے کئی بزرگ علماء نے اپنے گزشتہ ادا کردہ اعمال کو دوبارہ سر انجام دیا حالانکہ ان کی زندگیاں گناہوں سے دور خدا کی رحمت اور اطاعت میں گزری تھیں ۔علامہ حلی ؒ نے اپنی پوری زندگی کی نمازوں کو تین مرتبہ احتیاط کے طور پر پڑھا تھا اور پھر مرنے سے پہلے اپنے بیٹے کو اپنی تمام نمازوں اور روزوں کو دوبارہ سے انجام دینے کی وصیت کی تھی ۔اسی طرح استاد المراجع سید ابوالقاسم خوئی ؒ نے بھی اپنے بیٹے شہید سید محمد تقی خوئی کو اپنی نمازوں اور روزوں کے بارے میں اسی طرح کی وصیت کی تھی ۔اگر چہ انسان کو اپنی نمازوں وغیرہ کے صحیح ہونے کا علم ہی کیوں نہ ہو ان کی دوبارہ ادائیگی کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جس توجہ اور جس حضورِ قلبی کے ساتھ بندے کو نماز وغیرہ ادا کرنی چاہیے وہ اس کے مطابق نہ تھیں ۔یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ روایات میں آیا ہے کہ فقط وہی نماز قبول ہوگی جو مکمل اخلاص اور خدا کی جانب ہر طرح سے متوجہ ہو کر ادا کی جائے گی ۔

کچھ ایسے بھی گناہ ہوتے ہیں کہ جن کا تعلق بندوں کے ساتھ ہوتا ہے اور بندوں کے ساتھ مربوط گناہوں میں سے کچھ گناہ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کا تعلق بندوں کے اموال کے ساتھ نہیں بلکہ ان کی ذات اور ناموس کے ساتھ ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی کسی مومن کی غیبت کرے یا اس پر کوئی تہمت لگائے یا کسی حوالے سے اس کی قدر و شان کو کم کرنے کی کوشش کرے تو ایسی صورت میں خدا تعالیٰ اس قسم کے گناہ کرنے والے شخص کو اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک وہ بندہ معاف نہ کر دے کہ جس کے حق میں گستاخی کی گئی ہے اگر چہ کسی

www.kitabmart.in

بندے کا دوسرے بندے سے معافی حاصل کرنا اس کے سامنے شرمندگی، عاجزی اور اعترافِ جرم کا ہی تقاضہ کیوں نہ کرے اسے چاہیے کہ وہ اس سے معافی حاصل کرے کیونکہ کچھ دیر کے لیے اس بندے کے سامنے شرمندہ ہو جانا قیامت کے دن کی اُس رسوائی سے بہتر ہے کہ جس کے بعد بدبختی وعذاب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مقدر بن جائے گا۔ بعض لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے اس چیز کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں لیکن سید الشہداء علیہ السلام فرماتے ہیں: **﴿ الموت اولی من رکوب العار ، و العار اولی من دخول النار ﴾**

یعنی: مرجانا ذلت ورسوائی سے بہتر ہے اور ذلت ورسوائی آتشِ جہنم میں داخل ہونے سے بہتر ہے۔

جہنم میں داخل ہونے سے بڑھ کر کوئی رسوائی و ذلت نہیں ہے قرآن مجید میں ایک دعائیہ آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ رَبَّنَا إِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴾(سورہ آل عمران آیت ۱۹۲)

ترجمہ: اے پالنے والے جسے تو جہنم میں ڈال دے گا گویا کہ تو نے اسے رسوا و ذلیل کر دیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

توبہ کی چھٹی شرط

ضروری ہے کہ مسلسل انسان طلبِ مغفرت اور اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتا رہے

یہ بات یاد رکھیں کہ استغفار بھی ایک عبادت ہے اور طلب مغفرت کرنا ہر عام انسان

www.kitabmart.in

پر واجب ہے کیونکہ کوئی بھی عام اور عادی انسان گناہوں سے پاک نہیں ہوتا ہے لہذا طلبِ مغفرت کرنا اور اپنے گناہوں کی معافی کی خدا سے امید رکھنا ہر انسان پر واجب ہے۔

ہمارے لئے اس بات کا جاننا ضروری ہے بندہ اپنی عمر کے جس حصے اور وقت کو گناہوں میں صرف کرتا ہے اس وقت کا تدارک اور اس کو دوبارہ حاصل کرنا ممکن نہیں ہے پس اگر انسان فقط اس بات پر غور کر لے کہ اس نے اپنی زندگی کے قیمتی وقت میں گناہوں میں مبتلا ہو کر اور خدا کی وسیع رحمت سے دور رہ کر کتنا بڑا خسارہ اٹھایا ہے تو یہ بات اس کے لئے ساری عمر رونے کے لئے کافی ہے۔

یہ بات درست ہے کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا بالکل ایسے ہی ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا لیکن یہ ایسی صورت میں ہے کہ جب توبہ قبول ہو لیکن کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ آپ کی توبہ قبول ہو گئی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ توبہ کے قبول ہونے سے گناہوں کو انسان کے نامۂ اعمال سے مٹا دیا جائے گا لیکن زندگی کا وہ حصہ جو گناہوں میں گزارا ہے آیا وہ لوٹ کر آ سکتا ہے؟ آیا زندگی کے اس حصہ سے انسان کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ پس انسان نے اس وقت کے ضائع کر دینے پر بہت بڑا خسارہ اٹھایا کہ جس کا کوئی چیز عوض نہیں ہو سکتی۔

www.kitabmart.in

طلبِ مغفرت کے مراحل:

طلبِ مغفرت چھ مراحل کے بعد مکمل ہوتی ہے کہ جن مراحل کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بیان کیا ہے پس ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں موجود ایک شخص نے " استغفر اللہ "کہا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

" ثکلتک امک اتدری ما الاستغفار ؟ الاستغفار درجة العليين وهو اسم واقع على ستة معان أولها الندم على ما مضى و الثاني العزم على ترك العود اليه ابدا و الثالث ان تؤدى الى المخلوقين حقوقهم حتى تلقى الله أملس ليس عليك تبعة الرابع ان تعمد الى كل فريضة عليك ضيعتها فتؤديها و الخامس ان تعمد الى اللحم الذى نبت على السحت فتذيبه بالاحزان حتى تلصق الجلد بالعظم و ينشأ بينهما لحم جديد و السادس ان تذيق الجسم ألم الطاعة كما أذقته حلاوة المعصية فعند ذلك تقول استغفر الله " .

یعنی: تمھاری ماں تمھارے غم میں سوگوار ہو کیا تم جانتے ہو کہ استغفار و طلبِ مغفرت کیا ہے؟ استغفار بلند مرتبہ لوگوں کا مقام ہے اور یہ ایک ایسا اسم ہے کہ جو چھ معانی پر مشتمل ہے: **پہلا یہ** ہے کہ گزشتہ پر نادم و شرمندہ ہو، **دوسرا** یہ کہ ہمیشہ کے لئے پھر دوبارہ اس کے ارتکاب نہ کرنے کا عزم کرے، **تیسرا** یہ ہے کہ تم مخلوق کے حقوق ادا کرو اور یہاں تک کہ تم خدا سے اس حالت میں ملاقات کرو کہ تمہارا دامن پاک و صاف ہو اور تم پر کوئی مواخذہ نہ ہو۔ **چوتھا** یہ ہے کہ جو

www.kitabmart.in

فرائض تم پر عائد ہوئے تھے اور تم نے ان کو ضائع کر دیا تھا اب انھیں مکمل طور پر بجا لاؤ۔ **پانچواں** یہ ہے کہ جو گوشت حرام سے بنا تھا اس کو غم والم سے پگھلاؤ یہاں تک کہ کھال کو ہڈیوں سے ملا دو کہ پھر ان دونوں کے درمیان نیا گوشت پیدا ہو۔اور **چھٹا** یہ ہے کہ اپنے جسم کو اطاعت کی تکلیف والم کا مزا چکھاؤ جس طرح تم نے اسے گناہوں کی شیرینی سے لطف اندوز کیا ہے۔اور پھر اس کے بعد کہو" **استغفر اللہ**"۔

ہم نے گزشتہ سطور میں استغفار کے پہلے تین معانی کے بارے میں گفتگو کی اور گزشتہ گناہوں پر ندامت، دوبارہ اس جرم کے ارتکاب سے پرہیز کے عزم اور اہل حق کو ان کے حقوق ادا کرنے کے بارے میں کچھ تفصیل بیان کی۔اب ضروری ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے کلام میں موجود استغفار کے آخری تین معانی کے اندر پوشیدہ امور میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جائے۔

چوتھی شرط میں ارشاد ہوتا ہے کہ "جو فرائض تم پر عائد ہوئے تھے اور تم نے ان کو ضائع کر دیا اب انھیں مکمل طور پر دوبارہ بجالاؤ" ظاہری طور پر یہاں ضائع کرنے سے مراد فقط عدم ادائیگی نہیں بلکہ جس طرح ان فرائض کا بجا نہ لانا یا ان کے اجزاء اور شرائط کو صحیح طور پر ادا نہ کرنا ان فرائض کو ضائع کر دینا کہلاتا ہے اسی طرح ان فرائض کو اخلاص اور توجہ وتواضع سے بجا نہ لانا بھی ان کو ضائع کرنا ہے۔پس اگر نماز مومن کی معراج نہ بنے، اس میں مطلوبہ اخلاص وقصدِ قربت نہ ہو، اس کی ادائیگی کے باوجود نماز اپنا عمل سرانجام نہ دے یعنی **تنهی عن الفحشاء و المنكر** نہ ہو (فحش اور برائیوں سے نہ روکے) تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے اس فریضہ کو

www.kitabmart.in

ضائع کردیا۔

پانچویں شرط میں ارشاد ہوتا ہے: کہ ”حرام سے جو گوشت بنا ہے اس کو پگھلاؤ“

یہاں پر شاید دو چیزوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے **پہلی چیز** یہ ہے کہ یہاں پر حرام سے مراد حرام غذا ہے کہ جس کے کھانے سے گوشت پیدا ہوا ہے اور **دوسری چیز** یہ ہے کہ یہاں حرام سے مراد فقط حرام غذا نہیں ہے کیونکہ گوشت کا بننا اور اس کا نشو نما پانا فقط کھانے پینے سے ممکن نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ذہنی و روحانی سکون کی بھی ضرورت ہوتی ہے، غذا چاہے کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو جب تک روحانی اور داخلی سکون نہ ہو یہ غذا کوئی فائدہ نہیں دیتی، تجربات اور ڈاکٹروں کی رپورٹس سے یہ بات ثابت ہے کہ ذہنی و روحانی بے سکونی، پریشانی اور خوف کی حالت میں کھائی جانے والی غذا جسم کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچاتی۔

پس اگر انسان گناہوں میں غرق ہو اور گناہوں سے اسے ذہنی سکون میسر آئے اور خدا کی نافرمانی کے ذریعے وہ راحت حاصل کرے تو ایسی صورت میں وہ غذا چاہے حلال ہی کیوں نہ استعمال کرے اس کا گناہوں پر راضی رہنا اور گناہوں کے باوجود روحانی اور ذہنی طور پہ پُرسکون رہنا ایک حرام فعل ہے لہذا امیر المومنین علیہ السلام کے کلام میں ”حرام سے بننے والے گوشت کو پگھلانے“ سے مراد یہ ہے کہ گناہوں کے باوجود ذہنی سکون کی وجہ سے بننے والے گوشت کو پگھلا دو۔ پس مولا کے کلام میں حرام سے مراد: گناہوں پر راضی اور پُرسکون رہنا ہے کیونکہ گوشت و جسم کی نشو نما کا اصل سبب ذہنی سکون ہے اور یہی وہ معنی و مفہوم ہے کہ جو ہر گناہ کرنے والے پر صادق آتا ہے چاہے وہ گناہ کرنے کے ساتھ ساتھ حلال غذا ہی کیوں نہ

www.kitabmart.in

کھا رہا ہو۔

چھٹی شرط میں مولا فرماتے ہیں کہ "اپنے جسم کو اطاعت کی تکلیف والم کا مزا چکھاؤ جس طرح تم نے اسے گناہوں کی شیرینی سے لطف اندوز کیا ہے" پس یہاں پر اطاعت کی تکلیف والم سے درج ذیل معانی مراد لئے جاسکتے ہیں:

اول: ظاہری طور پر واجباتِ شرعی فرائض ہیں اور ان کی ادائیگی میں مختلف طرح کی مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے کہ جن میں واجبات کی ادائیگی کے دوران تھکاوٹ اور اپنے آپ کو بہت سی مباح چیزوں سے روکے رکھنا بھی شامل ہیں مثلاً نماز، روزہ، حج اور عمرہ وغیرہ کی ادائیگی میں جہاں انسان تھکاوٹ کی تکلیف برداشت کرتا ہے وہاں عام طور پر حلال ومباح قرار دی جانے والی چیزوں سے بھی پرہیز کرتا ہے پس اس طرح سے انسان کو دو طرح کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے ایک طرف تھکاوٹ کی تکلیف اور دوسری طرف بہت سی مباح چیزوں سے پرہیز و دوری کی تکلیف۔

دوم: اطاعت کی تکلیف والم سے مراد وہ شرمندگی، ندامت اور رسوائی کا احساس کہ جو ہر عقل سلیم رکھنے والا انسان اس وقت محسوس کرتا ہے کہ جب وہ اپنے پروردگار اور اپنے خالق ورازق کے حضور میں گناہوں، نافرمانیوں اور سرکشیوں سے داغدار دامن کے ساتھ پیش ہوتا ہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ روحانی تکلیف جسمانی تکلیف سے کہیں زیادہ المناک اور پُر درد ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ دانا کہتے ہیں کہ تلوار سے لگا ہوا زخم تو بھر جاتا ہے لیکن زبان سے لگا ہوا زخم کبھی نہیں بھرتا کیونکہ تلوار کا زخم جسم پر لگتا ہے جب کہ زبان کا زخم روح پر لگتا ہے لہذا

www.kitabmart.in

روحانی تکلیف انسان پر جسمانی تکلیف کی نسبت زیادہ گراں گزرتی ہے یہی وجہ ہے کہ عقل مند ودانا لوگ روحانی تکلیف سے بچنے کے لئے جسمانی تکلیف ومشقت کو برداشت کرتے ہیں۔

سوم : نماز اور دوسری عبادات خدا کے مخلص اور اطاعت گزار بندوں کے لئے ایسے راحت وسکون کا باعث ہوتی ہیں کہ جس سے بڑھ کران کی نظر میں کوئی راحت اور سکون نہیں ہوتا۔روایات میں ہے کہ اصحاب کے ساتھ گفتگو کرتے کرتے جب نماز کا وقت ہوجا تاتو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مؤذن جناب بلالؓ سے فرماتے: اے بلالؓ مجھے راحت و سکون میسر کرو۔پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصل سکون نماز میں ہے نماز ہی آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

لیکن جہاں تک ہم جیسے عام اور گناہگار افراد کا تعلق ہے تو نماز اور دوسرے واجبات کی ادائیگی میں ہمیں حقیقی لطف وسکون نہیں ملتا بلکہ بعض اوقات ان کی ادائیگی ہمارے لئے بوجھ بن جاتی ہے کیونکہ ہم گناہوں کی دلدل میں برے طریقے سے غرق ہو چکے ہیں، گناہوں کے ایندھن کو اپنی کمر پر اٹھانے کی وجہ سے ہم بارگاہِ ایزدی سے دور ہو چکے ہیں، ہماری زندگی ایسے راستے پر چل نکلی ہے کہ جہاں نہیں چلنا چاہیے تھی، خدا نے جس طرح ہمیں خلق کیا تھا اور جس طرح ہمیں رہنے کا حکم دیا تھا ہم نے اپنے آپ کو اس کے الٹ عادی کرلیا ہے، پس جو سیدھا تھا وہ ٹیڑھا ہو چکا، جو پاک صاف تھا وہ گندگی سے بھر چکا ہے، جو اکٹھا تھا وہ بکھر چکا ہے، اور جو پہلے روشن ومنور تھا وہ اندھیروں میں تبدیل ہو چکا ہے۔پس ایسی صورت حال میں نماز اس گندگی کے لئے صفائی، اس ٹیڑھے پن کے لئے تبدیلی، اس سیاہی واندھیرے کے لئے

www.kitabmart.in

روشنی اور ہر روحانی مرض کے لئے دوا ہے اور ایسا روحانی کیمیائی عمل ہے کہ جس سے روح کی تمام نجاستیں صاف ہو جاتی ہیں پس جب نماز اور اس طرح کی دوسری عبادات کے ذریعے ہمارے اندر کی سیاہی اور گندگی دور ہوگی تو ہم اس سے ظاہری طور پر تکلیف محسوس کریں گے اور جب تک یہ اندرونی نجاستیں باقی رہیں گی ہمارے اندر تکلیف کا احساس باقی رہے گا۔

www.kitabmart.in

طلبِ مغفرت کے اوقات:

طلبِ مغفرت اور گناہوں کی بخشش کے لئے انسان کو ہر وقت دعا کرنی چاہیے لیکن کچھ اوقات ایسے بھی ہیں کہ جن میں طلب مغفرت کی تاکید کی گئی ہے کہ جن کی تفصیل اور ذکر اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں موجود ہے لیکن طلبِ مغفرت کے لئے روایات میں مذکور اوقات میں سے دو ایسے بھی ہیں کہ جن کو روایات میں بہت اہم قرار دیا گیا ہے اور ان میں طلب مغفرت کی بہت تاکید کی گئی ہے:

اول: گناہ کرنے کے بعد جب انسان اپنے آپ اور اپنے کیے ہوئے جرم کی طرف متوجہ ہو تو اسے چاہیے کہ فوراً خدا سے اپنے جرم کی معافی طلب کرے روایات میں مذکور ہے کہ جب کوئی انسان کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو خدا فرشتوں کو اس کے نامۂ اعمال میں اس گناہ کو لکھنے سے کچھ دیر کے لیے روک دیتا ہے کہ شاید یہ بندہ اپنے کیے کی معافی مانگ لے اور جب وہ بندہ اپنے گناہ کی خدا سے اس مخصوص وقت میں معافی طلب کرتا ہے تو خدا اس کے گناہ کو معاف کر دیتا اور وہ گناہ اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھا جاتا۔ اسی طرح روایت میں آیا ہے کہ انسان کے نامہ اعمال میں جس گناہ کے ساتھ اس گناہ کی خدا سے معافی اور طلب مغفرت درج ہوگی خدا اس گناہ کو معاف کر دے گا۔

دوم: طلب مغفرت کا دوسرا اہم وقت سحری کا ہے روایات میں مذکور ہے کہ خدا ان گناہگاروں کو پسند کرتا ہے کہ جو وقتِ سحر میں خدا سے طلب مغفرت کرتے ہیں اور اس سے

www.kitabmart.in

مراد تہجد میں پڑھے جانے والے وتر میں طلب مغفرت ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ طلب مغفرت ایک دعا ہے اور دعا کے لئے انسان کو اس کے لئے مذکور افضل ترین وقت کو اختیار کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ انسان کو استغفار اور طلب مغفرت کے مفہوم و معنی اور اس کی شرائط سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ گناہگار بندے کو اس بات کی طرف ملتفت رہنا چاہیے کہ گناہ کی بخشش خدا کی طرف سے رحم و کرم اور خصوصی لطف کے بغیر ممکن نہیں ہے لہذا اسے چاہیے کہ وہ جہنم کی اس آگ کی طرف بھی دیکھے کہ جو اس نے خدا کی نافرمانی کی صورت میں اپنی پشت پر لادی ہے اور مکمل خلوص و اخلاص اور یقین و اعتقاد کے ساتھ خدا کی رحمت اور فضل و کرم کی طرف ملتفت رہتے ہوئے خدا سے اپنے گناہ کی معافی طلب کرے۔

www.kitabmart.in

عقلی وشرعی اعتبار سے توبہ کا وجوب

ہر دانا اور عقلِ سلیم رکھنے والا انسان اس بات کا قائل ہے کہ اپنے مولا وآقا اور خالق ومالک کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا واجب ہے اور اپنے آقا ومالک کی نافرمانی کرنا، اپنے معبود کی طرف سے مقرر کردہ دائرۂ عبودیت سے خارج ہونا، وجود کی نعمت عطا کرنے والے خالق، ہمارے لئے زندگی کی سخاوت کرنے والے کریم اور اس زندگی میں نعمات اور ان سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت دینے والے مہربان کے قوانین سے بغاوت کرنا قبیح ترین فعل ہے۔

پس اگر انسان اپنے مہربان رب کے حضور کسی خطا کا مرتکب ہوتا ہے تو عقل سلیم اس انسان کے لئے خدا کی وسیع رحمت اور لطف وکرم کی آغوش میں واپس آنے اور اپنے جرم کی معافی طلب کرنے کو واجب قرار دیتی ہے۔ خصوصاً اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے عقل توبہ کے وجوب پر مزید تاکید کرتی ہے کہ اگر کوئی خدا کے لطف وکرم کے دروازے پر دستک دے اور رحمتِ الٰہی کے سامنے نادم وپشیمان ہو کر کھڑا ہو جائے تو خدا نہ صرف اس کے جرم کو معاف کر دیتا ہے بلکہ اس کے گناہوں کو اس کے نامۂ اعمال سے مٹا کر اس کو اپنی رحمت اور انعامات سے نوازتا ہے۔ پس ہر عقل سلیم ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے گناہوں کی زندگی میں باقی رہنے، خدا کی نافرمانی کو طول دینے اور اپنے کریم ومہربان رب سے دور رہنے کو سب سے زیادہ قبیح اور گھٹیا فعل شمار کرتی ہے۔

www.kitabmart.in

اسی طرح انسان کوخدا کے شدید عذاب وغضب سے ڈرایا گیا ہے اور خدا کے غضب وعذاب سے بچنے کے لئے نہ تو کوئی جائے پناہ ہے اور نہ ہی انسان کے لئے کوئی راہِ فرار۔ پس خدا نے ہمیں مہلت دے رکھی ہے تا کہ ہم اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں اور خدا کی طرف سے گناہگاروں کے لئے تیار شدہ عذاب سے نجات حاصل کر لیں عقل خدائی رہنما کی صورت میں ہمیں ہر وقت اپنے گناہوں سے توبہ کی دعوت دیتی رہتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خدا نے انسان کے سامنے عبرت حاصل کرنے اور انجام کو یاد کرنے کے لئے بہت سی علامات اور نشانیوں کو رکھ دیا ہے پس جس طرف بھی انسان دیکھتا ہے اسے انجام سے ڈرانے اور توبہ کی دعوت کے لیے خدا کی نشانیاں نظر آتی ہیں۔ پس افسوس ہے اس انسان پر کہ جو ان تمام باتوں کے باوجود سرکشی اور نافرمانی کی زندگی گزار رہا ہے۔

جس طرح عقل سلیم انسان کو توبہ کی دعوت دیتی ہے اسی طرح شریعت بھی انسان کو اپنے کریم اور مہربان رب کی اطاعت میں لوٹنے اور گناہوں سے توبہ کر کے خدا کا فرمانبردار بندہ بننے کی بہت تاکید کرتی ہے۔

ارشادِ قدرت ہے: ﴿**وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ**﴾ (**سورة النور آیت ۳۱**)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرلو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے"۔

ایک اور مقام پر خدا فرماتا ہے: ﴿ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ**

www.kitabmart.in

وَبِاَیْمَانِهِمْ یَقُولُونَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ ﴾

(سورہ التحریم آیت ۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور مکمل اخلاص کے ساتھ توبہ کرو عنقریب تمھارا پروردگار تمھارے گناہوں کو مٹا دے گا اور تمھیں ایسے باغاتِ جنت میں داخل کردے گا کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی خدا اپنے نبی اور اس پر ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں طرف چل رہا ہوگا اور وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارے نور کو مکمل کردے اور ہمیں بخش دے، یقیناً تو ہی ہر شئی پر قدرت رکھتا ہے"۔

اسی طرح قرآن مجید میں فرمانِ الٰہی ہے: **﴿ وَاَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّي اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ﴾(سورۃ ھود آیت ۳)**

ترجمہ: اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو اور پھر اس کے حضور توبہ کرلو وہ تم کو مقررہ مدت (موت) تک بہترین متاع زندگی عطا کرے گا اور ہر صاحبِ فضل کو اس کی فضیلت کا حق دے گا اور اگر تم نے (ہدایت) سے منہ پھیر لیا تو مجھے تمھارے بارے میں ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے"۔

ارشادِ ربانی ہے: **﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ٥ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ اَنْهَارًا ﴾(سورۃ نوح آیت نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲)**

ترجمہ: پس میں نے کہا: اپنے پروردگار سے معافی طلب کرو، یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا ہے

www.kitabmart.in

وہ تم پر آسمان سے بارشیں برسائے گا وہ مال اور اولاد کے ذریعے تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے لئے باغات اور نہریں قرار دے گا۔

ایک اور مقام پر خداوندِ متعال فرماتا ہے: ﴿ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ٥ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ٥ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴾ (سورۃ الفرقان آیت ۶۸،۶۹،۷۰)

ترجمہ: وہ لوگ خدا کے ساتھ کسی اور کو معبود کے طور پر نہیں پکارتے اور نہ ہی ایسے نفس کو بغیر حق کے قتل کرتے ہیں کہ جس کو خدا نے محترم قرار دیا ہے اور نہ ہی زنا کرتے ہیں اور جو شخص ان (ممنوع) افعال کو انجام دے وہ اپنے گناہ کی سزا پائے گا۔قیامت کے دن اس کا عذاب دوگنا ہو جائے گا اور وہ اسی میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑا رہے گا۔سوائے اس کے کہ جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور اچھے اعمال بجالاتا رہا پس (ایسا کرنے والے) وہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو خدا نیکیوں میں تبدیل کر دے گا اور خدا تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

قرآن مجید میں ہے کہ: ﴿ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ٥ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ٥ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ

www.kitabmart.in

یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۔ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (سورۃ المومن (غافر) آیت نمبر ۷، ۸، ۹)

ترجمہ: جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے پروردگار کی حمد وثنا کی تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے پالنے والے! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز سے زیادہ وسیع ہے پس تو ان لوگوں کو معاف کر دے کہ جنھوں نے توبہ کی اور تیرے (بتائے ہوئے) راستے پر چلے اور انھیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اے ہمارے پالنے والے! ان کو ہمیشہ رہنے والے (جنت کے) باغات میں داخل کر کہ جن کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور ان کے آباء و اجداد، ان کی ازواج اور ان کی اولاد سے جو نیک ہوں (انھیں بھی جنت میں داخل کر) بے شک تو سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔ اور انھیں گناہوں سے محفوظ رکھ، اور جسے تو نے آج گناہوں سے بچالیا اس کو تو نے اپنی رحمت سے نوازا اور یہی بڑی کامیابی ہے"۔

ارشادِ رب العزت ہے: **﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ٥ أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ﴾ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۵، ۱۳۶)**

ترجمہ: اور وہ لوگ کہ جن سے جب کبھی کوئی فحش گناہ سرزد ہوتا ہے یا جب کبھی اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھتے ہیں (تو اسی وقت) خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور خدا کے علاوہ

www.kitabmart.in

کون گناہوں کو معاف کرنے والا ہے؟ اور وہ جان بوجھ کر اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی جزا پروردگار کی طرف سے مغفرت اور (جنت کے) باغات ہیں کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے اور عمل کرنے والوں کی یہ بہترین جزا ہے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **﴿ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ﴾(سورۃ البروج آیت نمبر ۱۰)**

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنھوں نے مومنین اور مومنات کو ستایا اور پھر توبہ نہ کی ان کے لئے جہنم اور جلنے کا عذاب ہے"

ارشادِ خداوندی ہے: **﴿ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴾(سورۃ النصر آیت ۳)**

ترجمہ: اس سے معافی طلب کرو وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے"۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **﴿ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۴)**

ترجمہ: اور جب تمھارے پاس وہ لوگ آئیں کہ جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے کہو: تم پر سلامتی ہو، تمھارے رب نے رحمت کو اپنے لیے لازمی قرار دیا ہے، بے شک تم میں سے جس نے اپنی جہالت کی وجہ سے کوئی گناہ کیا اور بعد میں اس (گناہ کی) معافی طلب کر لی تو وہ بڑا بخشنے اور رحم کرنے والا ہے"۔

ارشادِ ربُّ العزت ہے: **﴿ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ﴾(سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳)**

www.kitabmart.in

ترجمہ: پس اگر تم توبہ کرلو تو یہی تمھارے لئے سب سے بہتر ہے"

خدا فرماتا ہے: ﴿ **فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ** ﴾ **(سورة التوبه آیت نمبر ۵)**

ترجمہ: پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو تم ان کا راستہ چھوڑ دو، بے شک خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

ارشاد قدرت ہے: ﴿ **فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ** ﴾ **(سورة التوبه آیت نمبر ۱۱)**

ترجمہ: پس اگر وہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوۃ دینے لگیں تو وہ تمھارے دینی بھائی ہیں، علم رکھنے والوں کے لئے ہم آیات کو واضح کرکے بیان کرتے ہیں"۔

بہت سی روایات اور احادیث توبہ کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ معصومین علیہم السلام نے توبہ کے وجوب پر بہت تاکید کی ہے۔ راوندی اپنی کتاب "الدعوات" میں لکھتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **ان اللہ یقبل توبة عبدہ ما لم یغرغر توبوا الی اللہ ربکم قبل ان تموتوا وبادروا بالاعمال الزاکیة قبل ان تشغلوا و صلوا الذی بینکم وبینہ بکثرة ذکرکم أیاہ"**۔

یعنی: یقیناً اللہ تعالیٰ احتضار سے پہلے کی جانے والی توبہ کو قبول کرتا ہے، پس اس سے پہلے کہ موت تمھیں اپنی گرفت میں لے اللہ کے حضور توبہ کرلو کہ جو تمھارا پالنے والا ہے، اور اس سے پہلے تم مشغول ہوجاؤ نیک کاموں کو انجام دینے میں جلدی کرو، اور اپنے اور خدا کے درمیان موجود تعلق کو خدا کے کثرت کے ساتھ ذکر اور اس کی یاد سے باقی رکھو۔ (کتاب بحار جلد ۶ ص ۱۹)

www.kitabmart.in

کتاب ''تحف العقول'' اور شیخ کی کتاب ''امالی'' میں مذکور ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: '' **لا شفیع انجح من التوبہ** '' (بحارالانوار جلد ۶ ص ۱۹/)
یعنی: توبہ سے زیادہ کوئی شفاعت کرنے والا کامیاب نہیں ہے۔

شیخ صدوق ؒ کتاب ''الخصال'' میں عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: '' **یلزم الحق لامتی فی اربع یحبون التائب و یرحمون الضعیف و یعینون المحسن و یستغفرون للمذنب** ''
یعنی: میری امت والوں پر چار حقوق کی ادائیگی واجب ہے (۱) توبہ کرنے والے کو پسند کریں (۲) کمزور پر رحم کریں (۳) احسان کرنے والے کی مدد کریں (۴) گناہ کرنے والے کے لئے طلبِ مغفرت کریں۔ (کتاب بحارالانوار جلد ۶ ص ۲۰/)

اسی طرح کتاب ''الخصال'' میں مذکور ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: '' **من اوتی اربعا لم یحرم اربعا من اعطی الدعاء لم یحرم الاجابۃ و من اعطی الاستغفار لم یحرم التوبۃ ومن اعطی الشکر لم یحرم الزیادۃ ومن اعطی الصبر لم یحرم الأجر** ''۔
یعنی: جو چار کاموں کو بجالائے وہ چار چیزوں سے محروم نہیں ہوتا:

۱۔ جو شخص دعا کرتا ہے وہ اس کے قبول و مستجاب ہونے سے محروم نہیں ہوتا۔

۲۔ جو شخص مغفرت طلب کرتا ہے وہ بخشش سے محروم نہیں ہوتا۔

www.kitabmart.in

۳۔ جو شخص شکر ادا کرتا ہے وہ (رزق میں) اضافے سے محروم نہیں ہوتا۔

۴۔ جو شخص صبر کرتا ہے وہ اجر و ثواب سے محروم نہیں ہوتا۔(بحار الانوار جلد۲ ص ۲۱)

کتاب ''الخصال'' میں مذکور ہے ابی مقداد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور انھوں نے اپنے والدِ گرامی سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

" اربع من کن فیه کان فی نور الله الاعظم من کانت عصمة امره شهادة ان لا اله الّا الله و انی رسول الله ومن اذا اصابته مصيبة قال انا لله و انا اليه راجعون ومن اذا اصاب خيراً قال الحمد لله رب العالمين ومن اذا اصاب خطيئة قال استغفر الله و اتوب اليه " .

یعنی: جس میں چار چیزیں پائی جائیں وہ خدائے بزرگ و برتر کے نورِ رحمت میں ہے:

ا۔ جس کو گناہوں سے اپنے امور میں بچانے والی چیز یہ گواہی ہو کہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ جب اس کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو وہ کہے: انا للہ وانا الیہ راجعون (یعنی: ہم سب خدا کی ملکیت ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے)۔

۳۔ جب اسے کوئی اچھی و نیک چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ 'الحمد للہ رب العالمین' کہتا ہے۔ (اور خدا کی حمد و ثنا بجالاتا ہے)۔

۴۔ جب اس سے کوئی خطا سرزد ہوتی ہے تو وہ ''استغفر اللہ واتوب الیہ'' کہتا ہے۔(بحار جلد ۶ ص ۲۱)

www.kitabmart.in

کتاب ''عیون اخبار الرضاؑ'' میں امام رضاؑ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **" التائب من الذنب کمن لا ذنب له "**۔

یعنی: گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے کہ جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔

شیخ طوسیؒ اپنی کتاب ''امالی'' میں شیخ مفید سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شعبی نے کہا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: **" العجب ممن یقنط و معه الممحاة فقیل له و ما الممحاة قال الاستغفار "**۔

یعنی: اس شخص پر تعجب ہے کہ جو اپنے پاس (گناہ کو) مٹا دینے والی چیز کے ہونے کے باوجود مایوس ہو۔

تو کسی نے سوال کیا: یہ مٹا دینے والی چیز کیا ہے؟ تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: وہ استغفار وطلب مغفرت ہے۔ (کتاب بحار الانوار جلد ۲ ص ۲۱،۲۲)

شیخ طوسیؒ اپنی کتاب ''امالی'' میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: **" تعطروا بالاستغفار لا تفضحکم روائح الذنوب "** ۔(کتاب بحار الانوار جلد ۲ ص ۲۲)

یعنی: استغفار کی خوشبو وعطر استعمال کرو اور اپنے آپ کو گناہوں کی بدبو سے رسوا نہ کرو۔

علامہ احمد بن فہد اپنی کتاب ''عدۃ الداعی'' میں معصومؑ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **" و الله ما اعطی مؤمن قط خیر الدنیا و الآخرة الا بحسن ظنه بالله عز وجل و رجائه له وحسن خلقه و الکف عن اغتیاب المؤمنین و الله تعالیٰ لا یعذب عبداً بعد التوبة و الاستغفار الا بسوء ظنه و تقصیره فی رجائه لله عز**

www.kitabmart.in

و جل و سوء خلقه و اغتيابه المؤمنين " ۔

یعنی: خدا کی قسم! مومن کو دنیا وآخرت کی بھلائی میں سے جو کچھ بھی ملتا ہے وہ فقط اس کے خدا کے بارے میں حسن ظن، اس سے امید، اچھے اخلاق اور مومنین کی غیبت سے پرہیز کے سبب ہوتا ہے اور خدا کے بارے میں سوءِظن، اس سے امید رکھنے میں کوتاہی، برے اخلاق اور مومنین کی غیبت کی وجہ فقط خدا بندے کو توبہ اور طلب مغفرت کے بعد عذاب دیتا ہے۔

(کتاب بحار الانوار جلد۲ص/۲۱)

شیخ صدوقؒ کتاب ''ثواب الاعمال'' میں ابی بصیر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤود علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ: ''**يا داؤود ان عبدى المؤمن اذا اذنب ذنبا ثم رجع و تاب من ذلك الذنب و استحيى منى عند ذكره غفرت له و انسيته الحفظة و أبدلته الحسنة ولا أبالى و انا ارحم الراحمين**''۔

یعنی: اے داؤد! جب میرا کوئی مومن بندہ گناہ کرتا ہے اور پھر (میری بارگاہ کی طرف) پلٹ آتا ہے اور اپنے اس گناہ کی معافی مانگتا ہے اور اپنا گناہ یاد آنے پہ مجھ سے شرمندگی وحیا محسوس کرتا ہے تو میں اس بندے کو معاف کر دیتا ہوں اور اعمال لکھنے پر مامور فرشتوں کو اس کا یہ گناہ بھلا دیتا ہوں اور اسے نیکی میں تبدیل کر دیتا ہوں اور اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ (کتاب بحار الانوار جلد۲ص/۲۸)

کتاب ''ثواب الاعمال'' میں شیخ صدوقؒ معاویہ بن وھب سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

www.kitabmart.in

" اذا تاب العبد المؤمن توبة نصوحاً احبه الله فستر علیه فی الدنیا و الآخرة فقلت و کیف یستر علیه قال ینسی ملکیه ما کتبا علیه من الذنوب و یوحی الی جوارحه اکتمی علی ذنوبه و یوحی الی بقاع الارض اکتمی ما کان یعمل علیک من الذنوب فیلقی الله حین یلقاه و لیس شیء یشهد علیه بشیء من الذنوب " ۔

یعنی: جب کوئی مومن بندہ خلوص دل سے توبہ کرلیتا ہے تو وہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہوجاتا ہے پس (اللہ) اس کے گناہ کو دنیا و آخرت میں پوشیدہ کردیتا ہے ۔معاویہ بن وہب کہتا ہے میں نے کہا: کہ اللہ اس کے گناہ کو کیسے پوشیدہ کرتا ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اعمال لکھنے والے دونوں فرشتوں کو وہ گناہ بھلا دیتا ہے کہ جو انھوں نے لکھے ہیں، اور اعضاء و جوارح پر خدا وحی نازل کرتا ہے کہ اس کے گناہوں کو پوشیدہ رکھو، اور زمین کے اس حصے پر وحی نازل کرتا ہے جس پر اس نے گناہ کئے کہ اس کے ان گناہوں کو پوشیدہ رکھو جو یہ بندہ تم پر کرتا رہا ہے پس وہ جب خدا کے حضور پیش ہوتا ہے تو کوئی شے بھی اس کے بارے میں گناہوں کے کرنے کی گواہی نہیں دیتی ۔(کتاب بحار الانوار جلد ۶ ص ۲۸)

کتاب "ثواب الاعمال" میں مذکور ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

" من تاب تاب الله علیه و أمرت جوارحه ان تستر علیه و بقاع الارض ان تکتم علیه و أنسیت الحفظة ما کانت تکتبه علیه " ۔

یعنی: جو شخص توبہ کرتا ہے خدا اسے معاف کردیتا ہے اور اس کے اعضاء و جوارح کو حکم دیتا ہے کہ اس کے گناہ پوشیدہ رکھو اور زمین کو حکم دیتا ہے اس کے گناہ پوشیدہ رکھو اور اعمال لکھنے والے فرشتوں کو اس

www.kitabmart.in

کہ وہ گناہ بھلا دیتا ہے کہ جوانھوں نے لکھے ہیں۔ (کتاب بحار الانوار جلد ۲ ص ۲۸)

راوندی کتاب ''الخرائج'' میں لکھتا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام حج کے دوران ایک جگہ تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے فرزند حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بھی تھے۔ پس اسی دوران ایک شخص آیا اس نے سلام کیا اور امام علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا: میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو پوچھنا ہے میرے جعفر (ع) سے پوچھ لو۔

تو اس وقت وہ شخص اٹھ کر امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے جا بیٹھا اور ان سے کہا: میں آپ سے سوال پوچھنا چاہتا ہوں تو اس پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"سل عما بدا لک قال اسألک عن رجل اذنب ذنباً عظیما قال أفطر یوما من شهر رمضان متعمداً ؟ قال اعظم من ذلک قال زنی فی شهر رمضان ؟ قال اعظم من ذلک قال قتل النفس ؟ قال اعظم من ذلک قال علیه السلام ان کان (المقتول) من شیعة علی مشی الی بیت الله الحرام و حلف ان لا یعود و ان لم یکن (ای المقتول) من شیعته فلا بأس فقال له الرجل رحمکم الله یا ولد فاطمة ۔ ثلاثا ۔ هکذا سمعته من رسول الله ثم ان الرجل ذهب فالتفت ابو جعفر فقال عرفت الرجل ؟ قال لا قال ذلک الخضر انما اردت ان اعرفکه"۔

یعنی: جو چاہتے ہو پوچھو۔ تو اس شخص نے کہا: میں آپ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں جس نے بہت بڑا گناہ کیا ہو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا اس نے ماہ

www.kitabmart.in

رمضان کے دن میں جان بوجھ کر روزہ توڑا ہے؟ تو اس شخص نے جواب دیا: اس سے بڑا گناہ ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا ماہ رمضان میں اس نے زنا کیا ہے؟ تو اس شخص نے کہا: اس سے بھی بڑا گناہ ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا کسی انسان کو قتل کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: اس سے بھی بڑا گناہ ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ مقتول حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھا تو اس (قاتل) کو چاہیے کہ بیت اللہ کی طرف پیدل جائے اور قسم کھائے کہ آئندہ ایسا فعل نہیں کرے گا۔ اور اگر مقتول حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے نہیں تھا تو اس کا کفارہ نہیں ہے۔ پس اس شخص نے تین مرتبہ کہا: اے اولاد فاطمہ (ع) خدا تم پر رحمت نازل کرے میں نے رسول خدا (ص) سے ایسے ہی سنا ہے۔ پھر وہ شخص چلا گیا۔ پس امام محمد باقر علیہ السلام ملتفت ہو کر فرماتے ہیں: کیا تم نے اس شخص کو پہچانا؟ تو انھوں نے جواب دیا نہیں۔ تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ جناب خضرؑ تھے میں ان کا تمھیں تعارف کروانا چاہتا تھا۔

شیعہ سے مراد ہر وہ مخلص مومن ہے کہ جو اللہ کے دین کا خالص طور پر پابند ہو، تقویٰ کے لباس سے آراستہ ہو، اور اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے پرہیز کرتا ہو۔ روایات میں آئمہ علیہم السلام نے شیعہ کی یہی تعریف کی ہے۔

گزشتہ سطور میں ذکر ہونے والی روایات کو ہم نے ان کثیر تعداد میں موجود روایات سے منتخب کیا ہے کہ جن میں معصومین علیہم السلام نے توبہ کی فضیلت اور اس کے نتیجہ میں گناہوں سے چھٹکارے اور مغفرت کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ انسانی عقل بندے کو توبہ کرنے اور گناہوں کو ترک کرنے کا حکم

www.kitabmart.in

دیتی ہے اور اسے بندے پر واجب قرار دیتی ہے اور اس بارے میں وارد ہونے والی روایات انسان کے لئے ایک ہادی اور رہنما کی حیثیت سے گناہوں کو ترک کرنے اور توبہ کے ذریعے خدا کی رحمت میں زندگی گزارنے کا حکم دیتی ہیں اور اسی طرح مذکورہ آیات بھی شرعی اعتبار سے توبہ کے واجب ہونے اور گناہوں کو فوری طور پر ترک کر کے رحمتِ خداوندی میں داخل ہونے کی دعوت دیتی ہیں۔ پس حقیقت یہ ہے کہ ہر عقل مند انسان توبہ کے واجب ہونے کا قائل ہے اور اس بارے میں وارد ہونے والی روایات اور آیات اس عقلی حکم کی وضاحت کے لئے بیان ہوئی ہیں۔

www.kitabmart.in

توبہ واجبِ فوری ہے

واجبِ فوری سے مراد وہ فرض و واجب ہے کہ جس کا فوری طور پر بجالانا ضروری ہوتا ہے۔ ہمارے تمام علماءِ کرام اور مجتہدین عظام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ توبہ واجبِ فوری ہے۔ شیخ بہائی ؒ کہتے ہیں کہ گناہ زہر کی مانند ہوتا ہے جس طرح زہر کھانے والے کے لئے فوری طور پر علاج ضروری ہوتا ہے تا کہ اس کے جسم کو ہلاکت سے بچایا جا سکے اسی طرح گناہ کرنے والے کے لئے فوری طور پر واجب ہے کہ وہ گناہ کو فوراً ترک کر کے خدا کی بارگاہ میں توبہ کرے تا کہ اس کی روح گناہ کے زہر سے ہلاک ہونے سے محفوظ رہ سکے۔ اور جو شخص گناہوں سے توبہ کرنے میں سستی کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ بعد میں توبہ کر لے گا اس کا نتیجہ اور انجام دو صورتوں میں سے کوئی ایک ضرور ہوتا ہے یا پھر دونوں اس کا مقدر بن جاتی ہیں:

اول: جو شخص توبہ کے ذریعے اپنے گناہوں کا علاج نہیں کرتا اس شخص کا علاج موت کرتی ہے پس ایسے شخص کے گناہوں کی مستی، توبہ میں سستی اور خوابِ غفلت کی نیند کو موت آ کر ختم کرتی ہے اور وہ اُس وقت اپنی غفلت سے بیدار ہوتا ہے کہ جب توبہ کے دروازے بند ہو چکے ہوتے ہیں موت کو دیکھتے ہی وہ توبہ کرنا چاہتا ہے لیکن توبہ کرنے کا وقت ختم ہو چکا ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

﴿ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ﴾ ۔ (سورۃ سبا آیت نمبر ۵۴)

یعنی: ان کے اور اس چیز کے درمیان پردے ڈال دیئے گئے ہیں کہ جسے وہ چاہتے ہیں۔

پس جب موت اس کی گردن دباتی ہے تو کبھی وہ توبہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی

www.kitabmart.in

خدا سے مہلت طلب کرتا ہے لیکن مہلت اور توبہ کا وقت ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ ارشادِ قدرت ہے:

﴿ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّأْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ﴾

(سورة المنافقون آیت نمبر ۱۰)

یعنی: اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آلے اور وہ کہے کہ خدایا ہمیں تھوڑے دنوں کی مہلت کیوں نہیں دے دیتا۔

شیخ بہائیؒ اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب انسان کو موت کی آمد کا احساس ہوتا ہے اور اس کی آنکھوں سے پردوں کو ہٹا دیا جاتا ہے تو وہ ملک الموت سے کہتا ہے کہ مجھے فقط ایک دن کی مہلت دے دو میں اس ایک دن میں خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لوں گا اور سچی توبہ کرلوں گا تو اس وقت ملک الموت اسے مہلت دینے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے ساری زندگی کے دن ضائع و برباد کر دیئے اب ایک دن کی مہلت مانگتے ہو۔ اس کے بعد وہ انسان ملک الموت سے ایک گھنٹہ کی مہلت طلب کرتا ہے تو ملک الموت کہتا ہے تو نے ساری زندگی کے گھنٹوں کو برباد کر دیا۔ پس اس پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور وہ انسان ساری عمر کو ضائع کرنے پر حسرت و افسوس کا آخری سانس لیتا ہے اور اس صدمے کی وجہ سے بعض دفعہ وہ پریشانی میں ایسا مضطرب ہوتا ہے کہ اپنا حقیقی ایمان بھی کھو بیٹھتا ہے اور موت اسے جہنم کی طرف دھکیل لے جاتی ہے۔

دوم: توبہ میں سستی کا انجام یا تو بغیر توبہ کے ہی موت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے یا پھر توبہ نہ کرنے کی وجہ سے گناہوں اور سرکشی کی سیاہی اس کے دل پر اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ

www.kitabmart.in

جس سے چھٹکارا حاصل کرنا اس کے بس میں نہیں رہتا اور وہ گناہ کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اس کی طبیعت میں گناہ راسخ ہو جاتے ہیں اور جس طرح سے اس کے گناہوں میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ اس کی خباثت اور دل کی سیاہی بھی بڑھتی جاتی ہے اور وہ گناہوں کی دلدل میں دھنستا جاتا ہے اور اس کا دل گناہوں کے زنگ سے اس طرح بھر جاتا ہے کہ وہ ہدایت اور خدا کی طرف رجوع کو قبول ہی نہیں کرتا اور ایسے دل کو بیمار، لاغر اور سیاہ دل کہا جاتا ہے۔

گناہ دل کو یوں بگاڑ دیتے ہیں کہ اسے ہدایت کے سانچے میں دوبارہ ڈھالنے کی کوشش بھی اسے ہلاکت سے نہیں بچا سکتی انسان اگر گناہوں کی دلدل میں جا گرے اور طولانی مدت تک وہیں غرق رہے اور توبہ کے ذریعے وہاں سے اپنے آپ کو نہ نکالے تو انسان خود اپنے ہی اختیار سے اپنے اندر ایسا بگاڑ اور ایسا نجس احساس پیدا کر دیتا ہے کہ جس کے بعد ہدایت اور سیدھے راستے پر آنا بہت ہی مشکل بلکہ بعض دفعہ ناممکن ہو جاتا ہے اور اسی جانب قرآن اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: **﴿ خَتَمَ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ﴾ (سورة البقره آیت نمبر ۷)**

یعنی: خدا نے ان کے دلوں اور سماعتوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔

شیخ کلینیؒ ”کتاب الکافی“ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بابا فرمایا کرتے تھے: **”ما من شيء أفسد للقلب من الخطيئة ان القلب ليواقع الخطيئة فلا تزال به حتى تغلب عليه فيصير اعلاه اسفله“**

(كتاب الكافى باب الذنب حديث ١)

www.kitabmart.in

یعنی: گناہ سے بڑھ کر دل کو فاسد و غلیظ کرنے والی کوئی چیز نہیں، جب دل گناہ سے ملتا ہے تو یہ گناہ دل کے ساتھ باقی رہتا ہے یہاں تک کہ دل کے اوپر غالب آجاتا ہے اور دل کا اعلیٰ اسفل (الٹا) ہو جاتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے: **"ما من عبد الا وفي قلبه نقطة بيضاء فاذا اذنب خرج من النقطة نقطة سوداء فان تاب ذهب ذلك السواد و ان تمادى في الذنوب زاد ذلك السواد حتى يغطي البياض فاذا غطي البياض لم يرجع صاحبه الى خير ابدا ۔(كتاب الكافي باب الذنب حديث ٢٠)**

وهو قول الله عز و جل : ﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾

(سوره المطففين آيت نمبر ١۴)

یعنی: کوئی ایسا بندہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں سفید نقطہ نہ ہو، پس جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس نقطہ کے اوپر ایک سیاہ نقطہ ابھر آتا ہے اور جب وہ بندہ توبہ کر لیتا ہے یہ سیاہی ختم ہو جاتی ہے اور اگر وہ گناہوں میں اصرار کرتا ہے تو یہ سیاہی بڑھنا شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ سفیدی کو چھپا دیتی ہے اور جب سفیدی پوشیدہ ہو جائے تو ایسی حالت میں مبتلا شخص کبھی بھلائی کی طرف نہیں پلٹتا اور یہی فرمان خداوندی بھی ہے۔ ''ہرگز نہیں! ان کے دل ان کے ہی اعمال کی وجہ سے زنگ آلود ہو چکے ہیں''۔

اس روایت میں امام علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ ایسا شخص کبھی بھلائی و ہدایت کی طرف نہیں پلٹے گا اس لیے ہے کہ توبہ کے بجائے گناہوں کی دلدل میں خود کو غرق کرنے والا شخص اپنے اختیار اور اپنی مرضی سے اپنے آپ کو ایسی گہری اور تنگ کھائی میں ڈال دیتا ہے کہ جہاں

www.kitabmart.in

سے واپس آنے کے راستے ختم ہو جاتے ہیں ایسے شخص کی مثال اس انسان جیسی ہے کہ جو اپنے آپ کو کسی بلند جگہ سے نیچے گرادے پس خود کو بلندی سے گرانے والا شخص اپنے آپ کو گرنے سے نہیں بچا سکتا۔خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم کو گناہوں سے دوری اور توبہ و مغفرت کی توفیق عطا فرمائے۔

روایت میں ہے کہ:" **ان التسویف فی التوبۃ اغترار** " ۔یعنی:توبہ کرنے میں سستی برتنا اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے۔

بہت سی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہی توبہ انسان کے لئے فائدہ مند ہے کہ جس کے بعد انسان اپنی اصلاح اور عمل صالح کرے اور اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گناہ پر فقط شرمندہ ہونا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ صالح اعمال کا بجالانا اور اصلاحِ نفس کرنا حقیقت میں توبہ ہے اور اعمال صالح اور اصلاح نفس کا حصول فقط توبہ سے ممکن ہے۔

توبہ کے بارے میں وارد شدہ آیات دو قسم کی ہیں: **پہلی قسم** میں وہ آیات شامل ہیں کہ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر توبہ کی شرائط اور اس کے لئے مطلوبہ امور حاصل ہو جائیں تو توبہ قبول ہو جاتی ہے اور **دوسری قسم** میں وہ آیات شامل ہیں کہ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ توبہ کے قبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی اصلاح نفس کرے اور اعمالِ صالح کو اپنا وتیرا بنائے۔لہذا جب دونوں قسم کی آیات پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ توبہ کے لئے ضروری ہے کہ انسان توبہ کی تمام شرائط اور اس کے لئے درکار امور کو بجالائے اور اس کے ساتھ ساتھ تہذیبِ نفس، اپنی اصلاح اور نیک و صالح اعمال کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالے۔

www.kitabmart.in

پہلی قسم کی آیات:

ارشادِ ربُّ العزت ہوتا ہے: ﴿ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴾ (سورة التوبه آیت ۱۱۸)

ترجمہ: پھر اللہ نے ان پر مہربانی فرمائی تاکہ وہ توبہ کرلیں بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

خدا فرماتا ہے: ﴿ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾ (سورة هود آیت نمبر ۱۱۲)

ترجمہ: ثابت قدم رہو جیسا کہ تمھیں اور تمہارے ساتھ ان لوگوں کو حکم دیا جا چکا ہے کہ جنھوں نے توبہ کی اور سرکشی نہ کرو، بے شک وہ (خدا) تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے"

ارشادِ قدرت ہے: ﴿ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴾ (سورة البقره آیت نمبر ۲۷۹)

ترجمہ: "اگر تم نے توبہ کرلی تو تم اپنے اصل مال کے مالک بن جاؤ گے اور نہ تم ظلم کروگے اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے گا"

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ﴾ (سورة التوبه آیت ۳)

ترجمہ: "اگر تم توبہ کرلو تو یہی تمہارے لئے سب سے بہتر ہے"۔

خدائے بزرگ و برتر کا فرمان ہے: ﴿ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ ﴾ (سورة التوبه آیت ۷۴)

www.kitabmart.in

ترجمہ: ''پس اگر وہ اب بھی توبہ کرلیں تو یہی ان کے لئے سب سے بہتر ہے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴾(سورة الشوریٰ آیت نمبر ۲۵)

ترجمہ: ''وہی ہے کہ جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے''

ارشادِ ربانی ہے:﴿ وَيَتُوبَ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾(سورة الاحزاب آیت نمبر ۷۳)

ترجمہ: ''خدا مومنین اور مومنات کی توبہ قبول کرتا ہے''

خدا فرماتا ہے:﴿ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴾(سورة هود آیت نمبر ۹۰)

ترجمہ: '' اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو اور اس کے حضور توبہ کرو بے شک میرا پروردگار بہت مہربان اور محبت کرنے والا ہے''۔

دوسری قسم کی آیات:

دوسری قسم میں وہ آیات شامل ہیں کہ جن میں توبہ کے قبول ہونے کے لئے اعمالِ صالح اور تہذیبِ نفس کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے

پس ارشادِ قدرت ہے:﴿ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾(سورة المائده آیت نمبر ۳۹)

www.kitabmart.in

ترجمہ: ''پس جو شخص ظلم کرنے کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو خدا اس کو معاف کر دیتا ہے بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے''

فرمان ربُّ العزت ہے: ﴿ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوأً بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۴)

ترجمہ: ''تم میں سے جو جہالت و نادانی کی وجہ سے گناہ کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے''۔

فرمان ربُّ العزت ہے: ﴿ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُوْلَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ﴾ (سورۃ مریم آیت نمبر ۶۰)

ترجمہ: ''مگر وہ جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل بجالائیں تو یہ وہی لوگ ہیں کہ جو جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ کیا جائے گا''۔

خدائے بزرگ و برتر کا فرمان ہے: ﴿ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى ﴾ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۸۲)

ترجمہ: ''میں اس شخص کو معاف کر دیتا ہوں کہ جو توبہ کر لے، اور ایمان لے آئے اور اچھے اعمال بجالائے اور پھر ہدایت یافتہ ہو جائے''۔

خالق کائنات فرماتا ہے: ﴿ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُوْلَئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴾ (سورۃ فرقان آیت ۷۰)

''مگر جنھوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک اعمال بجالاتے رہے یہی وہ لوگ ہیں کہ جن

www.kitabmart.in

کے گناہوں کوخدا نیکیوں میں بدل دیتا ہے اوراللہ تو بہت بخشنے والامہربان ہے''

اللہ تعالیٰ کافرمان ہے کہ:﴿ فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰى أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴾ (سورۃ القصص آیت نمبر ٦٧)

ترجمہ:''پس جوشخص توبہ کرلےاورایمان لےآئےاورصالح اعمال بجالائےتوامید ہےکہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہوجائے گا''۔

قرآن میں ارشادہوتا ہے:﴿ فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا إِنَّ اللهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴾ (سورۃ النساء آیت نمبر ١٦)

ترجمہ:''اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اوراپنی اصلاح کرلیں توان کواپنے حال پرچھوڑ دو بے شک اللہ بہت بخشنے والااوربہت رحم کرنے والا ہے''۔

فرمانِ الٰہی ہے:﴿ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴾(سورۃ البقرہ آیت ١٦٠)

ترجمہ:''البتہ جولوگ توبہ کرلیں اوراپنی اصلاح کرلیں اور(خدا کی طرف سے نازل کردہ نشانیوں اورہدایت)کوبیان کرنے لگیں تو یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کو میں (اللہ) معاف کرتا ہوں اورمیں بہت بخشنے اوررحم کرنے والاہوں''۔

خدائے بزرگ وبرتر کافرمان ہے:﴿ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾(سورۃ النساء آیت نمبر ١٤٦)

ترجمہ:''البتہ جن لوگوں نے توبہ کی اوراپنی اصلاح کرلی اوراللہ سے متمسک ہوگئے اوراپنے

www.kitabmart.in

دین کوخدا کے لئے خالص کرلیا تو یہی وہ لوگ ہیں کہ جو مومنین کے ساتھ ہیں اورعنقریب خدا مومنین کو اجرِعظیم عطا کرے گا“۔

ارشادِقدرت ہے:﴿ **إِلاَّ الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ** ﴾(**سورۃ آل عمران آیت ۸۹**)

ترجمہ:”جن لوگوں نے اس کے بعدتوبہ کرلی اوراپنی اصلاح کرلی بے شک اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے“۔

ارشادِربانی ہے:﴿ **وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ** ﴾(**سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۳**)

ترجمہ:”اورجن لوگوں نے گناہوں کا ارتکاب کیاپھراس کے بعدتوبہ کرلی اورایمان لے آئےتو تمھاراپروردگاریقیناًاس کے بعدبڑا معاف کرنے والامہربان ہے“۔

خدافرماتا ہے:﴿ **فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلاَةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ** ﴾(**سورۃ التوبہ آیت نمبر ۵**)

ترجمہ:”پس اگر وہ توبہ کرلیں اورنماز قائم کریں اورزکوۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو بے شک اللہ بڑا بخشنے والامہربان ہے“۔

خالقِ کائنات کافرمان ہے:﴿ **فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلاَةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ** ﴾(**سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱**)

ترجمہ:”پس اگر وہ توبہ کرلیں اورنماز قائم کریں اورزکوۃ ادا کریں تو وہ تمھارے دینی بھائی ہیں اورہم اپنی آیات کوجاننے والوں کے لئے واضح کرکے بیان کرتے ہیں“

www.kitabmart.in

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (سورة النحل آیت نمبر ۱۱۹)

ترجمہ: "پھر یقیناً تمھارا پروردگار ان کے لئے جنھوں نے جہالت و نادانی کی وجہ سے گناہوں کا ارتکاب کیا اور پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور اپنے آپ کی اصلاح کر لی بے شک تمھارا پروردگار اس کے بعد بڑا بخشنے والا مہربان ہے"

فرمانِ خداوندی ہے: ﴿تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ﴾ (سورة المومن (غافر) آیت ۷)

ترجمہ: "جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر کاربند ہو گئے ان کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ"۔

قرآن کی آیات میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے کہ توبہ فقط اسی شخص کی قبول ہوتی ہے کہ جو توبہ کے ساتھ اپنی حقیقی اصلاح کرتا ہے اور تہذیب نفس کے ساتھ نیک اعمال بجا لاتا ہے۔

پس ارشادِ قدرت ہوتا ہے: ﴿وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا﴾ (الفرقان آیت نمبر ۷۱)

ترجمہ: "جس شخص نے توبہ کی اور صالح اعمال بجا لایا پس یہ شخص اللہ کے حضور خالص توبہ کرنے والا ہے"۔

اگر کوئی شخص گناہوں سے فوری طور پر توبہ نہیں کرتا اور گناہوں کو چھوڑنے میں سستی برتتا ہے تو اچانک موت آ کر اسے اپنے شکنجے میں جکڑ لیتی ہے اور وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ توبہ

www.kitabmart.in

اسے کوئی فائدہ نہیں دیتی لہذا واجب اور ضروری ہے کہ گناہ کے بعد فوری طور پر توبہ کرلی جائے اور توبہ کی شرائط کو پورا کیا جائے۔

ارشادِقدرت ہے:﴿ **إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُوْلَئِكَ يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلاَ الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُوْلَئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴾**

(سورة النساء آیت ۱۸، ۱۷)

ترجمہ: ''اللہ فقط ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے کہ جو جہالت و نادانی کی وجہ سے گناہ کریں اور پھر جلد ہی توبہ کرلیں پس یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کی توبہ خدا قبول کرلیتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی توبہ (حقیقت میں توبہ ہی) نہیں کہ جو گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت اس کے سامنے آجاتی ہے تو وہ کہتا ہے: میں اپنے گناہوں سے اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ہی ان لوگوں کی (توبہ قبول ہے) جو مرتے دم تک کافر رہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے''

ایک اور مقام پر خدا فرماتا ہے:﴿ **فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّةَ اللهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ﴾(سورة المومن (غافر) آیت نمبر ۸۵، ۸۴)**

ترجمہ: ''جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو کہنے لگے: ہم خدائے واحد پر ایمان لائے ہیں

www.kitabmart.in

اور جسے ہم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے رہے اس کا انکار کرتے ہیں ۔لیکن ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان لانا (اور توبہ کرنا)انھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا یہ اللہ کی سنت ہے کہ جو اس کے بندوں میں چلی آرہی ہے اور اس طرح کفار خسارے میں رہیں گے"

توبہ کے بارے میں وارد ہونے والی وہ روایات کہ جن میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالی موت سے تھوڑی دیر پہلے کی جانے والی توبہ کو بھی قبول کرتا ہے تو اس سے مراد اس شخص کی توبہ ہے کہ جسے اس سے پہلے توبہ کا موقعہ میسر نہ آیا ہو، کسی وجہ سے اس کے لئے پہلے توبہ کرنا ممکن نہ ہو یا پھر وہ اس سے پہلے اس طرف متوجہ ہی نہ ہوا ہو یا موت کے وقت سے پہلے تک ہدایت کا پیغام اس تک نہ پہنچا ہو ۔اور اسی طرح ان روایات سے مراد اس شخص کی توبہ کا قبول ہونا بھی ہے کہ جس کے لئے موت کے وقت توبہ و مغفرت کے دوسرے اسباب مہیا ہو گئے ہوں مثلاً کسی ایسی ہستی نے اس کے حق میں شفاعت کر دی ہو کہ جس کی شفاعت خدا کے حضور قبول ہو اور اسی طرح بعض اوقات کسی شخص کی توبہ کو اس کے والدین کے عزت و شرف اور کرامت کی وجہ سے قبول کر لیا جاتا ہے یا موت سے تھوڑی دیر پہلے توبہ کے قبول ہونے کی وجہ اس کا کوئی ایسا فعل و عمل بھی ہو سکتا ہے کہ جس کی خدا کے نزدیک بہت زیادہ اہمیت ہو مثلاً اس نے خدا کے راستہ میں جام شہادت نوش کیا ہو یا امام حسین علیہ السلام کی خاطر یا ان کی راہ میں وہ شہید ہوا ہو تو ایسی صورت میں بھی اس شہید ہونے والے شخص کی موت سے پہلے توبہ قبول ہوتی ہے۔

اس بات کا ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ توبہ کرنے میں سستی کرنا دنیا کی لمبی امیدوں اور دنیا کی محبت کو جنم دیتا ہے اور شریعت کی نظر میں یہ بھی ذاتی طور پر ایک جرم و گناہ ہے۔

www.kitabmart.in

معصومین علیہم السلام سے مروی روایات میں ہمیں لمبی امیدوں اور دنیا کی محبت سے منع کیا گیا ہے ۔خدا کے صالح بندے ہمیشہ اس سے پرہیز کرتے ہیں۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنی دعا میں فرماتے ہیں: **"اللھم صل علیٰ محمد و آله و اکفنا طول الامل و قصره عنا بصدق العمل حتی لا نؤمل استتمام ساعة بعد ساعة ولا استیفاء یوم بعد یوم ولا اتصال نفس بنفس ولا لحوق قدم بقدم و سلمنا من غروره آمنا من شروره وانصب الموت بین ایدینا نصبا ولا تجعل ذکرنا له غبا"** ۔

یعنی: اے اللہ محمد و آل محمد (ص) پر رحمت نازل فرما اور ہمیں لمبی امیدوں سے محفوظ رکھ اور ان (امیدوں) کو سچے عمل کے ذریعے ہم سے غافل کر دے تا کہ ہم ہر گھنٹے کے بعد دوسرے گھنٹے کے مکمل ہونے اور ہر دن کے بعد دوسرے دن کے پورے ہونے اور ہر سانس کے بعد دوسری سانس کے آنے اور ہر قدم کے بعد دوسرے قدم کے اٹھانے کی امید نہ کریں ۔ ہمیں ان (امیدوں) کے دھوکے سے بچالے اور ان (امیدوں) کے شر سے امان عطا کر اور موت کو ہمارے لیے ہدف و منزل بنا دے اور اس (موت) کو ہماری یادوں اور خیالات سے فراموش نہ ہونے دے"۔(صحیفہ سجادیہ دعا نمبر ۴۰)

اس دعا میں امام علیہ السلام لمبی امیدوں اور ان میں رغبت و دلچسپی سے دوری کے لیے خالق کائنات سے ایسے الفاظ کے ذریعے دعا مانگ رہے ہیں کہ جو امامؑ کی امیدوں سے دوری کی انتہا پر دلالت کرتے ہیں ۔لمبی امیدیں دین سے دوری اور آخرت کی خرابی کا باعث بنتی ہیں ۔روایات اور آیات میں امیدوں سے پرہیز اور نفرت کا حکم دیا گیا ہے اور لمبی امیدوں

www.kitabmart.in

کے انجام سے ڈرایا گیا ہے اس سلسلہ میں قرآن مجید میں ارشادِ قدرت ہوتا ہے:

﴿ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴾ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴾ (سورة الحجر آیت نمبر ۳، ۲)

ترجمہ: ''ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ کافر تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے۔ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دو کہ وہ کھائیں اور مزے اڑائیں اور لمبی امیدیں انھیں غافل بنادیں پس عنقریب انھیں (انجام) معلوم ہو جائے گا''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس بات کی طرف تنبیہ کررہا ہے کہ دنیا کی نعمات اور لذتوں میں غرق ہونا لمبی امیدوں کا نتیجہ ہے اور یہ چیز کافروں کی سیرت و کردار کا حصہ ہے خدا کے نیک بندے اس چیز سے نفرت کرتے ہیں اور ہر ممکن طریقہ سے اس سے دور رہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں وارد ہونے والی روایات میں سے بعض کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں: حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:

" یا موسی لا تطول فی الدنیا املک فیقسو لذلک قلبک و قاسی القلب منی بعید " (الجواهر السنية فی الاحادیث القدسيه (ص / ۳۰)

یعنی: اے موسیٰ دنیا میں اپنی امیدوں کو طول نہ دو ایسا کرنے سے تمھارا دل سخت ہو جائے گا اور سخت دل والا مجھ سے دور ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ابوذر ؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" یا ابا ذر ایاک و التسویف باهلک فانک بیومک و لست بما بعده فان یکن لک غد فکن فی الغد، کما کنت فی الیوم و ان لم یکن غد لم تندم

www.kitabmart.in

علی ما فرطت فی الیوم، یا ابا ذر کم من مستقبل یوما لم یستکمله ومن منتظر غداً لم یبلغه، یا اباذر لو نظرت الی الأجل و مصیره لأبغضت الأمل و غروره، یا اباذر کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور۔ یا اباذر اذا أصبحت لا تحدث نفسک بالمساء واذا أمسیت فلا تحدث نفسک بالصباح"۔

یعنی: اے ابوذر! اپنے گھر والوں کے حقوق کی ادائیگی میں سستی نہ کرو، پس تم آج تو موجود ہو، آج کے بعد والے دن میں تم موجود نہ رہو گے اور اگر کل کا دن تمھیں میسر آجاتا ہے تو اس میں اسی طرح ہو جاؤ جیسے آج ہو، اور اگر تمھیں کل کا دن میسر نہیں آتا تو تمھیں اپنے آج کے دن میں کیے ہوئے عمل پر شرمندگی نہ ہوگی۔ اے ابوذر! نہ جانے کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کہ جو آنے والے دن کو پا تو لیتے ہیں لیکن اسے مکمل نہیں کر پاتے اور (نہ جانے کتنے ایسے لوگ ہیں کہ) جو کل کا انتظار کرتے ہیں لیکن کل کو نہیں پاتے۔ اے ابوذر! اگر تم موت اور اس کے انجام کو غور سے دیکھو تو (دنیا کی) امید اور اس کے دھوکے سے نفرت کرنے لگو گے۔ اے ابوذر! اس دنیا میں اس طرح ہو جاؤ کہ جیسے تم یہاں ایک مسافر اور راہ گیر ہو اور اپنے آپ کو قبروں میں رہنے والوں میں شمار کرو۔ اے ابوذر! جب تمھاری صبح ہو تو اپنے آپ کے ساتھ شام کے بارے میں باتیں نہ کرو اور جب تمھاری شام ہو جائے تو اپنے آپ کے ساتھ (آنے والی) صبح کے بارے میں باتیں نہ کرو"۔ (مکارم الاخلاق ص/۴۵۹)

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں:

www.kitabmart.in

" ان أخوف ما أخاف علیکم اثنتان اتباع الھوی و طول الامل فاما أتباع الھوی فیصد عن الحق و اما طول الامل فینسی الآخرۃ "۔

یعنی: میں تمہارے بارے میں جن چیزوں سے ڈرتا ہوں ان میں سے دو سب سے زیادہ خوفناک ہیں (۱) ہوا و ہوس کی پیروی (۲) اور لمبی امید۔ ہوا و ہوس حق سے روک دیتی ہے اور لمبی امید آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ (اصول کافی باب ہوا و ہواس کی اتباع)

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں:

" و اعلموا ان الأمل یسھی العقل و ینسی الذکر فاکذبوا الأمل فانہ غرور و صاحبہ مغرور "۔

یعنی: یاد رکھو امیدیں عقل کو غافل کر دیتی ہیں اور (خدا کی) یاد کو بھلا دیتی ہیں پس یہ امیدیں دھوکا باز ہیں اور امید رکھنے والا فریب خوردہ ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۸۶)

ایک روایت میں ہے کہ اسامہ بن زیدؓ نے ایک مرتبہ کسی حیوان کا ایسا بچہ خرید اکہ جو ابھی اپنی ماں کے پیٹ ہی میں تھا اور ایک ماہ کے بعد اس نے پیدا ہونا تھا۔ پس جب یہ بات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" الا تعجبون من اسامۃ المشتری الی شھر ان اسامۃ لطویل الأمل "۔

یعنی: کیا تمھیں اسامہ کے ایک ماہ بعد پیدا ہونے والے حیوان کے خریدنے پر تعجب نہیں ہوتا بے شک اسامہ طویل امیدیں رکھتا ہے۔ (کتاب بحار الانوار جلد ۷۳ ص ۱۶۶)

ایک کتاب میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ خدا کے دو صالح بندے بیٹھے آپس میں گفتگو کر

www.kitabmart.in

رہے تھے کہ گفتگو کے دوران ان میں سے ایک نے کہا: میں نے دنیاوی امیدوں کو اس طرح سے ختم کر رکھا ہے جب میں صبح کو اٹھتا ہوں تو مجھے شام تک اپنے زندہ رہنے کی امید نہیں ہوتی اور جب شام ہو جاتی ہے تو مجھے اپنے صبح تک باقی رہنے کی امید نہیں ہوتی ۔ یہ بات سن کر دوسرے شخص نے کہا: تم تو بہت لمبی امیدیں لگائے بیٹھے ہو میرا حال تو یہ ہے کہ جب میرا ایک سانس جسم میں داخل ہوتا ہے تو مجھے اس کے خارج ہونے کی امید نہیں ہوتی اور جب وہ خارج ہوتا ہے تو مجھے دوسرے سانس کے داخل ہونے کی امید نہیں ہوتی ۔ (کتاب آداب النفس جلد ۲ ص ۲۷)

بعض عارف افراد لمبی امیدوں سے آخرت کے بھول جانے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ: دنیا کے محبوب کاموں کے پورا ہونے کی امید ان کو ہمیشہ دیکھتے رہنے کا تقاضہ کرتی ہے اور ان کو ہمیشہ دیکھتے رہنا اور ان میں دلچسپی لینا آخرت کی زندگی اور آخرت میں پیش آنے والے حالات کو یاد نہ کرنے سے ہی ممکن ہے اور آخرت کو یاد نہ کرنا آخرت کو فراموش کر دینے کا سبب بنتا ہے ۔ لہذا اس طرح سے انسان آخرت کو فراموش کر کے شقاوت اور ابدی ہلاکت کا شکار ہو جاتا ہے ۔ (ریاض السالکین ص ۱۴۷)

بعض عارف افراد کا کہنا ہے کہ: لمبی امیدوں کی اصل وجہ دنیا کی محبت ہے پس جب انسان دنیا اور اس کی لذتوں سے مانوس ہو جاتا ہے تو اس کے لئے اس سے جدائی بہت مشکل ہو جاتی ہے اور وہ اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کی تمنا کرنے لگتا ہے اور اس موت کے بارے میں نہیں سوچتا کہ جو انسان کو اس دنیا اور اس کی لذتوں سے جدا کر دے گی کیونکہ انسان جب کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس چیز کے بارے میں سوچنے سے نفرت کرتا ہے کہ جو اس کی محبوب چیز کو ختم کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہو ۔ پس جو ہمیشہ اس دنیا میں رہنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر

www.kitabmart.in

اس چیز کو فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جو اس کی سوچ کے مطابق اس کو دنیا میں باقی رکھ سکتی ہے تو وہ ہمیشہ سوچوں ہی سوچوں میں ایسے اسباب اور وسائل مہیا کرنے میں غرق رہتا ہے کہ جو اسے دنیا میں مزید رکھ سکیں۔

جب انسان کی سوچ دنیا میں غرق ہو جائے تو اس کے ذہن میں موت اور آخرت کی یاد نہیں آتی اور اگر کبھی اس کے ذہن میں موت، آخرت، توبہ اور آخرت کے لئے نیک اعمال کرنے کی سوچ آ بھی جائے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی نہیں چند دن کے بعد یا چند ماہ کے بعد یا چند سال کے بعد یا فلاں کام کرنے کے بعد .....توبہ کرلے گا نیک اعمال کرلے گا، پس اس طرح کرتے کرتے اس کی جوانی ادھیڑ عمری کو پہنچ جاتی ہے ادھیڑ عمر میں پہنچنے کے بعد وہ کہتا ہے کہ جب بڑھاپا آجائے گا تو دنیا کو چھوڑ کر موت کے بعد کی زندگی کے لئے عبادت کریں گے لیکن جب وہ بوڑھا ہو جاتا ہے تو کہتا ہے بس یہ گھر کی تعمیر مکمل کرلوں، فلاں بیٹے یا بیٹی کی شادی کر لوں یا فلاں سفر سے واپس آجاؤں اور اس طرح سے توبہ میں سستی کرتا رہتا ہے اور توبہ کو ملتوی کرتا رہتا ہے ایک کے بعد دوسرا کام دوسرے کے بعد تیسرا کام ......اس کو توبہ سے دور کرتا رہتا ہے اور آخر کار اسی حالت میں ہی موت اسے گھیر لیتی ہے جب کہ وہ موت سے غافل ہوتا ہے اور موت کا استقبال کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا کیونکہ اس کا دل دنیا میں غرق ہوتا ہے لیکن موت اس کو ایک لحہ کی بھی مہلت نہیں دیتی اور ایک طویل حسرت اور بہت بڑی ندامت کے ساتھ وہ اس دنیا سے چلا جاتا ہے اور یہی سب سے بڑا خسارہ اور سب سے بڑی ہلاکت و بربادی ہے خدا ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

www.kitabmart.in

توبہ ہر ایک پر واجب ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر وہ شخص کہ جو معصوم نہیں ہے وہ زندگی کی راہ میں پڑے ہوئے گناہوں سے ٹھوکر کھانے سے محفوظ نہیں ہے عام انسان کبھی نہ کبھی کسی صغیرہ یا کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو ہی جاتا ہے، کم از کم یہ ضرور ہوتا ہے کہ عام انسان یا تو کسی صغیرہ گناہ سے ٹھوکر کھا کر گرتا ہے یا کسی گناہ کے ارتکاب کے بارے میں سوچتا ہے یہ ایک الگ بات ہے کہ خدا اپنی رحمت کے صدقے اس کو گناہ سے محفوظ رکھتا ہے لیکن گناہ کرنا یا اس کے ارتکاب کا سوچنا ایسی چیز ہے کہ جس سے انسان خدا کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور خدا کے غضب کا مستحق بن جاتا ہے۔ پس ہر وہ آدمی جو معصوم نہیں ہے وہ توبہ اور طلب مغفرت کا محتاج ہے اور کسی شخص کا یہ سوچنا بھی ایک بہت بڑا گناہ ہے کہ وہ گناہگار نہیں ہے اور نہ ہی اسے توبہ واستغفار کی ضرورت ہے۔

کوئی چاہے اپنے آپ کو کتنا ہی بے گناہ سمجھے کم از کم اتنا ضرور ہے کہ جس طرح سے خدا کی عبادت کرنے کا حق تھا اسے اس نے ادا نہیں کیا۔ پس ہم میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ خدا سے اپنی کوتاہیوں کی معافی طلب کریں بلکہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کا تو تقاضہ یہ ہے ہر انسان ہمیشہ خدا سے اپنے گناہوں، اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگتا رہے اور تا حیات طلب مغفرت میں مشغول رہے۔ خدا نے اپنے مخلص بندوں سے مغفرت اور بخشش کا وعدہ کر رکھا ہے لہذا ہمیں ہمیشہ طلب مغفرت کے ساتھ ساتھ خدا سے معافی و بخشش کی امید بھی رکھنی چاہیے۔

فقط خدا کی ذات ہی ایسی ہے کہ جو ہر قسم کی کمی اور نقص سے پاک اور منزہ ہے اور

www.kitabmart.in

جتنی بھی مخلوق ہے اس میں کوئی نہ کوئی نقص اور کوئی نہ کوئی کمی ضرور ہے لہذا ہر مخلوق اپنی اس کمی کی وجہ سے اس ذات کی طرف محتاج ہے کہ جو ہر نقص اور ہر عیب سے پاک ومنزہ ہے۔ پس ہر مخلوق اپنے اندر موجود کمی ونقص کو دور کرنے اور کمال کی عالی منزلوں کو حاصل کرنے کے لئے خالق کائنات کی محتاج ہے۔ مخلوق ہونے کے ناتے چاہے کوئی کتنا ہی بلند مرتبہ ہو جائے، چاہے کوئی کتنی ہی فضیلتوں اور عظمتوں کا مالک بن جائے اس کے اندر مختلف حوالوں سے موجود کمیاں اسے خدا کے دربار میں حاجت مندوں کے دائرہ میں رہنے پر مجبور کرتی ہیں انسان کے اندر مختلف نقائص کی موجودگی انسان سے ان نقائص سے خروج اور ان کے خاتمے کا تقاضہ کرتی ہے اور ان نقائص سے خروج انسان کے مسلسل خدا کے ساتھ تمسک، قدرتِ الٰہی سے نیازمندی اور رحمتِ خداوندی میں انجذاب کا تقاضہ کرتا ہے۔ پس جتنا زیادہ انسان کے اندر فضیلت کی کمی کا احساس جاگے گا اتنا زیادہ اسے عالی مراتب اور کمال کی منزلوں سے دوری کا احساس ہوگا اور جتنا زیادہ اس کے اندر عالی منزلت سے دوری کا احساس جنم لے گا اتنا ہی اس میں نہ ختم ہونے والی بلندیوں کے حصول کا شوق پیدا ہوتا چلا جائے گا اور اس سلسلہ میں وہ اپنے آپ کو مغفرت ورحمت کا زیادہ سے زیادہ محتاج قرار دے گا اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کے اولیاء ہر وقت طلبِ رحمت اور مغفرت کی دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں اور اس سلسلہ میں ان کے دل حزن وملال سے بھرے رہتے ہیں کیونکہ وہ طلبِ مغفرت ورحمت کے ذریعے جب بھی کسی نقص یا کمی سے باہر آتے ہیں یا کسی خاص منزلت کو حاصل کرتے ہیں تو ان کے اندر مزید عالی مراتب کے حصول کا شوق اور اپنے اندر کمیوں اور نقائص کا احساس اجاگر ہو جاتا ہے۔

ہمارے پاس بہت سی ایسی دلیلیں ہیں کہ جو ہر ایک پر طلبِ مغفرت کے وجوب پر

www.kitabmart.in

دلالت کرتی ہیں:

پس ارشادِ قدرت ہے: **﴿ وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ (سورة النور آیت ۳۱)**

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے''

ارشادِ ربانی ہے: **﴿ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا ﴾ (سورة هود آیت ۳)**

ترجمہ: ''تم اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو اور اس کے حضور توبہ کرو، وہ تم کو مقررہ وقت تک بہترین متاع سے نوازے گا۔

قرآن مجید میں فرمانِ الٰہی ہے: **﴿ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ﴾ (سورة هود آیت نمبر ۵۲)**

ترجمہ: ''اے قوم اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو، اور پھر اس کے حضور توبہ کرو، وہ تمہارے اوپر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا اور وہ تمہاری قوت میں اضافہ کرے گا اور تم مجرموں کی طرح منہ نہ پھیر لینا''

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: **﴿ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴾ (سورة هود آیت ۹۰)**

ترجمہ: ''اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو اور اس کے حضور توبہ کرو، بے شک میرا پروردگار بہت مہربان اور محبت کرنے والا ہے''

www.kitabmart.in

اگر چہ مندرجہ بالا آخری چار آیات گزشتہ امتوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں توبہ کے وجوب کا جو معیار و میزان اور نتیجہ بیان ہوا ہے اس میں تمام لوگ اور تمام امتیں شامل ہیں۔ ان آیات میں توبہ کے بدلے جس بہترین متاع اور اثاثے کا وعدہ کیا گیا ہے اور زمین میں جس بارش کا وعدہ کیا گیا ہے اس کے ہم سب محتاج ہیں ہم سب کو خدا تعالیٰ نے زمین پر پیدا کیا ہے اور ہماری زندگی کو اسی سے مربوط قرار دیا ہے پس ہم سب خدا کے لطف و کرم اور رحمت کے محتاج ہیں۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے: **﴿ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۷۴)**

ترجمہ: ''کیا وہ اللہ کے حضور توبہ نہیں کرتے اور اس سے مغفرت طلب نہیں کرتے اللہ تو بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

اس آیت میں توبہ اور طلب مغفرت کو ترک کرنے کے بارے میں انذار وارد ہوا ہے اور طلبِ رحمت و مغفرت کی تاکید کی گئی ہے اور توبہ نہ کرنے والوں پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے : **﴿ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴾(سورۃ توبہ آیت ۱۲۶)**

ترجمہ ''کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال ایک یا دو مرتبہ بلا میں مبتلا ہوتے ہیں اور پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ ہی (خدا کو) یاد کرتے ہیں''

اس آیت سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ انسان کو ہر سال کم از کم ایک یا دو مرتبہ کسی نا کسی امتحان میں مبتلا کرتا ہے اور اسے اپنی طرف متوجہ کرتا ہے تا کہ انسان پروردگار کو یاد کرے

www.kitabmart.in

اوراس کے حضورتو بہ کرلے اور یہ بات واضح رہے کہ اس آیت میں تمام انسانوں کو ہی مخاطب کیا گیا ہے اور یہ آیت مفہوم کے اعتبار سے عام ہے۔

ارشادِقدرت ہے :﴿فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ﴾(سورۃ توبہ آیت ۷۴)

ترجمہ:''پس اگر وہ اب بھی توبہ کرلیں تو یہ ان کے لئے سب سے بہتر ہے''

ایک اور جگہ فرمان الٰہی ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾(سورۃ تحریم آیت ۸)

ترجمہ:''اے ایمان والو! سچے دل سے اللہ کے حضور توبہ کرلو''

قرآن مجید میں بہت سی ایسی آیات بھی موجود ہیں کہ جو توبہ کرنے والوں کی مدح و تعریف کرتی ہیں اور ان کے بارے میں خدائی مغفرت کی ضمانت دیتی ہیں اور یہ بات توبہ کی ترغیب اور اس کو ترک کرنے کی مذمت کا تقاضہ کرتی ہے۔

ارشادِقدرت ہے:﴿ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۱۶۰)

ترجمہ:''سوائے ان لوگوں کہ جنھوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کرلی اور اس چیز کو واضح کیا (جس کو وہ چھپاتے تھے) پس یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کو میں (اللہ) معاف کروں گا اور میں بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں''

فرمانِ الٰہی ہے:﴿ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾(سورۃ توبہ آیت ۱۱۲)

www.kitabmart.in

ترجمہ: ''یہ لوگ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، خدا کی حمد وثناء کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور خدا کے قوانین کی حفاظت وپابندی کرنے والے ہیں (اے رسولؐ) ان ایمان والوں کو خوشخبری دے دو''

قرآن میں ہے: ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۸۹)

ترجمہ: ''سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی، بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''

ارشادِ قدرت ہے: ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (سورۃ النساء آیت ۱۴۶)

ترجمہ: ''سوائے ان لوگوں کے کہ جنھوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی اور خدا سے متمسک ہو گئے اور خدا کے لئے اپنے دین کو خالص کر لیا پس یہی وہ لوگ ہیں جو مومنین کے ساتھ ہیں''

ارشادِ ربُّ العزت ہے: ﴿وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (سورۃ اعراف آیت ۱۵۳)

ترجمہ: ''جن لوگوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا اور پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو بے شک تمہارا پروردگار اس کے بعد بہت بخشنے والا مہربان ہے''

فرمانِ قرآنی ہے: ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا

www.kitabmart.in

مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوا اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾

(سورۃ النحل آیت ۱۱۹)

ترجمہ: ''اس کے بعد تمھارا پروردگاران لوگوں کے لئے کہ جنھوں نے نادانی و جہالت کی وجہ سے گناہوں کا ارتکاب کیا اور پھر اس کے بعد توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی تو بے شک تمہارا پروردگار اس کے بعد بہت بخشنے والا مہربان ہے''

آیتِ قرآنی ہے: **﴿ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۲۲۲)**

ترجمہ: ''بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے''

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: **﴿ اَلَمْ يَعْلَمُوا اَنَّ اللهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَاَنَّ اللهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴾(سورۃ توبہ آیت ۱۰۴)**

ترجمہ: ''کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ان سے صدقات لے لیتا ہے اور بے شک اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے''

ان آیات کے علاوہ بھی بہت سی ایسی آیات ہیں کہ جو توبہ کے وجوب، اس کی اہمیت اور فوائد پر دلالت کرتی ہیں اور توبہ کرنے والوں کی فضیلت کو بیان کرتی ہیں۔

اسی طرح بہت سی ایسی روایات بھی ہیں کہ جن میں معصومین علیہم السلام نے توبہ کی اہمیت اور اس کے وجوب کو بیان کیا ہے ان میں سے فقط چند روایات کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

معاویہ بن وہب کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے

www.kitabmart.in

ہوئے سنا: "**اذا تاب العبد توبة نصوحا أحبه الله فستر عليه في الدنيا و الآخرة فقلت و كيف يستر عليه قال ينسي ملكيه ما كتبا عليه من الذنوب ويوحي الى جوارحه اكتمي عليه ذنوبه ويوحي الى بقاع الارض اكتمي ما كان يعمل عليک من الذنوب فيلقى الله حين يلقاه وليس شيء يشهد عليه بشيء من الذنوب**" ۔

یعنی: جب بندہ توبۃ النصوح (سچے دل سے توبہ) کرتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہوجاتا ہے پس اللہ دنیا وآخرت میں اس کے عیب چھپا دیتا ہے (معاویہ بن وہب کہتا ہے کہ) میں نے کہا: خدا کیسے اس کے گناہوں کو چھپاتا ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا اعمال لکھنے والے دونوں فرشتوں کو وہ گناہ بھلا دیتا ہے کہ جوانھوں نے اس کے بارے میں لکھے ہیں اس کے اعضاء و جوارح کو وحی کرتا ہے کہ اس کے گناہوں کو چھپا لو، زمین کے حصوں کو وحی کرتا ہے کہ یہ بندہ جن گناہوں کا تجھ پر ارتکاب کرتا تھا اسے چھپا دو۔ پس وہ بندہ خدا سے اس طرح ملاقات کرتا ہے کہ کوئی چیز بھی اس کے گناہوں کے بارے میں گواہی نہیں دیتی" (اصول کافی باب توبہ)

شیخ بہائیؒ کہتے ہیں کہ مفسرین "توبۃ النصوح" کی مختلف تفاسیر بیان کرتے ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱۔ **"توبۃ النصوح"** سے مراد ایسی توبہ ہے کہ جس کے بعد انسان میں ایسے آثار نمودار ہوں کہ جو دوسرے لوگوں کے لئے نصیحت بنیں اور انھیں بھی اس طرح توبہ کرنے کی دعوت دیں۔

www.kitabmart.in

۲۔ ''توبۃ النصوح'' سے مراد ایسی توبہ ہے کہ جو خود انسان کے لئے باعثِ نصیحت ہو اور اس کے ذریعے سے انسان گناہوں سے مکمل چھٹکارا حاصل کر لے اور دوبارہ کبھی بھی ان کا ارتکاب نہ کرے۔

۳۔ ''نصوح'' خالص کو کہتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے ''عسل نصوح'' یعنی: خالص شہد۔ تو اس اعتبار سے ''توبۃ النصوح'' سے مراد ایسی توبہ ہے کہ جو خالص خدا کی رضا کے لئے ہو اور گناہوں پر ندامت بھی جہنم کے ڈر سے نہ ہو بلکہ ندامت وشرمندگی اس لئے ہو کہ گناہ خدا کی ناراضگی کا باعث بنتے ہیں اور ان کا ارتکاب ذاتی طور پر ایک **قبیح عمل** ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ شیخ طوسی اپنی کتاب ''تجرید'' میں جہنم کے ڈر کی وجہ سے گناہوں پر ندامت کو توبہ شمار نہیں کرتے۔

۴۔ ''نصوح'' کا ایک معنی جوڑنا اور سینا بھی ہے پس ''توبۃ النصوح'' سے مراد ایسی توبہ ہے کہ جو گناہوں کی وجہ سے انسان کے دین میں ہونے والے شگاف ورخنہ کو ختم کرتی ہے اور توبہ کرنے والے کو اللہ کے اولیاء اور خدا کے محبوب افراد سے ملا دیتی ہے کہ جس طرح کوئی درزی کپڑے کے ایک ٹکڑے کو دوسرے ٹکڑے سے جوڑتا ہے۔

۵۔ ''النصوح'' اصل میں توبہ کرنے والے کی صفت ہے اور اس کو مجازی طور پر توبہ کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ پس اس اعتبار سے **''توبۃ النصوح''** سے مراد ایسی توبہ ہے کہ جو انسان کو کامل ترین نیک اعمال کرنے کی نصیحت کرے تاکہ اس کے ذریعے دل سے گناہوں کے آثار کو مکمل طور پر ختم کیا جاسکے اور گناہوں کے آثار کو دل سے مٹانے کے لئے ضروری ہے کہ انسان خود کو حسرت وافسوس کی چکی میں پیسے اور نیک اعمال کے نور سے گناہوں کی سیاہی کو مٹادے۔

www.kitabmart.in

اس سلسلہ میں ایک روایت میں مذکور ہے کہ جس میں ابی الصباح الکنانی کہتے ہیں :

سألت ابا عبد الله الصادق عن قول الله عزوجل : یا ایها الذین آمنوا توبوا الی الله توبة نصوحا ۔ قال یتوب العبد من الذنب ثم لا یعود فیه ۔

یعنی : میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کیا مراد ہے [اے ایمان والو! اللہ کے حضور توبۃ النصوح بجالاؤ] (سورہ تحریم آیت ۸) تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ: انسان گناہ سے اس طرح توبہ کرے کہ پھر دوبارہ کبھی اس کا ارتکاب نہ کرے ۔ (الکافی باب توبہ)

اسی آیت کے بارے میں محمد بن فضل نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: **یتوب من الذنب ثم لا یعود فیه و أحب العباد الی الله تعالی المفتنون و التوابون ۔**

یعنی : بندہ گناہ سے اس طرح توبہ کرے کہ پھر دوبارہ کبھی اس کا ارتکاب نہ کرے، اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ افراد ہیں کہ جو (جہالت سے) گناہ کرتے ہیں اور پھر توبہ کرلیتے ہیں ۔ (الکافی باب توبہ)

ابوبصیر کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اس آیت میں ''توبۃ النصوح'' سے کیا مراد ہے؟ **﴿ یَـآأَیُّهَـا الَّـذِیـنَ آمَنُـوا تُـوبُـوا إِلَـى اللهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾ (سورہ تحریم آیت ۸)**

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کے حضور توبۃ النصوح بجالاؤ''

تو امام علیہ السلام نے فرمایا: گناہ سے ایسی توبہ کہ پھر کبھی دوبارہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے ۔

www.kitabmart.in

ابوبصیر کہتا ہے کہ میں نے کہا: ہم میں سے کون ہے کہ جو دوبارہ اس کا ارتکاب نہیں کرتا؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اسے پسند کرتا ہے کہ جو گناہ کے بعد توبہ کرلے۔(الکافی باب توبہ)

قول باری تعالیٰ: **﴿فَمَنْ جَائَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ﴾ (سورة البقرہ آیت ۲۷۵)**

ترجمہ:: پس جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے موعظہ آیا اور وہ (گناہوں سے) باز رہا تو جو کچھ پہلے گزر چکا ہے وہ اس کے لئے (معاف) ہے۔

وہ روایات جو توبہ کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک صحیح السند روایت میں محمد بن مسلم کہتا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں موعظہ سے مراد توبہ وطلبِ مغفرت کی توفیق ہے۔(الکافی باب توبہ)

ہمارے لئے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ گناہ پر اصرار ہی گناہوں کی جڑ ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا واجب ہے۔ بندے کے نیک اعمال اس وقت تک قبول نہیں ہوتے جب تک وہ اپنے اندر خوفِ خدا اور تقویٰ پیدا نہیں کرلیتا۔

ارشادِ قدرت ہے: **﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾(سورة المائدہ آیت ۲۷)**

ترجمہ: خدا فقط صاحبانِ تقویٰ کے اعمال قبول کرتا ہے۔

ابوبصیر کہتا ہے کہ: "**سمعت ابا عبد الله يقول : لا و الله لا يقبل الله شيئا من طاعته على الاصرار على شيء من معاصيه**"۔

یعنی: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اس شخص

www.kitabmart.in

کے اطاعت کے طور پر کیے ہوئے کسی عمل کو قبول نہیں کرتا کہ جو کسی بھی گناہ پر اصرار کرتا ہے۔

(کتاب اصول الکافی ج۲ص/۲۸۸)

روایات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ گناہ کے بعد توبہ نہ کرنا بھی ایک گناہ ہے۔ شیخ کلینی اپنی کتاب الکافی میں جابر سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ **(سورة آل عمران آیت ۱۳۵)**

ترجمہ: :اور وہ اپنے کیے ہوئے (گناہوں) کا اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔

اس آیت کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: اس آیت میں اصرار سے مراد یہ ہے کہ انسان کوئی گناہ کرے اور اس کے بعد خدا سے مغفرت طلب نہ کرے اور نہ ہی اللہ کے حضور توبہ کرے پس ایسا کرنا ہی اصرار ہے۔

اگر کوئی شخص گناہِ صغیرہ کا مرتکب ہوتا ہے تو توبہ نہ کرنے کی وجہ سے وہ صغیرہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے اور امام علیہ السلام کے فرمان سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ توبہ وطلبِ مغفرت کا ترک کرنا ہی گناہوں کا اصرار ہے۔

شیخ کلینیؒ اپنی کتاب ''الکافی'' میں عبداللہ بن سنان سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

" لا صغيرة مع الاصرار ولا كبيرة مع الاستغفار "۔

یعنی: کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ اصرار سے چھوٹا نہیں رہتا اور بڑے سے بڑا گناہ طلب مغفرت سے بڑا نہیں رہتا۔ (کتاب الکافی باب گناہوں پر اصرار)

www.kitabmart.in

اگر کسی معمولی سے معمولی گناہ کو کمتر اور چھوٹا سمجھا جائے تو وہ بہت بڑا گناہ بن جاتا ہے اور کسی چھوٹے گناہ کو اہمیت نہ دینا انسان کو توبہ سے غافل کر دیتا ہے جس کی وجہ سے انسان اس گناہ کو بار بار کرتا ہے اور چھوٹا سا گناہ بہت بڑے گناہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور شاید اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:" **اتقوا المحقرات من الذنوب فانها لا تغفر قلت وما المحقرات قال الرجل يذنب الذنب فيقول طوبى لي لو لم يكن لي غير ذلك** " .

یعنی: گناہوں کو حقیر سمجھنے سے ڈرو کیونکہ اس کی بخشش نہ ہوگی ۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا: حقیر سمجھنے سے کیا مراد ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص گناہ کرے اور پھر کہے میری خوش قسمتی ہوگی اگر اس کے علاوہ میں نے کوئی گناہ نہ کیا (کتاب الکافی باب گناہوں کو حقیر سمجھنا)

اسی بات کی طرف حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں " **لا تستكثروا كثير الخير ولا تستقلوا قليل الذنوب فان قليل الذنوب يجتمع حتى يكون كثيرا و خافوا الله في السر حتى تعطوا من انفسكم النصف** " .

یعنی: زیادہ نیکیوں کو زیادہ نہ سمجھو اور کم گناہوں کو کم نہ سمجھو تھوڑے گناہ مل کر بہت زیادہ ہو جاتے ہیں اور تنہائی میں (گناہ کرنے سے) خدا سے ڈرو۔ (کتاب الکافی باب گناہوں کو حقیر سمجھنا)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں : **اياكم و المحقرات من الذنوب فان لكل شيء طالبا ألا وان طالبها يكتب ما قدموا و آثارهم و كل شيء احصيناه في امام مبين** .

www.kitabmart.in

یعنی: گناہوں کو حقیر و کمتر سمجھنے سے بچو بے شک ہر چیز کے بارے میں باز پرس کرنے والا موجود ہے اور ان (گناہوں) کی باز پرس کرنے والا ہر اس چیز کو لکھتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور جوان کی سیرت و کردار سے ظاہر ہوتی ہے اور ہم نے ہر چیز کو امام مبین کے قابو میں دے رکھا ہے۔ (کتاب الکافی باب گناہوں کو حقیر سمجھنا)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ: "**قال رسول الله (ص) من علامات الشقاء جمود العين و قسوة القلب و شدة الحرص في طلب الدنيا و الاصرار على الذنب**"۔

یعنی: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آنکھوں کا جمود، دل کی سختی، طلب دنیا کی حرص و لالچ اور گناہوں پر اصرار شقاوت کی علامات میں سے ہے۔ (وسائل الشیعہ باب ۴۸ من ابواب جہاد النفس حدیث ۲)

شیخ صدوقؒ سے منقول ہے کہ: "**الامام جعفر بن محمد عن ابيه قال قال رسول الله: من اذنب ذنبا وهو ضاحک دخل النار وهو باک**"۔

یعنی: امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد محترم جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص گناہ کرنے پہ ہنستا ہے تو وہ جہنم میں اس حالت میں ڈالا جائے گا کہ وہ رو رہا ہو گا۔ (وسائل الشیعہ باب ۴۸ من ابواب جہاد النفس حدیث ۵)

یہ بات واضح رہے کہ گناہ پر خوش ہونے سے گناہگار توبہ سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ توبہ کی بنیاد گناہ پر شرمندگی و ندامت ہے۔

شیخ کلینی لکھتے ہیں کہ معاویہ بن عمار کہتا ہے: "**سمعت ابا عبد الله يقول انه**

www.kitabmart.in

و اللہ ما خرج عبد من ذنب باصرار وما خرج عبد من ذنب الا باقرار " .

یعنی: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ خدا کی قسم! کوئی بندہ گناہ پر اصرار کرنے سے گناہ سے خارج نہیں ہوتا اور اسی طرح اعتراف جرم وگناہ کے بغیر کوئی بندہ گناہ سے خارج نہیں ہوسکتا۔ (کتاب الکافی باب گناہوں کا اعتراف اور ان پر ندامت۔ وسائل الشیعہ باب ۸۲ من ابواب جہاد النفس)۔

www.kitabmart.in

توبہ کرنے میں موانع اور رکاوٹیں

یہ بات واضح رہے کہ بہت سے ایسے موانع ہیں کہ جو انسان کے لئے توبہ کرنے میں رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں اور اسے زندگی کے فضول جھمیلوں میں پھنسائے رکھتے ہیں۔ بہت سی ایسی رکاوٹیں ہیں کہ جو توبہ کے راستہ میں سدّ راہ بن کر انسان کو گناہوں کی دلدل میں دھکیل دیتی ہیں اور انسان اپنی سرکشی میں تمام حدوں کو عبور کرتا چلا جاتا ہے اور مسلسل بے قیمت دنیا کی ظلمتوں میں بھٹکتا رہتا ہے یہاں تک کہ اچانک موت اس کے بھیانک انجام کا پیغام لے کر اس کے سامنے آجاتی ہے اپنے انجام اور موت کو دیکھتے ہی خدا سے توبہ کی مہلت مانگتا ہے لیکن توبہ کا وقت گزر چکا ہوتا ہے اور اسے ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر اس کے اصل ٹھکانے میں پہنچا دیا جاتا ہے اور ایسی صورتِ حال میں سوائے ابدی حسرت وافسوس کے کسی چیز کی گنجائش نہیں رہتی اور وہ انسان اس آیتِ قرآنی کا مصداق بن جاتا ہے:

﴿فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلاَ اَخَّرْتَنِي إِلَى اَجَلٍ قَرِيبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ اَجَلُهَا وَاللهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾(سورة المنافقون آیت ۱۰ ، ۱۱)

ترجمہ: پس وہ کہے گا: پروردگار تو مجھے تھوڑی سی مہلت کیوں نہیں دیتا کہ میں اس میں خیرات دوں اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاؤں ۔اور خدا کسی کی موت کا وقت آجانے کے بعد ہرگز اس میں تاخیر نہیں کرتا اور خدا تمھارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

جب انسان گناہ کر کے اپنے ہی اوپر ظلم کرتا ہے اور خدا کے لاگو کردہ قوانین کی

www.kitabmart.in

مخالفت کر کے اپنے ہی خالق وآقا کے خلاف بغاوت کرتا ہے اور ہمیشہ کے لئے اپنے خالق و مالک کے سامنے سرکشی کو اپنا وتیرہ بنالیتا ہے اور اسی حالت میں موت اچانک اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے تو وہ دنیا وآخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔

کبھی کبھی انسان اس سے بھی بڑی حالت میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ اس طرح سے کہ انسان توبہ اور اس کے وجوب کو یاد کرتا ہے اور اپنی سرکشی اور بغاوت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان امور کی طرف بھی متوجہ ہوتا ہے جو کسی گناہگار کی نجات کے لئے ضروری ہیں لیکن توبہ کرنے میں سستی کرتا ہے۔ پس توبہ اور اپنی سرکشی کی طرف متوجہ ہونے کے باوجود گناہوں کی دنیا میں مست رہنے والا انسان اس شخص سے بھی بدتر ہے کہ جو گناہوں کی غلیظ و ناپاک دلدل میں غرق ہے اور توبہ کی طرف متوجہ نہیں ہے۔ اگر چہ خدا تعالیٰ ہر شخص کو مختلف طریقوں سے ہدایت و توبہ کی طرف متوجہ کرتا رہتا ہے اور ہر انسان کے سامنے ایسی نشانیاں اور علامات رکھ دیتا ہے کہ جو اسے گناہوں اور سرکشی کے بھیانک انجام سے باخبر کرتی رہتی ہیں تا کہ ہر شخص کے اوپر خدا کی طرف سے اتمام حجت ہو جائے اور قیامت کے دن کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے تو ہدایت و توبہ کی طرف توجہ ہی نہیں دلائی گئی تھی۔

خدا کی طرف سے ہمیشہ انسان کو گناہوں کے انجام سے ڈرانے اور انسان پر اتمامِ حجت کے باوجود کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ جو توبہ کرنے سے انسان کو روکتی ہیں اور اس کے اندر سستی اور کاہلی پیدا کرتی ہیں یہاں تک کہ انسان ان موانع کی وجہ سے توبہ کئے بغیر ہی قبر کی تنگ، اندھیری اور خوفناک کوٹھری میں پہنچ جاتا ہے۔

کچھ موانع اور ان کے اسباب کو ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تا کہ ہم

www.kitabmart.in

سب ان موانع کی طرف متوجہ ہوں اور ان سے بچنے اور ان کو دور کرنے کی کوشش کریں خدا تعالیٰ ہم سب کو ان موانع سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

ا۔ توبہ سے روکنے والی سب سے بڑی چیز انسان کے ایمان میں کمزوری ہے خدا اور اس کے رسول اور قیامت کے دن پر ایمان وعقیدہ کی کمزوری ایسا مانع ہے کہ جو توبہ کے راستہ میں سدِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ضعفِ ایمان کی وجوہات میں سے سب سے اہم وجہ حرام غذا اور دنیا کی محبت ہے کہ جس کے استمرار کی وجہ سے کبھی کبھی انسان اس حالت تک جا پہنچتا ہے کہ وہ حقیقت میں مکمل طور پر ایمان سے خالی ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں اور مومنین میں شمار کرتا ہے لیکن اس کے دل سے ایمان کی خوشبو تک نہیں آتی، دینی رسومات اور شعائر کا مذاق اڑاتا ہے، دیندار لوگوں کی توہین کرتا ہے، انبیاء علیھم السلام اور معصومین علیھم السلام اور ان کے معجزوں اور کرامات میں شک کرتا ہے چاہے ان معجزوں اور کرامات والی روایات کی سند کتنی ہی معتبر کیوں نہ ہو، ایمان سے خالی شخص بہت سی دینی رسومات اور شعائر کو فضولیات اور خرافات سے تعبیر کرتا ہے، انھیں وقت ضائع کرنے کا سبب شمار کرتا ہے یا پھر مذہبی رسومات اور شعائر کو مسلمانوں کے درمیان تفرقہ بازی اور اختلافات کا سبب قرار دیتا ہے اور کبھی کبھی تو اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ معصومین علیہم السلام کی عصمت میں شک کرنے لگتا ہے یا پھر انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کو معصوم تو کہتا ہے لیکن ان کو عام انسانوں کی طرح سمجھتا ہے اور ان کے فرامین کو حجت سمجھنے سے انکار کرتا ہے، معصومین علیہم السلام کے بارے میں شعائر اور ان سے متعلق امور کو عام انسانوں

www.kitabmart.in

کے مقام و مرتبہ پر قیاس کرتا ہے مثلاً ایسا شخص معصومین علیہم السلام کی زیارت، مجالس عزا، ماتم ،عزاداری، گریہ اور ماتمی جلوسوں وغیرہ کو ختم کرنے یا کم از کم ان کی تعداد اور دورانیہ میں کمی کا مطالبہ کرتا ہے، حالانکہ دین، شریعت اور اسلام کے باقی رہنے کی بنیاد یہی امور ہیں۔

پس اس قسم کا شخص توبہ اور طلبِ مغفرت کی طرف مائل نہیں ہوتا کیونکہ اس کا دل قیامت پر ایمان سے خالی ہوتا ہے اگرچہ معاشرے اور لوگوں میں بدنامی کے ڈر سے کبھی کبھی وہ مومنین کے ساتھ مذہبی محافل و رسوم میں شرکت کرتا ہے اور ان کے ساتھ مل کر دعا بھی مانگتا ہے لیکن دعا پر اس کا ایمان نہیں ہوتا وہ دعا تو کرتا ہے مگر دعا کے مفہوم کو نہیں سمجھتا اور نہ ہی توبہ اور طلب مغفرت کی طرف توجہ دیتا ہے۔ پس اس طرح کے افراد ہی اصل میں منافق ہیں۔ اس قسم کے افراد کی طرف ارشادِ قرآنی اس طرح اشارہ کرتا ہے:

﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ○ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ﴾ (سورة منافقون آيت ٦، ٥)

ترجمہ: جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لئے مغفرت کی دعا کریں تو وہ اپنے سر کو موڑ لیتے ہیں اور تم ان کو دیکھو گے کہ وہ متکبرانہ انداز میں آنے سے رکے رہتے ہیں۔ ان کے لئے برابر ہے خواہ تم ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو یا تم ان کے لئے مغفرت کی دعا نہ کرو اللہ تعالیٰ انھیں ہرگز نہ بخشے گا۔

ان لوگوں کی حالتِ زار اور حقیقت کو قرآن اس طرح سے بیان کرتا ہے:

﴿ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾

www.kitabmart.in

(سورۃ المنافقون آیت ۳)

ترجمہ: اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ ایمان لائے اور پھر کافر ہو گئے (کفر کی وجہ سے) ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اور وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ اس قسم کے افراد تمام اسلامی معاشروں میں پائے جاتے ہیں اور کبھی کبھی تو ایسے افراد نے علماء کا لبادہ بھی اوڑھا ہوتا ہے۔

۲۔ توبہ کرنے میں دوسرا بڑا مانع دل پر گناہوں کی نہ ختم ہونے والی تہہ کا بن جانا ہے۔

جب انسان گناہوں میں غرق ہو جاتا ہے، حرام اور مشکوک غذا کھانے کو اپنا وتیرہ بنا لیتا ہے تو اسی سے ہی اس کا گوشت پوست پیدا ہوتا ہے اور اسی سے ہی اس کی ہڈیاں بھی مضبوط ہوتی رہتی ہیں جس کے نتیجہ میں اس کی تمام نورانی افکار اور نورانی صلاحیتوں کو مکمل طور پر اس کے گناہوں کی سیاہی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور جب خدا کی طرف سے مختلف طریقوں سے نصیحت، رہنمائی اور موت اور اس کی ہولناکیوں سے خبردار کرنے کے باوجود وہ انسان اپنی سرکشی اور خدائی قوانین توڑنے کی بغاوت میں مست رہتا ہے تو اس کا دل گناہوں سے سیاہ ہو جاتا ہے اور اس کے اندر ایمانی روح کمزور پڑ جاتی ہے۔

پس ارشادِ قدرت ہے: ﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾

(سورۃ المطففین آیت ۱۴)

ترجمہ: ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں کو ان کے (بُرے) اعمال کا زنگ لگ گیا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: ﴿ وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ﴾

www.kitabmart.in

(سورہ اعراف آیت ۱۴۶)

ترجمہ: اگر وہ سرکشی کا راستہ دیکھتے ہیں تو اس کو اختیار کر لیتے ہیں۔

پس جو لوگ سرکشوں، باغیوں اور خدائی قوانین توڑنے والوں کا راستہ اختیار کرتے ہیں تو وہ گناہوں کی دلدل میں دھنستے ہی چلے جاتے ہیں اور نہ تو ان کے دل ہی گناہوں سے بھرتے ہیں اور نہ انہیں گناہوں کی دلدل میں دھکیلنے والوں کو خدا کا خوف لاحق ہوتا ہے۔

ارشادِ قدرت ہے: ﴿وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ﴾

(سورۃ اعراف آیت ۲۰۲)

ترجمہ: ان کے (سرکش و گمراہ) بھائی انھیں گمراہی و سرکشی میں کھینچ رہے ہیں اور پھر وہ اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔

ان لوگوں کو نہ تو نصیحت کرنے والے کی نصیحت کوئی فائدہ دیتی ہے اور نہ ہی ان لوگوں پر کسی ڈرانے والے کا کوئی اثر ہوتا ہے۔

ارشادِ قرآنی ہے: ﴿ وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ ﴾

(سورۃ ہود آیت ۳۴)

ترجمہ: اگر میں تمہیں نصیحت کرنا چاہوں تو تم کو میری نصیحت کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی۔

پس اس قسم کے لوگ حقیقی طور پر توبہ اور طلبِ مغفرت کرنے والے مومنین کے ساتھ مل کر توبہ و استغفار تو کرتے ہیں لیکن یہ توبہ ارادہ اور دل کی گہرائیوں کی بجائے فقط زبان اور الفاظ تک ہی محدود ہوتی ہے اور اسے کوئی فائدہ نہیں دیتی کیونکہ جس شخص کا گوشت حرام سے بنا ہوا ہو اس کی توبہ کے بارے میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام فرماتے ہیں:

www.kitabmart.in

"ان تعمد الی اللحم الذی نبت علی السحت فتذیبه بالأحزان حتی تلصق الجلد بالعظم و ینشأ بینهما لحم جدید"۔

یعنی: جو گوشت حرام سے نشو ونما پاتا رہا ہے اس کو غم وحزن سے پگھلا دو یہاں تک کہ کھال ہڈیوں کے ساتھ مل جائے اور پھر سے ان دونوں کے درمیان نیا گوشت پیدا ہو۔ (نہج البلاغہ باب امیر المومنین کے منتخب اقوال ومواعظ میں سے "۴۱۷" کہ جس میں استغفار کے مفہوم کا بیان ہے اور اس کے بارے میں گفتگو پہلے گزر چکی ہے)۔

پس گناہوں کی کثرت کی وجہ سے دل پر زنگ لگ جانے اور گناہوں کے چنگل میں گرفتار ہونے کی وجہ سے توبہ کی طرف متوجہ نہ ہونے کا انجام نہایت بھیانک اور بڑا ہوتا ہے لیکن ایسا شخص اس بد بخت انسان سے پھر بھی بہتر ہوتا ہے کہ جو توبہ اور سرکشی و بغاوت کی طرف متوجہ ہونے کے باوجود بھی توبہ میں سستی کرتا ہے اور توبہ کرنے میں تاخیر کرتا رہتا ہے۔ جو شخص حرام غذا کھاتا ہے اگر اس کو وعظ ونصیحت کی جائے تو وعظ ونصیحت کے اس پر اثر انداز ہونے کا امکان بہت کم ہوتا ہے کیونکہ حرام غذا انسان سے نصیحت کو قبول کرنے کی صلاحیت سلب کر لیتی ہے۔

روایت میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب یزیدی فوج کو وعظ ونصیحت کرنا چاہی تو انھوں نے شور مچانا شروع کر دیا تا کہ امام حسین علیہ السلام کی گفتگو کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: تم شور مچا رہے ہو کہ تمھیں میری آواز سنائی نہ دے بے شک تمھارے شکم حرام سے بھر چکے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام جیسی عظیم ہستی کے وعظ ونصیحت کرنے کے باوجود یزیدی فوج

www.kitabmart.in

پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا کیونکہ حرام کھانے کی وجہ سے ان میں ہدایت کے حصول اور نصیحت کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہو چکی تھی یزیدی حکومت اور مختلف ذرائع سے ملنے والے مال حرام نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا تھا جس کی وجہ سے کوئی نصیحت ان پر کارگر نہ ہوئی ۔ یہی وجہ ہے کہ روایات میں معصومین علیہم السلام نے حرام مال تو ایک طرف ،مشکوک مال کھانے سے بھی سختی سے منع کیا ہے۔

اسی طرح سے گناہ کرنے والے اور دین وشریعت کے احکام کی پرواہ نہ کرنے والے اور علماءِ دین اور دیندار لوگوں کو مذاق کا نشانہ بنانے والے افراد کے ساتھ رہن سہن ، دوستی اور معاشرت کے نتیجہ میں بھی انسان اندر ہی اندر سے کھوکھلا ہو جاتا ہے اور اس کا دل سخت ہو جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس پر نصیحت اثر نہیں کرتی اور نہ ہی اس کا دل نصیحت وہدایت کو قبول کرتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں گناہ کرنے والے لوگوں کے ساتھ دوستی، اختلاط اور رہن سہن سے منع کیا گیا ہے اور ہمیں گانے بجانے ،لہوولعب اور باطل امور پر مشتمل محفلوں سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے اس قسم کی محفلیں برپا کرنے والے افراد دین وشریعت کو اہمیت نہیں دیتے جس کے نتیجہ میں ان کے ساتھ رہنے والے افراد بھی انہی کی مثل ہو جاتے ہیں۔

۳۔ توبہ سے دوری کا تیسرا سبب اور توبہ کرنے میں تیسرا مانع دل کا سخت ہونا ہے۔

جب انسان شریعت کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور گناہانِ صغیرہ کے ارتکاب سے اپنے آپ کو نہیں روکتا اور اسی حالت میں مستمر رہتا ہے تو خواہ وہ واجبات کو ادا کرتا ہو اور گناہان کبیرہ سے بھی دور رہتا ہو تب بھی ایک عرصہ گزرنے کے بعد اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور وعظ ونصیحت کا اس پر

www.kitabmart.in

اثر ختم ہو جاتا ہے اس کا دل خواہ نصیحت سننے کی طرف مائل بھی ہو وہ شخص وعظ و نصیحت کی محفلوں میں جاتا بھی ہو لیکن دل کی سختی اور سنگدلی کی وجہ سے وہ توبہ کی طرف مائل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی آنکھوں سے خوفِ خدا میں آنسو بہتے ہیں اور نہ ہی خدا کے ڈر سے اس کا دل لرزتا ہے۔ پس ایسا شخص دنیا کے حاصل نہ ہونے پر روتا ہے، اپنے اہل وعیال کے فوت ہو جانے پر تو گریہ کرتا ہے لیکن اس کی آنکھ کے کسی کونے میں بھی خدا کے خوف کی وجہ سے آنسو نہیں آتے اور نہ اس کے دل میں خدا کی نافرمانی پر حزن وملال پیدا ہوتا ہے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن اس طرح بیان کرتا ہے کہ: **﴿ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ﴾ (سورة البقره آیت ۷۴)**

ترجمہ: پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے جیسے پتھر یا اس سے بھی زیادہ سخت۔

ایک اور جگہ قرآن کہتا ہے: **﴿ وَلَٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ (سورة الانعام آیت ۴۳)**

ترجمہ: ''لیکن ان کے دل سخت ہو چکے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے خوبصورت بنا دیا ہے''

ارشادِ قرآنی ہے: **﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ﴾**

(سورة حدید آیت ۱۶)

ترجمہ: ''پس ان پر ایک لمبا عرصہ گزرا اور ان کے دل سخت ہو گئے''

فرمانِ قرآنی ہے: **﴿ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ﴾**

(سورة المائده آیت ۱۳)

www.kitabmart.in

ترجمہ: ''ان کے عہدتوڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پرلعنت کی اوران کے دلوں کوسخت کردیا''

سنگ دلوں کے بارے میں خدافرماتا ہے: ﴿**فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ**﴾ **(سورة الزمر آیت ۲۲)**

ترجمہ: ''بدبختی ہے ذکرخدا سے خالی سخت دل والوں کے لئے ۔

توبہ سے دوری کے تیسرے سبب میں مبتلا لوگ ان لوگوں سے بہتر ہیں کہ جو پہلے دو اسباب اورموانع کا شکار ہیں کیونکہ تیسرے مانع کا شکار شخص اگرخدااوراس کے رسول (ص) پر حقیقی اورسچاایمان رکھتا ہواوراس کے دل میں فرامین رسولؐ کے احترام کا گوشہ موجودہوتو رحمتِ خداوندی کےاس کے شامل حال ہونے کے پہلے دوگروہوں کی نسبت زیادہ امکانات ہوتے ہیں پس جب بھی حکمتِ الٰہی چاہتی ہے رحمت وہدایت اس شخص کوگھیر لیتی ہےاوروہ خوابِ غفلت سے بیدار ہوجاتا ہےاوروہ اپنی اصلاح کرنے کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے،اس کے اندر ایک انقلاب برپا ہوجاتا ہے اور وہ گناہوں کے اندھیروں سے نکل کر ہدایت کی روشنی میں آجاتا ہے جیسے جناب حرؓ نے خدا کی رحمت کےصدقے اس طرح سےتوبہ کی کہ رہتی دنیا تک ان کی توبہ نمونہ عمل رہے گی اورہر باشعورانسان ان کی توبہ کوخراج تحسین پیش کرتا رہے گا اوراسی طرح رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں توبہ کرنے والے اس شخص کا واقعہ آج بھی نمونہ عمل ہے کہ جو پہلے کفن چوری کیا کرتا تھا۔

۴۔توبہ سے روکنے والا چوتھا مانع دھوکہ اورخام خیالی میں مبتلا ہونا ہے۔

کبھی کبھی انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر دنیا میں بہت مہربان ہے پس

www.kitabmart.in

شیطان اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے اسے بغیر توبہ کے ہی معاف کر دے گا لہٰذا وہ انسان گناہوں اور سرکشی کی دلدل میں یہ سوچ کر دھنستا ہی چلا جاتا ہے کہ خدا اسے طلبِ مغفرت اور گناہوں کے کسی بھی کفارے کے بغیر ہی معاف کر دے گا ۔پس وہ شخص دنیا کی نعمات کے حصول کو اپنے اوپر خدا کی مہربانی اور رحمت قرار دیتا ہے اور توبہ کی طرف رخ نہیں کرتا حالانکہ یہ سب نعمات خدا کی طرف سے فقط ڈھیل ہیں جب کہ وہ آہستہ

آہستہ اپنے بھیانک انجام کی طرف سفر کر رہا ہے ارشادِ قدرت ہے: ﴿ **فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً** ﴾ **(سورة الانعام آیت ۴۴)**

ترجمہ: ''جب وہ ان باتوں کو بھول گئے جو انھیں یاد دلائی گئی تھیں تو ہم نے (امتحان کے طور پر) ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں سے خوشحال ہو گئے کہ جو انھیں دی گئی تھیں تو اچانک ہم نے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا''

بہت سی آیات میں گناہوں کی بخشش اور رحمتِ الٰہی کو توبہ اور طلبِ مغفرت کے ساتھ مشروط قرار دیا گیا ہے لیکن یہ لوگ اس بات سے غافل ہیں ۔

ارشادِ قدرت ہے: ﴿ **فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا** ﴾ **(سورة مريم آیت ۵۹ ، ۶۰)**

ترجمہ: ''پس ان لوگوں کے بعد ان کی جگہ ایسے افراد آئے کہ جنھوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور

www.kitabmart.in

خواہشات کی پیروی کی پس عنقریب یہ لوگ اپنی سرکشی (کے نتیجہ) سے جاملیں گے سوائے ان لوگوں کے کہ جنھوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے پس یہی وہ لوگ ہیں کہ جو جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَى أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴾ (سورۃ القصص آیت ٦٧)

ترجمہ: ''پس جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک اعمال سرانجام دیئے امید ہے کہ وہ فلاح پانے والوں میں سے ہوگا۔

ایک مقام پر ارشادِ ربانی ہے: ﴿ كَيْفَ يَهْدِي اللهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○ أُوْلَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ○ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ○ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾ (سورہ آل عمران آیت ٨٦ تا ٨٩)

ترجمہ: ''خدا اس گروہ کو کس طرح ہدایت دے کہ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور انھوں نے یہ گواہی بھی دی کہ رسول برحق ہے اور ان کے پاس واضح نشانیاں بھی آچکی ہیں اور خدا ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا، یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کی جزاء یہ ہے کہ ان پر خدا، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور وہ اس لعنت میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے ان کے عذاب میں نہ تو کمی کی جائے گی اور نہ ہی ان کو مہلت دی جائے گی سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی بے شک اللہ بہت بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔

www.kitabmart.in

اس آیت میں کافر ہونے سے ظاہری طور پر مراد اطاعتِ خدا سے خارج ہونا ہے عقیدہ اور ایمان کے اعتبار سے کافر ہونا نہیں ہے کیونکہ نبوت کے برحق ہونے کی گواہی اور عقیدے کے اعتبار سے کفر ایک انسان میں جمع نہیں ہو سکتے لہذا خدا کی اطاعت سے رخ موڑنے والا شخص اگر توبہ کر لے تو خدا کی رحمت اسے مایوس نہیں کرتی۔

ارشادِ قدرت ہے: **﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (سورۃ النحل آیت ۱۱۹)**

ترجمہ: ''پھر بے شک تمھارا پروردگار ان لوگوں کے لئے جنھوں نے جہالت و نادانی کی وجہ سے گناہوں کا ارتکاب کیا اور پھر اس کے بعد توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی تو بے شک تمھارا پروردگار اس کے بعد بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

روایت میں ہے کہ: اس شخص کی مانند نہ بنو جو بغیر عمل کے خدا کی رحمت کی امید لگائے بیٹھا ہے۔

۵۔ توبہ کرنے میں پانچواں بڑا مانع بعض مستحب اعمال کے بدلے میں کئے گئے اجر وثواب کے وعدے سے غلط فہمی کا شکار ہونا ہے۔

روایات میں بعض مستحبات کے بدلے میں بہت زیادہ ثواب اور جنت کا وعدہ کیا گیا ہے مثلاً امام حسین علیہ السلام کی زیارت، اہل بیت علیہم السلام کی عزاداری اور نماز شب وغیرہ کے بارے میں اجر وثواب کے حوالے سے بہت زیادہ روایات وارد ہوئی ہیں۔ بعض اوقات ان مستحبات کو انجام دینے والا شخص تکبر اور غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے اور گمان کرنے لگتا ہے کہ

www.kitabmart.in

گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی پس اس قسم کے بعض افراد ایسے مستحبات کو سرانجام دینے کے بعد گناہوں سے ہاتھ روک لیتے ہیں کہ جن مستحبات کے بارے میں اجرِ جزیل اور جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اور انہی مستحبات کو کافی سمجھتے ہوئے توبہ نہیں کرتے۔

بعض افراد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ مستحبات کے سرانجام دینے کے بعد جنت کو اپنی ملکیت سمجھ بیٹھتے ہیں اور ان کے دل کی شقاوت ان پر غالب آجاتی ہے اور وہ کوئی بھی گناہ کرتے ہوئے جھجک محسوس نہیں کرتے اور نہ توبہ کے لئے دست دعا بلند کرتے ہیں۔

پس اس قسم کے افراد اس بات سے غافل ہیں کہ خدا نے ان مستحبات کے انجام دینے کے بدلے میں اجر وثواب کا وعدہ تو کیا ہے لیکن اجر وثواب اسے ملے گا کہ جس سے اس کا عمل قبول کیا جائے گا اور اگر کسی کا عمل خدا قبول نہ کرے تو ثواب کی بجائے خدا کے عقاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿ **إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ** ﴾ **(سورة المائدہ آیت ۲۷)**

ترجمہ: بے شک خدا فقط متقین سے ہی (ان کے اعمال) قبول کرتا ہے۔

قرآن کی واضح آیت کے مطابق خدا تعالیٰ فقط متقی و پرہیز گار لوگوں کے اعمال کو ہی قبول کرے گا اور جو شخص توبہ جیسا اہم واجب کو ترک کردے وہ متقی نہیں ہوسکتا۔

۶۔ چھٹا مانع گناہوں کو چھوٹا و معمولی سمجھنا ہے۔

کبھی کبھی انسان شیطان لعین کے لئے آسان لقمہ بن جاتا ہے اور نفس امارہ اُسے دنیا و آخرت

www.kitabmart.in

کی ہلاکتوں میں دھکیل دیتا ہے ۔ پس انسان اپنے کیے ہوئے گناہ کو دوسرے لوگوں کے گناہوں سے چھوٹا سمجھتا ہے یا پھر اپنے گناہ کو خدا کی رحمت کے مقابلے میں معمولی چیز قرار دیتا ہے یا پھر وہ گمان کرتا ہے کہ میں نے فقط یہ گناہ ہی تو کیا ہے یا گناہوں کو حقیر ومعمولی حیثیت دیتا ہے اوراس بات سے غافل ہو جاتا ہے کہ اس کا گناہ کرنا ،خدائی قوانین کو توڑنا اور خدا کے بارے میں کتنی بڑی جسارت کرنا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ خدا کی اطاعت گزاری سے خارج ہو جاتا ہے اوراپنے خالق ومالک کے حق میں گستاخی کرنے والوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

زید شحام سے مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: " **اتقوا المحقرات من الذنوب فانها لا تغفر قلت وما المحقرات قال : الرجل یذنب الذنب فیقول طوبی لی لو لم یکن غیر ذلک** " .

یعنی: گناہوں کو حقیر ومعمولی سمجھنے سے پرہیز کرو حقیر ومعمولی سمجھے گئے گناہ معاف نہ ہوں گے۔ زید شحام کہتا ہے: میں نے کہا: حقیر سمجھنے سے کیا مراد ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ انسان کوئی گناہ کرے اور کہے میری خوش قسمتی ہوگی اگر اس گناہ کے علاوہ میں کوئی گناہ نہ کروں۔

(کتاب الکافی باب گناہوں کو حقیر سمجھنا)

سماعۃ بن مہران کہتا ہے کہ میں نے امام موسی کاظم علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "**لاتستکثروا کثیر الخیر ولا تستقلوا قلیل الذنوب فان قلیل الذنوب یجتمع حتی یکون کثیراً و خافوا اللہ فی السر حتی تعطوا من انفسکم النصف** " .

یعنی: زیادہ نیکیوں کو زیادہ نہ سمجھو اور تھوڑے گناہوں کو تھوڑا نہ سمجھو، بے شک تھوڑے گناہ مل کر

www.kitabmart.in

بہت زیادہ ہو جاتے ہیں چھپ کر گناہ کرنے سے ڈرو تا کہ تم اپنے آپ کے ساتھ انصاف کر سکو ۔(کتاب الکافی باب گناہوں کو حقیر سمجھنا)

شیخ کلینیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں: **"ان رسول الله نزل بارض قرعاء فقال لاصحابه ائتوا بحطب فقالوا یا رسول الله نحن بأرض قرعاء ما بها من حطب قال فليأت كل انسان بما قدر عليه فجاؤا به حتى رموا بين يديه بعضه على بعض فقال رسول الله هكذا تجتمع الذنوب ثم قال اياكم و المحقرات من الذنوب فان لكل شيء طالبا الا و ان طالبها يكتب ما قدموا و آثارهم و كل شيء احصيناه في امام مبين"** ۔

یعنی: (ایک سفر کے دوران) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسی زمین پر اترے کہ جو درختوں سے خالی تھی ۔پس آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: لکڑیاں لے کر آؤ ۔تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ہم درختوں سے خالی زمین پر ہیں اور اس میں لکڑیاں نہیں ہیں ۔تو آپؐ نے فرمایا: ہر ایک کو جتنی بھی ملتی ہیں لے آئے ۔پس اصحاب لکڑیاں لے آئے اور آپ کے سامنے لا کر ایک ڈھیر کی صورت میں ڈال دیں ۔تو آپؐ نے فرمایا: اس طرح سے گناہ جمع ہوتے ہیں پھر فرمایا: خبردار گناہوں کو معمولی سمجھنے سے بچو بے شک ہر چیز کے بارے میں باز پرس کرنے والا موجود ہے یاد رکھو ان گناہوں کی باز پرس کرنے والا ہر چیز کو لکھتا ہے کہ جو تم کر چکے ہو اور جو ان کے نتیجے میں ظاہر ہوا ۔اور ہم نے ہر چیز کے علم کو امام مبین میں رکھ دیا ہے ۔(کتاب الکافی باب گناہوں کو حقیر سمجھنا)

www.kitabmart.in

۷۔ توبہ میں ساتواں مانع انسان کی یہ سوچ ہے کہ اس کے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

بعض اوقات انسان اپنی نادانی یا کم فہمی کی بنا پر یا بعض روایات اور آیات کا غلط مفہوم سمجھنے کی بنا پر یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ جو گناہ وہ کرتا ہے وہ گناہانِ صغیرہ ہیں اور گناہانِ صغیرہ کے لئے توبہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آیت قرآنی ہے: **﴿ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ﴾(سورۃ النساء آیت ۳۱)**

ترجمہ: اگر تم نے بڑے گناہوں سے پرہیز کیا کہ جن سے منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے گناہوں کی پردہ پوشی کریں گے اور تمہیں باعزت مقام میں داخل کریں گے۔

پس کم فہمی کی بنا پر اس قسم کی آیات و روایات سے خام خیالی کا شکار ہو جاتا ہے اور درج ذیل دو باتوں سے یا تو غافل ہوتا ہے یا غافل بننے کی کوشش کرتا ہے۔

اول: گناہوں کا اصرار گناہانِ صغیرہ کو بھی گناہانِ کبیرہ بنا دیتا ہے۔ عبداللہ بن سنان سے مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "**لا صغیرة مع الاصرار ولا کبیرة مع الاستغفار**" (اصول کافی باب گناہوں پر اصرار)

یعنی: کوئی صغیرہ گناہ اصرار کے ساتھ صغیرہ نہیں رہتا (بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے) اور کوئی کبیرہ گناہ طلبِ مغفرت کے ساتھ کبیرہ نہیں رہتا (بلکہ معاف ہو جاتا ہے)۔

ایک اور مقام پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "**لا و اللہ لا یقبل اللہ شیئا من طاعته علی الاصرار علی شیء من معاصیة**" (اصول کافی باب گناہوں پر اصرار)

www.kitabmart.in

یعنی: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اس شخص کی کوئی اطاعت گزاری قبول نہیں کرتا جو کسی بھی گناہ پر اصرار کرتا ہے۔

دوم: اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اگر کوئی شخص گناہانِ کبیرہ سے پرہیز کرتا ہے تو اس کے صغیرہ گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ یہ شرط بھی عائد کی ہے کہ صغیرہ گناہوں کو ایسی صورت میں معاف کیا جائے گا جب وہ شخص صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اس آیت میں اصرار سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی گناہ کے ارتکاب کے بعد نہ تو مغفرت طلب کرے اور نہ ہی توبہ طلب کرے کہ جس آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۵)

ترجمہ: انھوں نے جو کیا تھا اس پر اصرار نہ کیا اور وہ جانتے ہیں (اصول الکافی باب گناہوں پر اصرار)

۸۔ توبہ میں آٹھواں بڑا اور اہم مانع رحمت الٰہی سے مایوس ہونا۔

ارشادِ قدرت ہے: **﴿ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ﴾ (سورۃ الزمر آیت ۵۳)**

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کا بخشنے والا ہے۔

بے شک خدا تمام گناہوں کا بخشنے والا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان خدا سے گناہوں کی مغفرت طلب کرے اور ان تمام کاموں کو سرانجام دے کہ جو توبہ اور مغفرت

www.kitabmart.in

کے لئے ضروری ہیں۔

آیتِ قرآنی ہے:﴿ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴾(سورة حجر آیت ۵۶)

ترجمہ:''سوائے گمراہوں کے پروردگار کی رحمت سے کون مایوس ہوسکتا ہے''

ارشاد ہوتا ہے:﴿ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴾

(سورة روم آیت ۳۶)

ترجمہ:''جب انھیں ان کے گزشتہ اعمال کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں''

آیتِ قرآنی ہے:﴿ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ﴾

(سورة فصلت آیت ۴۹)

ترجمہ:''جب اسے کوئی تکلیف چھوتی ہے تو وہ بالکل مایوس ہوجاتا ہے''

ایک اور مقام پر فرمانِ قرآنی ہے:﴿ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا ﴾(سورة الاسراء آیت ۸۳)

ترجمہ:''جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ مایوس ہوجاتا ہے''

کتاب ''عیون اخبار الرضا'' میں مذکور ہے کہ عبد اللہ بزاز نیشا پوری کہتا ہے کہ میرے اور حمید بن قحطبہ کے درمیان ایک تجارت تھی پس جب میں ایک مرتبہ رمضان میں اپنے ایک سفر سے لوٹا تو اس نے مجھے اپنے گھر بلایا۔ پس میں سفر کے لباس میں ہی اس سے ملنے کے لئے چلا گیا جب میں اس کے گھر داخل ہوا تو ظہر کا وقت ہو چکا تھا ایک کوزے میں پانی اور

www.kitabmart.in

طشت لایا گیا اس نے ہاتھ دھوئے اور مجھے بھی ہاتھ دھونے کے لئے کہالہذا میں نے بھی ہاتھ دھو لیے اور یہ بھول گیا کہ رمضان کا مہینہ ہے لیکن جب کھانا لایا گیا تو مجھے یاد آ گیا کہ یہ تو رمضان کا مہینہ ہے پس کھانے سے دور ہو کر بیٹھ گیا جس پر حمید نے کہا: تم کھانا کیوں نہیں کھا رہے ہوتو میں نے کہا: یہ رمضان کا مہینہ ہے اور میں نہ تو مریض ہوں اور نہ ہی مجھے کوئی اور عذر لاحق ہے کہ میں روزہ نہ رکھوں شاید تمھیں کوئی ایسا عذر لاحق ہے کہ جس کی وجہ سے تم کھانا کھا رہے ہواور روزہ نہیں رکھ رہے تو حمید نے کہا: میں نہ تو مریض ہوں اور نہ ہی مجھے کوئی عذر لاحق ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔جب وہ کھانا کھا چکا تو میں نے اس سے اس کے رونے کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا: جب ہارون رشید طوس میں تھا تو ایک رات اس نے مجھے بلایا پس جب میں اس کے پاس گیا تو اس کے قریب ایک شمع روشن تھی اور اس کے ساتھ ہی بغیر نیام کے سبز رنگ کی تلوار پڑی ہوتی تھی ۔جب ہارون نے مجھے دیکھا تو مجھ سے سوال کیا کہ تم میری کس طرح سے اطاعت کرتے ہو؟تو میں نے کہا: کہ اپنی جان اور مال کی قربانی کے ذریعے تمہاری اطاعت کرتا ہوں ۔یہ سنتے ہی ہارون نے مجھے واپس جانے کا حکم دیا ۔اس کے بعد ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس نے مجھے دوبارہ حاضر ہونے کا حکم دیا اس مرتبہ پھر اس نے وہی سوال کیا کہ تم میری اطاعت کس طرح سے کرتے ہو؟تو میں نے کہا: میں تمہاری اطاعت میں مال، جان اور اہل وعیال کی قربانی دے سکتا ہوں ۔تو میرا جواب سننے کے بعد اس نے مجھے واپس جانے کی اجازت دیدی ۔پھر تیسری مرتبہ اس نے اسی طرح سے مجھے بلایا اور مجھ سے وہی گزشتہ سوال کیا تو میں نے اسے کہا: میں مال، جان، اہل وعیال اور اپنے دین کی قربانی سے بھی تمہاری اطاعت میں گریز نہیں کرتا تو وہ میرا جواب سنتے ہی ہنسا اور

www.kitabmart.in

کہا یہ تلوار پکڑو میرا خادم جس جس کو قتل کرنے کا اشارہ کرے اس کو قتل کردو۔ پس میں نے تلوار لی اور خادم کے ساتھ چل دیا۔ پس اس خادم کے ساتھ میں ایک ایسے گھر کے دروازے پر آیا کہ جس کو تالا لگا ہوا تھا اس تالا کو کھولنے کے بعد جب ہم اس گھر میں داخل ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اس گھر کے درمیان میں ایک گڑھا ہے اور گھر میں چار کمرے ہیں کہ جن کے دروازوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔ پس اس خادم نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ اس کے اندر بیس افراد زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور وہ سب حضرت علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد سے تھے۔ خادم نے مجھے حکم دیا کہ ان سب کو قتل کردو پس وہ خادم ایک ایک سید کو لاتا اور میں اس کی گردن کاٹ کر اسے گڑھے میں ڈال دیتا جب میں ان سب کو قتل کر چکا تو خادم نے دوسرے کمرے کا دروازہ کھولا تو اس میں بھی پہلے کمرے کی طرح اولادِ رسولؐ کو زنجیروں میں پابند دیکھا۔ پس میں نے خادم کے حکم پر ان تمام کو بھی قتل کر کے گڑھے میں ڈال دیا۔ پھر خادم نے تیسرا دروازہ کھولا اس میں اولادِ رسولؐ کو پابند سلاسل پایا۔ خادم کے حکم کے مطابق جب میں تمام افراد کو قتل کر چکا تو آخر میں ایک بوڑھا بچ گیا تو جب میں اس کو قتل کرنے لگا تو اس نے مجھ سے کہا: جب قیامت کے دن میرے جدِّ امجد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھیں گے کہ تم نے میری اولاد میں سے ساٹھ افراد کو بغیر کسی جرم کے کیوں قتل کیا؟ تو تم ان کے سامنے کیا جواب دو گے؟ پس جونہی میں نے اس بوڑھے سید کی بات سنی تو میں گھبرا گیا جس پر اس خادم نے میری طرف غصے سے دیکھا تو میں نے اس کے ڈر کی وجہ سے اس بوڑھے کا سر بھی کاٹ کر گڑھے میں ڈال دیا۔ یہ سب کچھ بتانے کے بعد حمید کہتا ہے اب تم ہی بتاؤ جس شخص نے اولادِ رسولؐ سے ساٹھ افراد کو بے جرم قتل کیا ہو اسے نماز روزہ کیا فائدہ پہنچائے گا مجھے یقین

www.kitabmart.in

ہے کہ خدا مجھے نہیں معاف کرے گا اور میں ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا جاؤں گا یہی وجہ ہے کہ میں نے اس رمضان میں بھی روزہ نہیں رکھا۔

روایت میں ہے کہ جب حضرت امام رضا علیہ السلام خراسان تشریف لائے تو عبد اللہ نیشاپوری نے اس شخص کا پورا واقعہ اور اس کی خدا سے مایوسی کو امام علیہ السلام کے سامنے بیان کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: بدبختی و ہلاکت ہے اس کے لئے ۔ بے شک اس کا رحمت خدا سے مایوس ہو جانا ساٹھ سید زادوں کو قتل کرنے سے بڑا گناہ ہے۔

www.kitabmart.in

گناہان کبیرہ

ارشادِقدرت ہے:﴿ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ .....﴾(سورۃ النساء آیت ۳۱)

ترجمہ: جن بڑے بڑے گناہوں سے تمھیں روکا گیا ہے اگر تم ان سے اجتناب کرلو گےتو ہم تمھارے دوسرے چھوٹے گناہوں کو چھپا دیں گے۔

قرآن میں ارشاد ہے:﴿ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴾(سورۃ الشوری آیت ۳۷)

ترجمہ: ''جولوگ بڑے بڑے گناہوں اور بیہودہ باتوں سے اجتناب کرتے ہیں جب انھیں غصہ آتا ہےتو معاف کردیتے ہیں''

ارشادِقدرت ہے:﴿ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ﴾ (سورۃ النجم آیت ۳۲)

ترجمہ: ''جو لوگ گناہان صغیرہ کے علاوہ باقی تمام بڑے گناہوں اور بے ہودہ باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔بے شک تمہارا پروردگار (ان کے لئے)بہت وسیع مغفرت والا ہے''

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ گناہوں کی دوقسمیں ہیں بعض گناہ کبیرہ ہیں وربعض گناہ صغیرہ ہیں۔روایات اورآیات میں'' **سیـــــئة** '' گناہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چاہے وہ گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ۔لیکن مندرجہ بالا پہلی آیت میں'' **سیـــــئة** ''

www.kitabmart.in

گناہان کبیرہ کے مقابلے میں استعمال ہوا ہے لہذا اس آیت میں " **سیئة** " سے مراد گناہ صغیرہ ہے۔اسی طرح آیت قرآنی: **﴿ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ﴾(سورة الكهف آيت ۴۹)** بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ گناہوں کی دو قسمیں ہیں گناہانِ کبیرہ اور گناہانِ صغیرہ۔لیکن بعض علماء کا کہنا ہے کہ گناہوں کو صغیرہ اور چھوٹا و معمولی کہنا صحیح نہیں ہے ہر گناہ کا ارتکاب خدا کے حق میں بہت بڑی جسارت شمار ہوتا ہے لہذا ہر گناہ جسارت ہے اور خدا کے بارے میں ہر جسارت ذاتی طور پر بہت بڑا گناہ ہے پس اس اعتبار سے تمام گناہ کبیرہ ہیں اور گناہوں کو مذکورہ دو قسموں کی طرف تقسیم کرنا صحیح نہیں ہے۔

بہر حال شریعت مقدس کے بغیر گناہان صغیرہ اور گناہان کبیرہ کے درمیان فرق اور امتیاز کا جاننا ناممکن ہے لہذا سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ شریعت نے کس گناہ کو گناہانِ کبیرہ میں سے قرار دیا ہے اور پھر اس کے بعد بعض ان گناہان کبیرہ کو ذکر کرتے ہیں کہ جن سے اکثر اوقات انسان غافل ہوتا ہے بلکہ بعض دفعہ تو گناہ ہی تصور نہیں کرتا۔

گناہانِ کبیرہ کی علامات اور اس کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے آثار کے بارے میں روایات اور آیات بھری پڑی ہیں پس آیت کریمہ **﴿ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ﴾ (سورة نساء آيت ۳۱)** کی تفسیر کرتے ہوئے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ گناہان کبیرہ وہ ہیں کہ جن کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ جہنم واجب قرار دے دیتا ہے۔(کتاب الکافی باب گناہان کبیرہ)

جن روایات میں گناہانِ کبیرہ کو بیان کیا گیا ہے ان میں سے اکثر روایات میں گناہان کبیرہ کو اعداد و شمار کے اعتبار سے مختلف ذکر کیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تقریباً ہر

www.kitabmart.in

روایت میں موقع ومحل کے لحاظ سے گناہانِ کبیرہ میں سے فقط اہم اور واضح ترین گناہوں کو ہی بیان کیا گیا ہے۔ گناہانِ کبیرہ کے درمیان قباحت کے اعتبار سے مختلف مراتب ہیں لیکن ہم مراتب کا لحاظ رکھے بغیر ہی بعض گناہانِ کبیرہ کو ذکر کرتے ہیں خدا ہم سب کو ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے:

۱۔ کسی بے گناہ انسان کو قتل کرنا۔**۲**۔ والدین کی طرف سے عاق ہونا۔**۳**۔سود لینا۔**۴**۔جن علاقوں میں مومنین آزادی سے دینی احکام کو جان سکتے ہیں اور دینی شعائر کو آزادی سے انجام دے سکتے ہیں ان علاقوں کو چھوڑ کر ایسے علاقوں میں جانا جہاں پر اس قسم کی آزادی میسر نہ ہو۔**۵**۔زنا کرنا، روایت میں ہے کہ جو زنا کرتا ہے وہ دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔اسی طرح ہم جنس پرستی بھی مذموم ترین گناہ ہے۔**۶**۔یتیم کا مال کھانا۔**۷**۔اس حکمتِ عملی کے بغیر جہاد میں دشمن کے سامنے سے فرار اختیار کرنا کہ جس کی اجازت شریعت نے جہاد کے دوران دی ہے۔**۸**۔خدا کی رحمت سے مایوس ہونا۔**۹**۔اپنے آپ کو خدا کے غضب سے محفوظ سمجھنا۔**۱۰**۔خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔**۱۱**۔شراب پینا اور دوسری نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنا۔**۱۲**۔چوری کرنا۔**۱۳**۔خدا کا انکار کرنا۔**۱۴**۔نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، جہاد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، اہل بیتؑ سے محبت اور دشمنانِ اہل بیتؑ سے نفرت و بیزاری جیسے واجبات کو ترک کرنا۔**۱۵**۔جادو کرنا، جادو کی تعلیم حاصل کرنا یا کسی اور کو جادو سکھانا۔لیکن اگر کسی مظلوم سے ضرر کو دور کرنے کے لئے جادو کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔**۱۶**۔جھوٹی قسم اٹھانا پس جھوٹی قسم پہلے انسان کو گناہوں کی دلدل میں دھکیلتی ہے اور پھر جہنم کی آگ میں غرق کرتی ہے۔**۱۷**۔مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اس میں سے چوری کرنا۔**۱۸**۔جھوٹی گواہی

www.kitabmart.in

دینا۔**۱۹**۔گواہی نہ دینا، (شہادت کو چھپانا)۔**۲۰**۔وعدہ توڑنا۔**۲۱**۔عزیز وا قارب سے قطع تعلقی کرنا۔**۲۲**۔تکبر وغرور کرنا۔**۲۳**۔اعمال خیر میں ریا کاری کرنا۔**۲۴**۔برائی کا حکم دینا اور اچھائی سے روکنا۔**۲۵**۔جھوٹ بولنا۔**۲۶**۔ایسے عہد کی خلاف ورزی کرنا جس کو پورا کرنا واجب ہے۔**۲۷**۔خیانت کرنا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جھوٹ، وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت کرنا کفر کی پہلی سیڑھی ہے۔

۲۸۔فحش اور بیہودہ گفتگو کرنا۔**۲۹**۔بدزبان ہونا اور کسی مومن کو حقیر سمجھنا۔**۳۰**۔کسی مومن پر لعنت کرنا۔**۳۱**۔بخل کرنا۔**۳۲**۔غیبت کرنا اور غیبت سے مراد یہ ہے کہ کسی مومن کی عدم موجودگی میں اس کے کسی عیب کو بیان کرنا یا اس کے بارے میں ایسی بات کرنا جو اسے ناپسند ہو۔روایت میں ہے کہ غیبت زنا سے بھی بڑا گناہ ہے۔**۳۳**۔چغل خوری کرنا، دو مومنوں کو آپس میں لڑانا۔**۳۴**۔خدا کی شریعت، قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام کی سنت میں سے کسی چیز کی اپنی طرف سے کمی یا زیادتی کرنا۔**۳۵**۔نا اہل کا سرداری اور قیادت چاہنا۔**۳۶**۔اسلامی مقدسات کی توہین کرنا۔**۳۷**۔دینی کاموں کے ذریعے دنیا کے اموراور اشیاء کو حاصل کرنا۔**۳۸**۔تعصب، قوم پرستی اور لسان پرستی کرنا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:"**من تعصب او تعصب له فقد خلع ربقة الایمان من عنقه من تعصب عصبه الله بعصابة من النار**" **(کتاب الکافی باب عصبیت)**

یعنی: جو شخص بھی تعصب کرے یا جس کی خاطر تعصب کیا جائے اس کے گلے سے قلادہ ایمان

www.kitabmart.in

نکل جاتا ہے (یعنی وہ دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے) خدا اسے جہنم کی آگ میں لپیٹ دے گا۔

۳۹۔عجب وخودپسندی میں مبتلا ہونا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "**من دخله العجب هلک**" (کتاب الکافی باب عجب)

یعنی: جس کے اندر خودپسندی داخل ہوئی وہ ہلاک ہو گیا۔

خودپسندی کے مختلف طریقے ہیں مثلاً کوئی اپنے برے عمل کو بھی اچھا تصور کرے اور اسے پسند کرے اور یہ گمان کرے کہ اس نے ایک اچھا عمل سرانجام دیا۔یا پھر کوئی اپنے نیک عمل کو بہت بڑا سمجھے، اس کے کرنے پر فخر کرے اور دوسروں کو بتائے کہ میں نے فلاں اچھا کام کیا ہے۔یا پھر انسان اپنے بارے میں یہ سمجھے کہ وہ کوتاہی نہیں کرسکتا۔

۴۰۔خدائی قوانین سے سرکشی کرنا۔حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام فرماتے ہیں: "**ايها الناس ان البغی يقود اصحابه الی النار**" (کتاب اصول الکافی باب البغی)

یعنی: اے لوگو! خدائی قوانین سے سرکشی لوگوں کو جہنم کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

۴۱۔کسی پر ظلم کرنا۔روایت میں ہے: "**ان الظلم ثلاثة ظلم يغفره الله و ظلم لا يغفره الله و ظلم لا يدعه الله فاما الظلم الذی لا يغفره فالشرک و اما الظلم الذی يغفره فظلم الرجل نفسه فيما بينه و بين الله و اما الظلم الذی لا يدعه فالمداينة بين العباد**" (کتاب اصول الکافی باب ظلم)

یعنی: ظلم تین طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جسے اللہ بخش دے گا دوسرا وہ جسے اللہ نہیں بخشے گا اور تیسرا

www.kitabmart.in

وہ ہے جس کو اللہ (فیصلہ کئے بغیر) نہ چھوڑے گا۔ پس وہ جرم جو اللہ نہ بخشے گا وہ شرک ہے اور جو ظلم خدا معاف کر دے گا وہ انسان کا اپنے آپ پر ان معاملات میں ظلم ہے جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہیں اور وہ ظلم جس کو (فیصلہ کئے بغیر) نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ظلم و بے انصافی کرنا ہے۔

۴۲۔ کسی مومن کے ساتھ دھوکہ اور مکر و فریب کرنا۔

۴۳۔ کسی کا دو زبانوں والا ہونا اور مومنین کے ساتھ دوغلی پالیسی اختیار کرنا۔ روایت میں ہے:

" من لقي المسلمين بوجهين و لسانين جاء يوم القيامة وله لسانان من النار "

(كتاب اصول الكافي باب ذى اللسانين)

یعنی: جو شخص مسلمانوں کے ساتھ دو رخی پالیسی اور دوغلی زبان سے پیش آتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ (اس کے منہ میں) آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

۴۴۔ مومنین کو اذیت پہنچانا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام: فرماتے ہیں" **يقول الله عزوجل ليأذن بحرب مني من آذى عبدى المؤمن و ليأمن غضبي من اكرم عبدى المؤمن** " (کتاب الکافی باب مسلمانوں کو اذیت دینا اور انھیں حقیر سمجھنا)۔

یعنی: جس شخص نے میرے کسی مومن بندے کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ سے جنگ پر آمادگی ظاہر کی اور جس نے کسی میرے مومن بندے کی عزت کی وہ میرے غضب سے محفوظ ہو گیا۔

۴۵۔ کسی مومن کو حقیر اور پست سمجھنا۔

۴۶۔ کسی مومن کی اہانت کرنا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:" **من اهان لي وليا فقد ارصد لمحاربتي و انا أسرع شيء لنصرة اوليائي**

www.kitabmart.in

''(کتاب اصول الکافی باب مسلمانوں کواذیت دینااورانھیں حقیر سمجھنا)۔

یعنی: جس نے میرے دوست (مومن) کی توہین کی گویا وہ مجھ سے جنگ کے لئے آمادہ ہوا اور میں اپنے دوستوں (مومنوں) کی مدد سب سے جلدی کرتا ہوں۔

۴۷۔کسی کے نسب سے بیزاری ظاہر کرنا۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''کفر باللہ من تبرأ من نسب و ان دق ''(کتاب اصول الکافی باب الاتقاء)

یعنی: اس شخص نے خدا سے کفر کیا جس نے کسی کے نسب سے بیزاری ظاہر کی اگر چہ وہ نسب ضعیف ہی ہو۔

۴۸۔کسی مومن کے عیب اور خامی کو تلاش کرنا۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: **" اقرب ما یکون العبد الی الکفر ان یواخي الرجل علی الدین فیحصي علیه عثراته وزلاته لیعنفه بها یوما ما "** ۔یعنی: بندے کا کفر کے سب سے قریب ترین ہونا یہ ہے کہ وہ کسی کو دین کی بنا پر بھائی بنائے اور پھر اس کی غلطیوں اور لغزشوں کو شمار کرے تا کہ ان کے ذریعے کسی دن اس پر ظلم کرے۔(کتاب اصول الکافی ج ۲ ص ۳۵۴)

ایک مقام پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **" یا معشر من اسلم بلسانه ولم یخلص الایمان الی قلبه لا تذموا المسلمین ولا تتبعوا عوراتهم فانه من تتبع عوراتهم تتبع الله عورته ومن تتبع الله تعالیٰ عورته یفضحه ولو في بیته "** .

یعنی: اے وہ لوگو جو فقط زبان سے اسلام لائے ہو اور ایمان جن کے دل میں نہیں اترا! مسلمانوں کی مذمت نہ کرو، اور نہ ہی ان کے عیب تلاش کرو جو شخص مسلمانوں کے عیب تلاش کرتا ہے، خدا اس کے عیبوں کو ظاہر کر دیتا ہے اور خدا جس کے عیبوں کو ظاہر کرتا ہے اسے ذلیل

www.kitabmart.in

ورسوا کر دیتا ہے چاہے اپنے گھر ہی میں ہو۔(**کتاب اصول الکافی باب من طلب عثرات المومنین وعوراتھم**)

۴۹۔کسی مومن کو برا بھلا کہنا اور اس کی سرزنش و ملامت کرنا۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:"**من عير مؤمنا بذنب لم يمت حتى يركبه**"(**کتاب اصول الکافی باب التعییر**)یعنی: جو کسی مومن کی گناہ پر ملامت کرے وہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اس کا ارتکاب نہ کرلے۔

۵۰۔کسی مومن کی برائی کے بارے میں دوسروں کو بتانا۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:"**من اذاع فاحشة كان كمبتدئها و من عير مؤمنا بشي لم يمت حتى يركبه**" (**اصول الکافی باب التعییر**)

یعنی: جس نے کسی برائی کی نشر واشاعت کی گویا کہ اس نے اس برائی کا ارتکاب کیا اور جو کسی مومن کی کسی شے کی وجہ سے ملامت و سرزنش کرے وہ شخص اس شے کا ارتکاب کئے بغیر نہیں مرتا۔

۵۱۔کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کرنا جو بات اس مومن کی کم عقلی، بیوقوفی اور کمزور رائے پر دلالت کرے۔یہ بات واضح رہے کہ مشورے کا مورد اس سے خارج ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی سے مل کر تجارت کرنا چاہتا ہے اور اس کے بارے میں کسی سے مشورہ لیتا ہے تو مشورہ دینے والے کے لئے جائز ہے کہ اگر وہ شخص نا اہل ہے تو اس کی نا اہلی کو بیان کرے۔

لیکن مشورہ کے علاوہ کسی کے بارے میں ایسی بات کرنا حرام ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:"**من روى على مؤمن رواية يريد بها**

www.kitabmart.in

شینه وهدم مروته لیسقط فی أعین الناس اخرجه الله من ولایته الی ولایة الشیطان فلا یقبله الشیطان " ۔

یعنی: اگر کوئی شخص کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کرتا ہے کہ جس کے ذریعے وہ اس کی کم عقلی کا اظہار اور اس کی مروت وعزت کو برباد کرنا چاہتا ہے تا کہ لوگوں کی نظروں میں وہ گر جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اپنی ولایت و دوستی سے نکال کر شیطان کی ولایت میں داخل کر دیتا ہے اور شیطان بھی اسے قبول نہیں کرتا۔ (کتاب اصول الکافی باب الروایۃ علی المومن)۔

۵۲۔ کسی مومن کے کسی مصیبت ومشکل میں گرفتار ہونے پر خوشی کا اظہار کرنا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: " **لا تبد الشماتة لأخیک فیرحمه الله و یصیرها الله بک**

قال علیه السلام : من شمت بمصیبة نزلت باخیه لم یخرج من الدنیا حتی یفتتن " ۔

یعنی: اپنے (مومن) بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو ورنہ اللہ اس پر رحم کرے گا اور اس مصیبت میں تمھیں مبتلا کردے گا۔

امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا: جو شخص کسی مومن بھائی کی مصیبت پر خوش ہوتا ہے تو اللہ ایسے شخص کو دنیا سے نہیں اٹھاتا جب تک کہ اسے اس مصیبت میں مبتلا نہ کرے۔ (کتاب اصول الکافی باب الشماتۃ)

۵۳۔ کسی مومن کو گالی دینا۔ گالی سے مراد یہ ہے کہ کسی کو ایسے قبیح الفاظ سے پکارنا کہ جن میں فحاشت نہ ہو مثلاً کسی کو کتا، خنزیر، بخیل یا حقیر وغیرہ کہنا اور اگر کسی کے بارے میں فحاشت پر مبنی

www.kitabmart.in

الفاظ استعمال کئے جائیں تو یہ اس سے بھی بڑا جرم ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "**سباب المؤمن فسوق و قتاله کفر و اکل لحمه معصیة و حرمة ماله کحرمة دمه**" (**کتاب اصول الکافی باب السباب**)۔

یعنی: مومن کو گالی دینا فسق وفجور ہے مومن سے جھگڑا کفر ہے اور اس کے مال کا احترام اس کے خون کے احترام کی طرح لازم ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک دوسرے کو گالیاں دینے والے دو افراد کے بارے میں فرمایا: **البادی منهما اظلم، ووزره ووزر صاحبه الیه مالم یعتذر الی المظلوم**" (**کتاب اصول الکافی باب السباب**)۔

یعنی: ان دونوں میں سے (گالی کی) ابتداء کرنے والا زیادہ ظالم ہے اور اس کا اور دوسرے کا گناہ اس پر ہوگا جب تک وہ مظلوم سے معافی نہ مانگ لے۔

۵۴۔ کسی مومن پر تہمت لگانا۔ تہمت سے مراد یہ ہے کہ کسی مومن کے بارے میں کسی ایسے برے کام کا شک کرنا یا اس کے بارے میں ایسے برے کام کا یقین رکھنا کہ جو شرعی اعتبار سے ثابت نہ ہو یا کسی مومن کی طرف کسی برے کام کی جھوٹی نسبت دینا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "**اذا اتهم المؤمن اخاه انماث الایمان من قلبه کما ینماث الملح فی الماء**" (**کتاب اصول الکافی باب تہمت اور سوء ظن**)۔

یعنی: جو اپنے مومن بھائی پر تہمت لگاتا ہے اس کے دل سے ایمان اس طرح ختم ہو جاتا ہے کہ جس طرح نمک پانی میں۔

ایک اور مقام پر امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "**من اتهم اخاه فی**

www.kitabmart.in

دینہ فلا حرمة بینهما ''(کتاب اصول الکافی باب تہمت اور سوء ظن)۔

یعنی: اگر کوئی اپنے دینی بھائی پر تہمت لگاتا ہے کہ تو ان دونوں کے درمیان احترام وحرمت باقی نہیں رہتی۔

۵۵۔ کسی مومن کے بارے میں بدگمانی رکھنا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ضع امر اخیک علی أحسنه حتی یأتیک ما یغلبک منه و تظنن بکلمة خرجت من اخیک سوء ا و انت تجد لها فی الخیر محملاً۔ (کتاب اصول الکافی باب تہمت اور سوء ظن)۔

یعنی: اپنے مومن بھائی سے نیکی کے ساتھ پیش آؤ یہاں تک کہ اس سے تمھارے بارے ایسا فعل سرزد ہو جو تمھیں عاجز بنا دے اور تمھارا بھائی جو بات بھی کرے اس سے اس وقت تک بدگمانی وسوءِ ظن نہ کرنا جب تک اس بات کی کوئی نہ کوئی نیک واچھی تاویل موجود ہے۔

فرمان قرآنی ہے: ﴿ **إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ** ﴾ **(سورة انعام آیت ۱۱۶)**

ترجمہ: وہ تو فقط گمان وخیال کی پیروی کرتے ہیں اور اندازوں پہ بات کرتے ہیں۔

قرآن میں ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے ﴿ **إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ** ﴾ **(سورة انعام آیت ۱۴۸)**

ترجمہ: تم تو صرف گمان وخیال کی پیروی کرتے ہو اور فقط اندازوں کی باتیں کرتے ہو۔

۵۶۔ گناہوں کو حقیر ومعمولی سمجھنا۔ اگر کوئی شخص کسی معمولی سے معمولی گناہ کو بھی معمولی گناہ و نافرمانی قرار دے تو یہ معمولی سا گناہ بھی خدا کی نظر میں بڑا شمار ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح اگر

www.kitabmart.in

کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میں نے فقط تھوڑے سے ہی گناہ کئے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "**اتقوا المحقرات من الذنوب فانها لا تغفر**"، یعنی: گناہوں کو حقیر سمجھنے سے بچو ان کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ تو راوی نے امام علیہ السلام سے کہا: گناہوں کو حقیر سمجھنے سے کیا مراد ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: **الرجل یذنب الذنب فیقول : "طوبی لی لو لم یکن لی غیر ذلک"** (کتاب اصول الکافی باب گناہوں کو حقیر سمجھنا)۔ یعنی: میری خوش قسمتی ہوگی اگر میں اس گناہ کے علاوہ کوئی گناہ نہ کروں۔

ایک روایت میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: "**لا تستقلوا قلیل الذنوب فان قلیل الذنوب یجتمع حتی یکون کثیرا**" (کتاب اصول الکافی باب گناہوں کو حقیر سمجھنا)۔ یعنی: اپنے تھوڑے گناہوں کو کم نہ سمجھو، کیونکہ تھوڑے گناہ مل کر بہت زیادہ ہوجاتے ہیں۔

۵۷۔ گناہوں پر اصرار اور بار بار گناہوں کا ارتکاب کرنا اور توبہ نہ کرنا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "**لا صغیرة مع الاصرار**" یعنی: چھوٹا سا گناہ بھی اصرار کے ساتھ چھوٹا نہیں رہتا۔ (بلکہ بڑا شمار ہوتا ہے) (اصول الکافی باب گناہوں پر اصرار)۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: "گناہ پر اصرار سے مراد یہ ہے کہ انسان کوئی گناہ کرے اور پھر اس کی خدا سے معافی نہ مانگے اور نہ ہی توبہ کرے۔ (کتاب اصول الکافی باب گناہوں پر اصرار)۔

www.kitabmart.in

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "**لا و اللہ لا تقبل اللہ شیئا من طاعتہ علی الاصرار علی شیء من معاصیۃ**" (اصول الکافی باب گناہوں پر اصرار) یعنی: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اس بندے کی کوئی اطاعت وفرمانبرداری قبول نہیں کرتا جو کسی بھی گناہ پر اصرار کرتا ہے۔

۵۸۔کسی پر زنا یا ہم جنس پرستی کی تہمت لگانا۔

۵۹۔لوگوں کو زنا کرنے یا ہم جنس پرستی کے لئے اکٹھا کرنا اور ان کے درمیان رابطے اور واسطے کا کام کرنا۔

www.kitabmart.in

جن گناہوں سے انسان غافل رہتا ہے

کچھ گناہ ایسے بھی ہیں کہ جن سے انسان غافل ہوتا ہے انسان ان گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے لیکن غفلت کی وجہ سے اسے اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ وہ گناہ کا ارتکاب کررہا ہے۔اس قسم کے گناہ بہت ہیں لیکن ہم ان میں سے چند گناہوں کو ذکر کرتے ہیں:

ا۔فرائض کی مکمل ادائیگی کا گمان کرنا: بعض اوقات انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ذمہ جو واجبات تھے اس نے انھیں ادا کردیا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ وہ مکمل طور پر ان واجبات سے بری الذمہ ہے اب ان واجبات اور فرائض کے بارے میں اس سے سوال و جواب اور مواخذہ نہ ہوگا۔لیکن اس قسم کا گمان وخیال کرنا بھی گناہ ہے چاہے ایسا خیال وگمان فقط کسی ایک عمل کے بارے میں ہو یا اس کے تمام اعمال کے بارے میں، خواہ کسی چھوٹے عمل کے بارے میں ہو یا کسی بڑے عمل کے بارے میں۔جو بھی یہ گمان کرتا ہے کہ اس نے خدا کی طرف سے لاگو کردہ ذمہ داری کو ادا کرنے کا مکمل حق ادا کردیا ہے وہ گناہگار ہے کیونکہ کسی میں بھی اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ وہ خدا کی عبادت کا مکمل حق ادا کرسکے اور نہ ہی کسی میں اتنی لیاقت ہے کہ وہ خدا کی مکمل فرمانبرداری کا پورا حق ادا کرے۔

۲۔دنیا میں آنے والی آفات اور مشکلات کو دوسروں کے گناہوں کا نتیجہ قرار دینا

:انسان پر جو بھی مصیبتیں نازل ہوتی ہیں یہ سب انسانوں کے گناہوں کا نتیجہ ہیں۔اگر انسان یہ خیال کرے کہ اس کے اوپر یا دوسروں کے اوپر آنے والی مشکلات اور مصیبتیں دوسرے لوگوں

www.kitabmart.in

کے گناہوں کی وجہ سے ہیں اوران کے آنے میں اس کے اعمال کا کوئی عمل دخل نہیں تو ایسا گمان کرنا گناہ ہے۔ یہ گمان اس وجہ سے انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس نے خدا کی طرف سے لاگو کردہ تمام فرائض کوادا کر دیا ہے اورخدا کی بندگی، فرمانبرداری اور عبادت کامکمل حق ادا کر دیا ہے وہ اپنے آپ کو ہر حوالے سے بری الذمہ قرار دیتا ہے۔

حالانکہ ارشادِقدرت ہے:﴿ **وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ** ﴾ (سورۃ فاطر آیت ۴۵) .

ترجمہ:اگر خدا لوگوں کے اعمال کا مواخذہ کرے تو روئے زمین پر کوئی رینگنے والا بھی نہ بچے گا۔

لیکن خبردار! کوئی یہ گمان نہ کرے کہ انبیاء اور آئمہ علیہم السلام بھی اس آیت کے تحت کسی گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کے بارے میں گناہ کے ارتکاب کا تصور کرنا بھی بہت بڑا جرم اور گناہ کبیرہ ہے۔

انسان کی طرف سے صادر ہونے والی ہر حرکت اور ہر فعل کا کائنات کے ساتھ گہرا ربط ہے انسان کا ہر عمل کائنات اوراس کے نظام پر اثر انداز ہوتا ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جو دعا حضرت کمیلؓ کو تعلیم فرمائی تھی اس میں مذکور ہے:" **اللھم اغفر لی الذنوب التی تھتک العصم اللھم اغفر لی الذنوب التی تنزل النقم اللھم اغفر لی الذنوب التی تغیر النعم اللھم اغفر لی الذنوب التی تحبس الدعاء ، اللھم اغفر لی الذنوب التی تنزل البلاء ......**"(دعائے کمیل)

یعنی : اے اللہ میرے ان گناہوں کو معاف فرما دے کہ جو ناموس پر دھبہ لگاتے ہیں، خدایا میرے ان گناہوں کو معاف فرمادے جو مصیبتوں کے نازل ہونے کا سبب ہوتے ہیں، خدایا

www.kitabmart.in

میرے وہ گناہ معاف کردے جونعمتوں کوتبدیل کر دیتے ہیں، خدایا میرے ان گناہوں کو معاف کردے جو دعاؤں کوقبول ہونے سے روک دیتے ہیں، خدایا میرے ان گناہوں کو معاف فرما جن سے آفات نازل ہوتی ہیں۔

گزشتہ امتوں پرعذاب نازل ہونے کی وجہ ان کے اپنے برے اعمال اورگناہ تھے۔ اسی طرح اولاد کا مختلف مصیبتوں اور بیماریوں میں مبتلا ہونا بھی والدین کے گناہوں کا نتیجہ ہوتا ہے بلکہ اولاد کا فاسق وفاجر ہونا بھی والدین کے گناہوں کے سبب سے ہوتا ہے اوراس بارے میں روایات بھری پڑی ہیں کہ جن میں اولاد کے بہرے، گونگے، اندھے اور بدکردار ہونے کو والدین کے برے افعال اورگناہوں کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔

گناہ کرنے والا نا صرف اپنے آپ کومصیبت میں مبتلا کرتا ہے بلکہ اپنے ساتھ دوسرے لوگوں کوبھی مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔پس جب لوگوں کی سرکشی حد سے بڑھ جاتی ہے اوران کے گناہ تمام حدوں کوتوڑ دیتے ہیں تو خدا ان پرمختلف طریقے سے عذاب نازل کرتا ہے اوروہ سب کے سب تباہ وبرباد ہو جاتے ہیں اور جوخدا کے نیک وپرہیز گار بندے ہوتے ہیں اللہ تعالی یا تو ان مشکلات ومصائب کے بدلے ان کے درجات بلند کرتا ہے یا پھران صالح اورنیک بندوں کوانبیاء علیھم السلام اورمعصومین علیھم السلام کی طرح اس خطہ میں سے اٹھالیتا ہے اورمعصوم کونزولِ عذاب والے خطے سے اس لئے اٹھالیا جاتا ہے تاکہ وہ لوگ معصوم کے وجود کی برکات سے محروم ہوجائیں جب تک معصوم وہاں رہتا ہے اس کی برکت سے وہاں عذاب نازل نہیں ہوتا۔ارشادِ قدرت ہے:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ﴾ (سورۃ الانفال آیت ۳۳)

www.kitabmart.in

ترجمہ: اللہ اس وقت تک ان پر عذاب نازل نہ کرے گا جب تک (اے پیغمبرؐ) آپ ان میں موجود ہیں۔

اسی طرح صالحین کی موجودگی میں بھی خدا ان کی برکت سے عذاب کو روکے رکھتا ہے ارشاد قدرت ہے: ﴿ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴾ (سورۃ الانفال آیت ۳۳)

ترجمہ: خدا ان پر عذاب نازل کرنے والا نہیں ہے جب کہ وہ استغفار اور طلب مغفرت کر رہے ہوں۔

۳۔ ایک گناہ کے ساتھ دوسرے گناہ کا بھی مرتکب ہو جانا۔

وہ گناہ کہ جن سے انسان اکثر غافل ہوتا ہے ان میں سے ایک گناہ کے ارتکاب کے ساتھ دوسرے گناہ کا بھی مرتکب ہو جانا شامل ہے انسان اپنی طرف سے گناہ کی طرف متوجہ تو ہوتا ہے لیکن اس کی وجہ سے جس دوسرے گناہ کا بھی مرتکب ہو گیا ہے اس دوسرے گناہ سے وہ غافل ہوتا ہے اور اس کے بارے میں کبھی توجہ بھی نہیں کرتا مثلاً اگر کوئی شخص زنا یا بدفعلی کرتا ہے تو اس قبیح گناہ کی وجہ سے زمین، آسمان، فضا، ہوا بلکہ کائنات میں موجود ہر چیز متاثر ہوتی ہے جس سے برکات ختم ہو جاتی ہیں اور مختلف بیماریاں، مشکلات اور مصیبتیں جنم لیتی ہیں لیکن ان تمام آفات اور بلاؤں کا شکار گناہ کرنے والا بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ دوسرے افراد بھی ان مصیبتوں میں گر جاتے ہیں۔ پس اس طرح سے گناہ کرنے والا نا صرف اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے بلکہ دوسرے لوگوں پر بھی ظلم کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کی مشکلات میں گرفتاری کا سبب بنتا ہے لہذا جب تمام لوگوں پر اس کی وجہ سے بلائیں گرتی ہیں تو وہ تمام لوگوں کا مجرم بن

www.kitabmart.in

جاتا ہے۔

جب کہ گناہ کرنے والے کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ وہ تمام لوگوں بلکہ کائنات کی ہر چیز کا مجرم ہے وہ فقط یہی تصور کرتا ہے کہ اس نے تو ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہے جو فقط خدا اور اس کے درمیان ہے ۔حالانکہ جب اس کے گناہ کی وجہ سے عذاب و بلا نازل ہوتی ہے تو وہ ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے:﴿ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لاتُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ﴾ **(سورۃ الانفال آیت ۲۵)**

ترجمہ:اس فتنہ وبلا سے ڈرو کہ جس کا شکار تم میں سے فقط ظالم لوگ نہ ہوں گے (بلکہ سب اس کی لپیٹ میں آئیں گے)۔

پس اس طرح سے انسان ایک گناہ کرتا ہے اور اس کے ارتکاب کے ساتھ دوسرے گناہ کا بھی مرتکب ہو جاتا ہے ۔انبیاء اور معصومین علیہم السلام کو جو مصیبتیں پہنچیں اور جن مشکلات ومصائب میں وہ مبتلا ہوئے اس کا سبب بھی انسانوں کے گناہ تھے معصومین اور انبیاء علیہم السلام کو لوگوں کی طرف سے براہ راست جسمانی اور روحانی اذیتوں کے علاوہ جن بیماریوں اور دیگر مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس کا اصل سبب بھی لوگوں کے گناہ اور ان کے گناہوں کی وجہ سے دنیا کے نظام کا متاثر ہونا تھا جب کسی کمرے میں گرد وغبار اور مٹی اڑتی ہے تو اس کی وجہ سے سب سے پہلے وہاں موجود شفاف اور صاف ترین چیز پر غبار اور گندگی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں ۔لہذا اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ معصومین اور انبیا علیہم السلام کو جتنی بھی مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑا اس کا اصل سبب لوگوں کے گناہ تھے کہ جن کی وجہ سے

www.kitabmart.in

دنیا کی پوری فضا اور نظام بری طرح متاثر ہوا اور آج تک انسانوں کے گناہوں کے برے اثرات ہر جگہ پہنچ رہے ہیں۔

قرآن میں ارشادِقدرت ہے:﴿ **ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ** ﴾ **(سورۃ روم آیت ۴۱)**

ترجمہ: لوگوں کے اپنے برے اعمال کی وجہ سے خشکی وتری ہر جگہ ہی فساد پھیل گیا ہے۔

ظالموں اور سرکشوں کے بارے میں فرمانِ قرآنی ہے: ﴿ **الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ○ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ** ﴾ **(سورۃ فجر آیت ۱۱، ۱۲)**

ترجمہ: جن لوگوں نے ملکوں میں سرکشی کی انھوں نے وہاں فساد کو اور بڑھا دیا۔

ان آیات میں فساد سے مراد گناہ نہیں بلکہ فساد سے مراد کائنات کے نظام میں خرابیاں اور لوگوں پر نازل ہونے والی مصیبتیں ہیں کہ جن کے آنے کا اصل سبب انسانوں کے گناہ ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ قرآنی ہے: ﴿ **وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ** ﴾ **(سورۃ البقرہ آیت ۲۰۵)**

ترجمہ: جب وہ (انسان) منہ پھیرے تو وہ زمین میں کوشش کرتا ہے کہ وہ اس (زمین) میں فساد پھیلائے اور زراعت اور نسلوں کو تباہ کرے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

گناہ کرنے والا نہ صرف دوسرے لوگوں کے لئے آفات اور مصیبتوں کا باعث بنتا ہے بلکہ اس کے گناہوں کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی شیطان کا آسان لقمہ بن جاتے ہیں اور شیطان کے جال میں پھنس کر گناہوں کی دلدل میں جا گرتے ہیں اور ان سب گناہوں کا اصل مجرم وہی گناہ کرنے والا ہوتا ہے۔

www.kitabmart.in

اس بارے میں قرآن اس طرح بیان کرتا ہے: ﴿ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۱۵۵)

ترجمہ: ان کو شیطان نے فقط بعض لوگوں کے (برے) اعمال کے سبب بہکا دیا۔

اسی طرح قرآن میں بہت سی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ گزشتہ امتوں پر آنے والا ہر عذاب ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے تھا مثلاً ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾

(سورۃ فصلت آیت ۱۷)

ترجمہ: ان کے ان برے اعمال کے سبب کہ جو وہ کرتے تھے ذلت کے عذاب کی گرج و بجلی نے انھیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی ایسی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کائنات کے نظام اور دنیا میں خوشحالی او ر بدبختی کا انسانوں کے اعمال کے ساتھ گہرا ربط ہے لہذا ضروری ہے کہ انسان کو ان باتوں سے غافل نہیں رہنا چاہیے کیونکہ اس غفلت کی وجہ سے انسان جہاں اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا کرتا ہے وہاں دوسرے افراد کے لئے بھی ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔

۶۔ انسان کا گمان کرنا کہ اس کے گناہ دوسروں پر اثر انداز نہیں ہوتے:

بعض اوقات انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے جو گناہ کر رہا ہے وہ گناہ لوگوں پر عذاب وآفات کے نزول کا سبب شمار نہیں ہوتے۔ لیکن ایسا سوچنا خود ایک گناہ ہے کہ جس سے انسان اکثر غافل ہوتا ہے کیونکہ وہ اس طرح سے ارتکاب کردہ گناہ کو حقیر و معمولی قرار دیتا ہے۔ یہ بات یاد رکھیں! کہ گناہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ذاتی طور پر ایک ایسا سبب

www.kitabmart.in

ہے کہ جس کی وجہ سے لوگوں پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ پس کوئی بھی گناہ ہو وہ کائنات میں ہونے والی خرابیوں اور پریشانیوں کا حقیقی سبب ہے حتیٰ کہ ظالم و جابر لوگوں کا مسلمانوں پر تسلط بھی لوگوں کے جرائم کا نتیجہ ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو جب ابوالحتوف جعفی نے پیشانی پر تیر مارا اور اس کی وجہ سے خون چہرے پر بہنے لگا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: " **اللھم انک تری ما انا فیه من عبادک هولاء العصاة اللھم احصھم عددا و اقتلھم بددا ولا تذر علی وجه الارض منھم احد ولا تغفر لھم أبدا یا امة السوء بئسما خلفتم محمداً (ص) فی عترته اما انکم لا تقتلون رجلا بعدی فتھابون قتله بل یھون ذلک علیکم عند قتلکم ایای وایم الله انی لأرجو أن یکرمنی الله بالشھادة ثم ینتقم لی منکم من حیث لا تشعرون۔ فقال الحصین و بماذا ینتقم لک منا یابن فاطمة ؟ قال یلقی بأسکم بینکم و یسفک دمائکم ثم یصب علیکم العذاب صبا** "۔

یعنی: اے اللہ تو دیکھ رہا ہے کہ میں تیرے بندوں میں سے ان سرکشوں کے درمیان ہوں، اے اللہ ان تمام کو اپنی گرفت میں لے اور ان کو بکھیر کر ہلاک کردے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی روئے زمین پر باقی نہ رہنے دینا اور ان کو کبھی بھی معاف نہ کرنا۔

پھر اس کے بعد امام علیہ السلام نے بلند آواز میں فرمایا: اے بدترین امت تم نے حضرت محمد (ص) کے دنیا سے جانے کے بعد ان کی اولاد سے بہت برا سلوک کیا خدا کی قسم! میری تو تمنا ہے کہ خدا مجھے شہادت سے مکرم کرے اور پھر اس کے بعد خدا تم سے میرا اس طرح انتقام لے گا

www.kitabmart.in

کہ تمھیں اس کا علم ہی نہ ہوگا۔ حصین ملعون نے کہا: اے فاطمہ علیہا السلام کے بیٹے خدا ہم سے تمہارا انتقام کس طرح لے گا؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا تم پر بدترین شخص کو مسلط کرے گا جو تمھیں قتل و غارتگری کا نشانہ بنائے گا اور پھر عذاب تمھیں اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ (مقتل المقرم، مقتل الخوارزمی، مقتل العوالم، نفس المھموم)

اسی طرح جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے بیٹے جناب علی اکبرؑ کو میدان کی طرف روانہ کیا تو ظالموں کے حق میں اس طرح بددعا کی: **" اللھم فامنعھم برکات الارض و فرقھم تفریقا و مزقھم تمزیقا و اجعلھم طرائق قددا ولا ترض الولاۃ عنھم ابدا "** .

یعنی: اے اللہ ان کو زمین کی برکتوں سے محروم کردے اور انھیں متفرق و پراگندہ کردے، انھیں تباہ و برباد کردے انھیں بالکل ہی کٹے پھٹے راستوں کی مانند کردے اور ان کے حکمران ان سے کبھی رضامند نہ ہوں (مقتل المقرم)

دعا کے قبول نہ ہونے پر خدا سے ناراضگی کا اظہار کرنا:

جن گناہوں سے انسان اکثر غافل ہوتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب انسان کی دعا قبول ہونے میں دیر ہوجائے تو وہ خدا سے دل ہی دل میں یا ظاہر بظاہر ناراضگی کا اظہار کرے۔ یہ گناہ اس وقت مزید مزموم اور گھنونا ہوجاتا ہے کہ جب انسان یہ گمان کرے کہ اس نے دعا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور دعا مانگنے کا مکمل حق ادا کیا ہے لیکن کوتاہی نعوذ باللہ خدا کی طرف سے ہے کہ جو اس طرح دعا کرنے کے باوجود بھی دعا کو قبول نہیں کررہا اگر کوئی شخص اپنے دل میں یہ باتیں سوچتا ہے اور اپنے اندر اس قسم کے گمان و خیال رکھتا ہے تو اس سے لازم

www.kitabmart.in

آتا ہے کہ وہ خدا کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خدا اپنے وعدے کو پورا نہیں کرتا کیونکہ خدا نے دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ ایک قبیح ترین گناہ ہے۔

۶۔انسان کا یہ سوچنا کہ اس کے اعمال نیک اور صحیح ہیں لہذا ان کے بدلے میں خدا پر واجب ہے کہ وہ اس کے درجات بلند کرے:

بعض اوقات انسان اپنے سارے یا بعض اعمال کے بارے میں گمان کرتا ہے کہ وہ نیک و صالح اور صحیح ہیں لہذا خدا پر واجب ہے کہ ان کے بدلے میں اسے انعام و اکرام عطا کرے اور اس کے درجات کو بلند کرے۔پس ایسا شخص اپنے آپ کو صالحین کی صف میں شمار کرنے لگتا ہے بلکہ اگر کبھی دعا یا عبادت کے دوران اس کی آنکھ سے آنسو کا قطرہ نکل آئے تو پھر تو وہ اپنے آپ کو اللہ کے اولیاء میں شمار کرنے لگتا ہے۔اور یہ بات واضح ہے کہ یہ سب چیزیں اس کے غرور و تکبر، جہالت اور اس کی گھٹیا سیرت و کردار پر دلالت کرتی ہیں۔

۷۔اعمال خیر انجام دے کر اپنے آپ کو لوگوں سے بہتر سمجھنا:

بعض لوگ کچھ نیک کام مثلاً نماز شب، معصومین علیہم السلام کی زیارت وغیرہ کر کے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ وہ ان نیک اعمال کی ادائیگی سے لوگوں سے افضل بن گئے ہیں گویا کہ انھوں نے ان چند نیک کاموں کو کر کے خدا پر احسان کر دیا ہے حالانکہ یہ لوگ اس بات سے غافل ہیں کہ ان اعمال خیر کی ادائیگی کی توفیق خدا کی طرف سے بندوں پر لطف و کرم اور فضل و احسان ہے اسلام اور اس کے تمام احکامات انسان پر خدا کی نعمات میں سے ہیں۔

www.kitabmart.in

ارشادِ قرآنی ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا﴾

(سورۃ آل عمران آیت ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک مومنین پر اللہ نے یہ احسان کیا ہے کہ ان میں اس نے رسول بھیجا۔

خدا نے ہم پر یہ احسان کیا ہے ہم کو اسلام اور مذہب حق کی نعمت سے نوازا اور ہمیں نیک اعمال کے بجالانے کی توفیق دی اور شیطان کے جالوں سے محفوظ رکھا۔ یہ سب چیزیں ان غافل بندوں کو اس خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے کافی ہیں جو بندے چند ٹوٹے پھوٹے اعمال کی ادائیگی کے بعد اپنے آپ کو دوسروں سے افضل تصور کرنے لگتے ہیں حالانکہ ان بندوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کیونکہ خدا کی طرف سے عطا کردہ اتنی زیادہ نعمات کے باوجود انھوں نے ان سے صحیح طور پر استفادہ نہیں کیا اور نا ہی اس طرح عبادت کی جس طرح عبادت کرنے کا حق تھا جس طرح عبادت کے دوران اخلاص، خلوص، توجہ اور صاف نیت کی ضرورت تھی اس طرح سے عبادت کو بجا نہیں لایا گیا۔ پس عبادت و اطاعت میں بے شمار نقائص کے باوجود جو شخص غرور، تکبر اور فخر کرتا ہے وہ یا تو جاہل ہے یا پھر عقل سے محروم ہے۔ انسان کی طرف سے اتنے نقائص پر مشتمل عبادت اور اتنے زیادہ گناہوں کے باوجود بھی وہ کریم رب اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ میں کھڑے ہونے اور اپنی نعمتوں سے استفادہ کرنے سے نہیں روکتا۔

www.kitabmart.in

دنیا کے نظام اور شرعی احکام میں ارتباط

ہم نے اپنی گزشتہ گفتگو میں متعدد مقامات پر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ شرعی احکام اور کائنات کے نظام میں بہت گہرا تعلق اور ربط ہے لہذا اگر ان شرعی احکامات پر مکمل طور پر عمل کیا جائے تو اس کے پورے نظام کائنات پر مثبت اثرات پڑتے ہیں اور اسی طرح اگر شرعی احکام کی خلاف ورزی کی جائے تو اس کے منفی اثرات پوری کائنات پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا و کائنات کے نظام کو مدنظر رکھتے ہوئے انسان پر مختلف اوقات و حالات اور مختلف اماکن پر بہت سے فرائض لاگو کیے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے عبادت کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے مخصوص اوقات کی تعیین فرمادی ہے، اسی طرح روزہ رکھنے اور حج کرنے کے لیے بھی سال کے مختلف ایام کو معین کردیا ہے اور فقط اوقات کو ہی نہیں بلکہ عبادت کرنے کی جگہ، کیفیت اور مکمل طریقہ بھی بیان کردیا ہے اور یہ سب واجبات اور فرائض کائنات کے نظام کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب دیے گئے ہیں کیونکہ ان دونوں میں بہت گہرا تعلق اور واسطہ ہے۔

اسی طرح شریعت نے مختلف مقامات اور اوقات میں جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان کے حرام ہونے میں بھی اس ربط کا گہرا تعلق ہے کہ جو شرعی احکام اور کائنات کے نظام میں موجود ہے مثلاً مساجد، مقدس مقامات، احرام اور اعتکاف وغیرہ میں بہت سی ایسی چیزیں حرام ہیں کہ جو عام طور پر حرام نہیں ہیں۔ اسی طرح ایک عورت سے نکاح کرنا حلال ہے اور دوسری کسی عورت سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اسی طرح جس عورت سے نکاح حلال ہے وہی عورت

www.kitabmart.in

کسی خاص وقت میں حرام ہے۔

یہ سب چیزیں جو شریعت نے حلال قرار دی ہیں یا حرام قرار دی ہیں ان تمام کا دنیا کے ساتھ ایک تعلق اور واسطہ ہے اور اسی ربط کو مدنظر رکھتے ہوشرعی احکام کو وضع کیا گیا ہے تا کہ انسان ان پر عمل کر کے کائنات سے استفادہ کرے اور کائنات میں موجود وسائل کو استعمال کر کے ترقی کی منزلیں طے کرے، کائنات سے استفادہ اور وسائل کا حصول فقط شرعی احکام پر عمل سے ہی ہو سکتا ہے۔اور اگر ان شرعی احکام کی خلاف ورزی کی جائے تو کائنات کے نظام میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور لوگوں کے برے اعمال کی وجہ سے نظام میں خرابی کے باعث آفات جنم لیتی ہیں۔

جب کوئی آفت رونما ہوتی ہے تو اس سے بچاؤ اور اس کے برے اثرات سے بچنے کے لئے بھی شریعت نے مختلف فرائض لاگو کیے ہیں مثلاً سورج گرہن، چاند گرہن یا دوسری مختلف آفات کے وقت نمازِ آیات کو واجب قرار دیا گیا ہے تا کہ ان کے منفی اثرات اور نقصانات سے بچا جا سکے۔

پس اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ نعماتِ الٰہی میں رونما ہونے والا خلل اور ہمارے لئے ظاہر ہونے والی تمام مصیبتیں انسانوں کے اپنے برے اعمال، واجبات کو ترک کرنے اور حرام کاموں کے ارتکاب کا نتیجہ ہیں۔

اسی طرح ان تمام آفتوں کی وجہ ہمارا صحیح اور مطلوبہ طریقہ سے واجبات اور عبادات کو ادا نہ کرنا بھی ہے۔کیونکہ اگر ڈاکٹر کی دی ہوئی دواء کو اس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق استعمال نہ کیا جائے تو وہ دواء فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان پہنچائے گی۔قرآن جو کتاب

www.kitabmart.in

ہدایت ہے اگر اسے مطلوبہ طریقہ سے نہ پڑھا جائے تو یہی قرآن وبال بن جاتا ہے روایت میں ہے کہ بعض لوگ قرآن کو پڑھتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

انسان کا ہر فعل اپنے اندر اچھے یا برے اثرات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے چاہے یہ افعال غیر ارادی طور پر ہی کیوں نہ صادر ہوں جیسے کوئی شخص بھول کر یا غفلت میں کسی برے فعل کو سرانجام دیتا ہے شراب پی لیتا ہے یا معلوم نہ ہونے کی بنا پر زہر کھالیتا ہے تو وہ اس کے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتا اسی طرح انسان اپنے دوسرے افعال کے اثرات سے بھی نہیں بچ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ گناہ اور جرائم کو نہایت برا، قبیح اور مذموم ترین قرار دیا گیا ہے اور سب سے قبیح ترین چیز یہ ہے کہ جس خدا نے اپنے لطف وکرم اور رحمت کے ذریعے انسان کو دنیا کی آفات سے بچنے اور دنیا و آخرت میں ترقی کرنے کے لئے مختلف اعمال کی تعلیم دی اس خدا کا شکر یہ ادا کرنے کے بجائے ہم اس کی نافرمانی کرتے ہیں اور اگر اس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق تھوڑا سا عمل کر لیتے ہیں تو اپنے آپ کو دنیا کا ولی تصور کرنے لگتے ہیں حالانکہ ہونا تو یوں چاہیے کہ جب انسان خدا کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق عمل کر کے اپنے آپ کو آفتوں سے محفوظ کرتا ہے تو اسے اپنے خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ جس نے واجبات اور مستحبات کے بجالانے کا حکم دیا اور حرام چیزوں سے آگاہ کیا۔ یہ سب احکام اور شریعت خدا کی طرف سے اس کے بندوں پر بہت بڑی نعمات ہیں۔

ارشاد قرآنی ہے: ﴿ **لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ** ﴾ (**سورة آل عمران آیت ۱۶۴**)

www.kitabmart.in

یعنی: بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان کیا ہے کہ ان میں سے ہی ان میں ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے خدا کی آیات کی تلاوت کرتا ہے، ان کے نفوس کو پاکیزہ بناتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگر چہ یہ لوگ پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾ (سورة المائده آيت ٣)

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔

﴿ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴾ (سورة الحجرات آيت ١٧)

یہ لوگ تم پر احسان جتلاتے ہیں کہ ہم اسلام لے آئے ہیں تو تم ان سے کہہ دو: میرے اوپر اپنے اسلام کا احسان نہ جتلاؤ یہ تو خدا کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمھیں ایمان لانے کی ہدایت دی اگر تم اپنے ایمانی دعوے میں سچے ہو۔

پس ہم پر لاگو کردہ تمام واجبات ہمارے لئے نعمت ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم ان واجبات کو صحیح طریقے سے بجالا کر خدا کا شکر ادا کریں اور ان کی ادائیگی میں ہر طرح کی غفلت سے پرہیز کریں۔ ارشاد نبوی ہے: "**اما يخاف الذی حول وجهه فی الصلاة ان يحول وجهه وجه حمار**"۔ (**التنبيهات العليه علی وظائف الصلاة القلبية (ص ٣٢، ٢٣)**) یعنی: کیا نماز میں چہرہ پھیرنے والا اپنے چہرے کے گدھے کی طرح بن جانے سے نہیں ڈرتا۔

www.kitabmart.in

ارشادِ قدرت ہے: ﴿ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴾ (سورۃ الماعون آیت ۴،۵)

ترجمہ: بدبختی ہے ان نمازیوں کے لئے جو نماز میں غفلت برتتے ہیں۔

اس آیت میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے کہ جو نماز کے دوران غفلت سے کام لیتے ہیں اور اپنی توجہ نماز میں مبذول کرنے کے بجائے اِدھر اُدھر بانٹے رکھتے ہیں۔

www.kitabmart.in

نصیحت

انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی حقیقی قدر و قیمت اور حیثیت کو پہچانے کیونکہ جب انسان کو اپنی قدر و قیمت اور حیثیت معلوم ہو جاتی ہے تو وہ کسی نیک عمل کے بجالانے پر فخر وغرور میں مبتلا نہیں ہوتا اور فخر وغرور ہی ایسی چیز ہے کہ جو نیک اعمال کو ختم کر دیتی ہے۔

جب بھی انسان کوئی نیک عمل سرانجام دے تو اسے یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اس عمل کے کرنے سے اللہ کے نیک پرہیز گار اور صالح بندوں میں شامل ہو گیا ہے۔ ضروری ہے کہ نیک عمل کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ انسان اپنے اندر اس بات کا احساس پیدا کرے کہ اس نے اس نیک عمل کی بجا آوری کے دوران خدا کی اطاعت کا حق ادا نہیں کیا بلکہ اس نے اس سلسلہ میں کوتاہی سے کام لیا لہذا اسے اپنے اندر اپنی کوتاہی کا اعتراف کرنا چاہیے انسان کو جب بھی کسی نیک عمل کے بجالانے کی توفیق حاصل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے دل میں اس بات کا یقین رکھے کہ یہ توفیق خدا کی طرف سے اس پر لطف و کرم اور احسان کا نتیجہ ہے۔ اس نیک عمل کے سرانجام دینے میں خود انسان کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ سب خدا کی طرف سے اس پر احسان ہے لہذا اگر انسان کے اندر مذکورہ احساس پیدا نہ ہو تو اس کا کیا ہوا نیک عمل لغو اور بے فائدہ ہو جاتا ہے۔

ہر انسان کو چاہیے کہ مکمل خلوص اور فقط خدا کی رضا کے لئے تمام نیک اعمال سرانجام دے اور اس بات کا عقیدہ و یقین رکھے کہ خدا تعالیٰ نے جتنے واجبات اور مستحبات قرار دیئے ہیں اور بندے کو ان کے بجالانے کا حکم دیا ہے یہ سب کے سب خدا کی طرف سے اس پر

www.kitabmart.in

احسان اور لطف و کرم کی وجہ سے ہیں تا کہ انسان ان واجبات اور مستحبات کے ذریعے اپنی اصلاح و تربیت کر لے اور نفس و روح پاک و پاکیزہ کر لے۔ پس جو شخص اپنے آپ کو بُری صفات و عادات کی پلیدگی سے پاک نہیں کرے گا اور اپنی روح و نفس کو پاک و طاہر نہیں بنائے گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جن عبادات اور دوسرے امور کا حکم دیا ہے ان کا مقصد فقط ہمارے نفوس اور اعمال کی تطہیر ہے۔ لہذا جب بھی کوئی انسان کوئی نیک عمل بجالائے اسے چاہیے کہ وہ اس نیک عمل کے کرنے پر خدا کا شکر ادا کرے اور ہر گز اپنے ذہن میں یہ خیال نہ لائے کہ اس نے اللہ کی نعمات یا اس کے احسانات میں سے کسی ایک کا بھی حق ادا کر دیا ہے یا جس طرح اسے شکر ادا کرنا چاہیے تھا اس نے شکر ادا کر دیا ہے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ خدا کا شکر یہ ادا کرے کہ اس نے اسے اس عمل کے بجالانے کی توفیق عطا کی۔ اسی طرح اس بات کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ اگر کوئی عمل، اخلاص اور قربتِ خدا کی نیت سے خالی ہو تو وہ عمل اس چھلکے کی مانند ہوتا ہے کہ جس کے اندر مغز نہیں ہوتا ہے۔

انسان ہر وقت خالقِ کائنات کے حضور میں رہتا ہے انسان حقیقت میں ہر وقت خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوتا ہے لہذا اگر انسان کے اندر کوئی بھی نیک کام کرتے وقت یہ احساس نہ ہو کہ وہ اپنے پروردگار اور پالنے والے کے حضور میں کھڑا ہے تو وہ اس کام کو اس طرح سے انجام نہیں دے گا جس طرح اس کے انجام دینے کا حق ہے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ بندگی کے مفہوم کو سمجھنے اور بندگی کا حق ادا کرنے میں عبادت کا بہت بڑا اور اہم کردار ہے اور اسی طرح خدا کے ساتھ اخلاص اور خدا کی رضا کے حصول کے سلسلہ میں بھی عبادت ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ پس جو شخص جنت یا کسی انعام کے حصول

www.kitabmart.in

کے لئے نماز پڑھتا ہے یا کوئی عبادتی کام سرانجام دیتا ہے تو حقیقت میں ایسا شخص اپنی ہی ذات کی خوشنودی کے حصول میں لگا ہوا ہے اور اپنی ہی خواہشات کو پورا کرنے کے چکر میں ہے پس ایسا بندہ حقیقت میں عبودیت اور بندگی کا حق نہیں ادا کر رہا کیونکہ اس کا نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، اور معصومین علیہم السلام کی زیارت کرنا فقط اپنی خواہشات کے حصول اور دنیاوی و اُخروی فوائد حاصل کرنے کے لئے ہے۔ پس جب عبادت کا مقصد فقط اپنی ذاتی خواہشات کا پورا کرنا ہو تو وہ حقیقت میں اپنی ہی ذات کی پوجا شمار ہوتی ہے کیونکہ اگر اس شخص کی خواہشات عبادت اور اطاعتِ خدا کے بغیر دنیا و آخرت میں پوری ہوتیں تو وہ نہ تو خدا کی عبادت کرتا اور نہ خدا کی اطاعت کرتا۔ اسی طرح جو شخص دنیا یا آخرت میں خدا کے عذاب اور جہنم سے فرار کی خاطر اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرتا ہے ایسا شخص بھی اپنا ہی محبّ و خیر خواہ، اپنی ہی ذات کا تابع اور اپنی ہی ذات کا پجاری ہے کیونکہ وہ فقط اس لئے خدا کی عبادت واطاعت کرتا ہے تاکہ وہ اپنی ذات کو تکلیف، عذاب، تلف و بے کار جانے سے بچا لے کیونکہ وہ اپنی ذات سے محبت کرتا ہے اور ساری عبادت فقط اپنی ذات کو بچانے کے چکر میں کرتا ہے اگر ایسے شخص کو اس بات کا یقین ہو کہ عبادت و اطاعت کے بغیر وہ عذابِ الٰہی سے بچ نکلے گا تو وہ کبھی اطاعتِ خدا نہیں کرے گا۔ پس ایسا شخص بھی اپنی خواہشات کی پوجا کرتا ہے۔

ارشادِ قدرت ہے: ﴿ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ﴾ **(سورة الجاثية آیت ۲۳)**

ترجمہ: کیا تم نے اسے دیکھا ہے کہ جس نے اپنا معبود اپنی خواہشات کو بنا رکھا ہے۔

پس خالص اور حقیقی عبادت واطاعت وہ لوگ کرتے ہیں جو اپنی ذات اور خواہشات کی غلامی سے آزاد ہوں اور اپنے آپ کو انھوں نے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے وقف

www.kitabmart.in

کررکھا ہو۔ایسے لوگ خدا کی عبادت فقط اس لئے کرتے ہیں کہ خدا ہی لائق عبادت ہے۔خدا کو فقط عبادت کا اہل قرار دیتے ہوئے اس کی عبادت کرتے ہیں اور فقط اس کی رضا کے حصول کے لئے اس کی اطاعت کرتے ہیں جبکہ پہلی دو اقسام سے تعلق رکھنے والے افراد غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں اور اپنے ہی نفس کی قید میں ہیں اور اپنی ہی ذات کو خوش کرنے کے لیے اپنی ہی ذات کی پوجا کرتے ہیں۔خدا ہم سب کو غلاموں جیسی عبادت و اطاعت سے محفوظ رکھے۔

مجھے ایسے افراد پر بہت تعجب ہوتا ہے کہ جو امام حسین علیہ السلام یا کسی اور معصوم کی زیارت کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ میں نے جس معصوم کی زیارت کی ہے اس کے پاس اس زیارت کی وجہ سے میرا حق ثابت ہو گیا ہے گویا کہ اس نے معصوم کی زیارت کر کے معصوم پر احسان کیا ہے لہذا معصوم پر اس کا حق ہے۔حالانکہ حقیقت میں اس معصوم نے اس پر احسان کیا ہے اور اسے اپنی زیارت کا شرف بخشا ہے اور اپنی ضریح کے سامنے کھڑے ہونے کی اجازت دی ہے لہذا ضروری ہے کہ زیارت کرنے والے کو سب سے پہلے خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے اسے کسی معصومؑ کی زیارت کی توفیق عطا کی ہے اور پھر اس کے بعد جس معصومؑ کی زیارت کر رہا ہے اس کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اسے حرم میں داخل ہونے اور زیارت کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

اس بات کو ذہن نشین کرنا واجب ہے کہ جو شخص عبادت و اطاعت ترک کرتا ہے وہ بغیر کسی شک کے گناہگار ہے اور اسی طرح جو شخص خدائی قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ خدا ،معصومین بلکہ پوری کائنات کا مجرم ہے کیونکہ گناہ اور اس گناہگار کے وجود سے پوری کائنات

www.kitabmart.in

بری طرح متاثر ہوتی ہے روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ بہت سے ایسے گناہ ہیں کہ جن کی وجہ سے آسمان سے بارش نہیں برستی، بہت سے ایسے گناہ ہیں جن سے فضا سیاہ ہو جاتی ہے، بہت سے ایسے گناہ ہیں کہ جن سے بیماریاں اور وبائیں وجود میں آتی ہیں بہت سے گناہوں کی وجہ سے غربت اور فقیری میں اضافہ ہوتا ہے، بہت سے گناہ لوگوں کو سیدھے راستے سے منحرف کرنے کا سبب بنتے ہیں ۔ یہ بات واضح ہے کہ جب کبھی خدا کی طرف سے کوئی بلا یا عذاب نازل ہوتا ہے تو ہر شخص چاہے وہ نیک ہو یا بدکار اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے ۔ پس جو شخص بھی گناہ کرتا ہے یا واجبات میں سے کسی واجب کو چھوڑتا ہے وہ قدرتی آفات کا سبب بنتا ہے اور اس کی وجہ سے ہر کوئی بری طرح متاثر ہوتا ہے پس اس طرح سے گناہ کرنے والا خدا اور تمام انسانوں بلکہ پوری کائنات کا مجرم بن جاتا ہے ۔لہٰذا ہر گناہگار کے لئے ضروری ہے کہ جب بھی وہ اپنے گناہوں اور سرکشی کی طرف متوجہ ہو اسے اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے خدا سے طلبِ مغفرت کرنی چاہیے اور خدا سے دعا کرنی چاہیے کہ اس کے گناہوں کی وجہ سے مخلوق میں سے جس جس کو بھی کوئی تکلیف پہنچی ہے خدا اس مخلوق کے اندر بھی نرمی کا گوشہ پیدا کردے کہ وہ بھی اس کو معاف کردے۔

یہ بات واضح رہے کہ جتنی بھی قدرتی آفات کا ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے زلزلہ، سیلاب، طوفان، خشک سالی وغیرہ اور اسی طرح ظالموں کی طرف سے ہم پر جتنے بھی ظلم وستم ڈھائے جاتے ہیں اور ظالمین مسلمانوں کو دنیا میں ذلیل ورسوا کرتے ہیں یہ سب کی سب مصیبتیں گناہوں کے ارتکاب کا نتیجہ ہیں۔

اللہ تعالٰی نے انسان کے لئے ہر طرح کی نعمات کو خلق کیا اور کسی چیز کی کمی نہیں

www.kitabmart.in

چھوڑی لیکن بندے خود اپنے ہی ہاتھوں سے گناہ کر کے اور شریعت سے منحرف ہو کر ان مصیبتوں کے نزول کا سبب بنتے ہیں۔

ارشادِ قرآن ہے: ﴿**بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ**﴾ (**سورۃ البقرہ آیت ۸۱**)

ترجمہ: "بے شک جن لوگوں نے کوئی گناہ کیا اور ان کو ان کی خطا نے گھیر لیا پس یہی وہ لوگ ہیں جو اہل جہنم ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے"

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿**ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ**﴾

(**سورۃ الروم آیت ۴۱**)

ترجمہ: "لوگوں کے اپنے اعمال کی وجہ سے مصیبت خشکی وتری میں ظاہر ہوگئی تا کہ خدا ان کو ان کے بعض اعمال (کی سزا) کا مزہ چکھائے شاید یہ لوگ (سیدھے راستے پر) پلٹ آئیں

ارشادِ قرآنی ہے: ﴿**وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ**﴾ (**سورۃ فاطر آیت ۴۵**)

ترجمہ: "اگر خدا تمام انسانوں سے ان کے اعمال کا مواخذہ کرتا تو روئے زمین پر کسی رینگنے والے کو بھی نہ چھوڑتا"

شاید کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ معصومین علیہم السلام بھی تو مصائب میں مبتلا ہوئے حالانکہ ان کے بارے میں گناہ کی نسبت کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

تو یہ بات یاد رکھیں جیسا کہ میں نے پہلے اس بات کا ذکر کیا تھا گناہگاروں کے

www.kitabmart.in

ارتکاب کی وجہ سے آنے والی مصیبتوں میں سب لوگ گرفتار ہوتے ہیں گناہکاروں کے گناہوں کی وجہ سے جو مصائب اور بلائیں آتی ہیں ان کی اذیت صالح اور غیر صالح سب کو ہی برداشت کرنی پڑتی ہے مثال کے طور پر دنیا میں بنی امیہ و بنی عباس اور آج تک آنے والی تمام ظالم حکومتیں لوگوں کے گناہوں کے ارتکاب کا نتیجہ ہیں لیکن ان ظالم حکومتوں کے ظلم کی چکی میں سارے لوگ پسے جا رہے ہیں پس اس اعتبار سے گناہ کرنے والے لوگ تمام انسانوں، معصومین بلکہ پوری کائنات کے دشمن ہیں

۲ فروری ۲۰۱۰ بمطابق شب ۱۷ صفر ۱۴۳۱ھ رات ۲/۱۵

حسینیہ شیرازیہ۔ نجف اشرف